UNIVERSAL LIBRARY
OU_188501
UNIVERSAL LIBRARY
188501

بعون ایزد سبحانی تواریخ کالا پانی

مسمّی بہ

Checked 1978

تواریخ عجیب

۱۳۰۲

متضمن حالات عجیب و حیرت انگیز قید بست سالہ [illegible]

و جزائر انڈمان و قوانین متعلقہ قیدیان مولفہ منشی محمد جعفر تھانیسری [illegible]

مطبع شمسی پریس انبالہ میں باہتمام شیخ محمد [illegible] طبع ہوئی

قیمت عام لوگوں کے واسطے فی جلد معہ محصولڈاک ۱؍ اور رئیسوں اور امیروں کی واسطے فی جلد جیسے ہمت ہو

[illegible]

چٹھی عطیہ کپتان آر-سی-ٹمپل صاحب بہادر

I have known Mohummed Jafer for 10 years first as a Moonshee at port Blair & then as an employe here under me. whatever may have been his short coming in days gone by he seems to have profited by the serve punishment that overtook him & has been as long as I have known him a quiet in offensive man.

He knows English & is a good Vernaculer scholar competent to teach the language of this part of India & as a teacher is a patient & hard working man.

Amballa
21. 4. 85

Sd: R.C. Temple Captn
Comt. Magistrate

ترجمہ چٹھی کپتان ٹمپل صاحب بہادر مجسٹریٹ کمپ انبالہ

میں محمد جعفر کو دس برس سے جانتا ہوں - پہلے بمقام پورٹ بلیر وہ میرا منشی معلم تھا اور اب یہاں میرا ذاتی نوکر ہے۔ اوسکی قید سے پہلے اوسکے چال چلن کیسے ہی ہوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس سخت آفت قید نے جسمیں وہ پڑا تھا اوسکی چال چلن بہت آراستہ کر دیا ہے اور جبوقت سے کہ میں اوس سے واقف ہوا ہوں اوسوقت سے میں نے جانا کہ وہ نہایت غریب اور بے شر و بے ضرر آدمی ہے۔ وہ انگریزی بھی جانتا ہے اور دیسی علوم کا نہایت عمدہ فاضل ہے - اور ان سب علوم کو جو اس حصہ ہند میں جاری ہیں تعلیم کرنیکی لیاقت رکھتا ہے اور بحیثیت استاد کو چاہیے نہایت متحمل مزاج اور محنتی آدمی ہے فقط دستخط کپتان آر سی ٹمپل مجسٹریٹ کمپ انبالہ - مورخہ ۲۱ - اپریل ۱۸۸۵ء

بقلم مع محمد

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تواریخ عجیب

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ قال اللہ تعالیٰ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین

ت کیا گمان ہے لوگون کو کہ ہم فقط اونکے مونہہ سے کہنے پر کہ ہم مسلمان ہو گئے اونکو چھوڑ دیوینگے اور اونکے ایمان کا امتحان نکرینگے اور تحقیق پہلے امتون کے لوگون کو ہمنے خوب امتحان کرکے دیکھہ لیا ہے پس اب اللہ مسلمانون کو بھی امتحان کرکے ظاہر کردیگا کہ کون سچے مسلمان ہیں اور کون جھوٹے ہیں ۔ میری واپسی انڈمان کے بعد جب ہر ایک دوست نے جس سے میری ملاقات ہوئی میری قید اور سفر اور اون جزائر کی کیفیت پوچھنی شروع کی تو ہر ایک شخص کے روبرو ایک بیست ۲۰ سالہ تواریخ کا بیان کرنا دشوار سمجھہ کر کچھہ ضروری ضروری حالات و واقعات جو اس مدت بیس ۲۰ سالہ میں مجکو پیش ہوئی معہ حال اون جزائر کے مختصراً واسطے ملاحظہ ناظرین کے لکھہ دیا ہے

تاکہ ہر سایل اور مستفسر کے روبرو اس کو پیش کر دون ۔
جب اپریل سنہ ۱۸۷۹ء مطابق سنہ ۱۲۹۶ ہجری میں مینے تواریخ پورٹ بلیر مسمیٰ بہ تاریخ عجیب لکھی تھی اوس کے تہوڑے روز پہلے میری درخواست رہائی بڑے شد و مد سے حضور نواب گورنر جنرل بہادر سے نامنظور ہوگئی تہی جس سے اکثر حکام بلکہ خاص و عام کو یقین ہوگیا تھا کہ میری رہائی کبھی نہوگی لیکن مین رحمت الٰہی سے نا اُمید نہوا تھا چنانچہ مینے دیباچہ کتاب مذکور میں یہہ عبارت لکھی تھی = کہ دنیا باُمید قایم ہے دیکھئے پردہ غیب سے اب اور کیا ظاہر ہوتا ہے،، بلکہ آخیر دیباچہ میں ناظرین کتاب مذکور سے یہہ بھی التجا کی تھی کہ وہ میرے حق میں دُعا کریں کہ ہماری سرکار معدلت شعار خاکسار کو ان ننگ وطن ننگ جنگلیون کی صحبت سے جدا کرے تاکہ جلد ثانی اس کتاب کی ہند میں حاضر ہوکر اپنی مُلک کی بولی میں ناظرین کی نذر کرون،، سو اس تحریر دلسوز کو ابھی تہوڑے دن ہوئے تھے کہ خود بخود بلا میری درخواست کے بعد غیبی لارڈ رپن صاحب بہادر کی زبان سے ظہور میری رہائی کا ہوگیا۔

میری پہلی کتاب تاریخ عجیب کا نام بھی تاریخی ہے اور اتفاق حسنہ سے فقط ایک حرف کے تغیر سے اس چہہ برس کی کمی بیشی کو پورا کر کے اسکا بھی تاریخی نام تواریخ عجیب رکہا گیا گویا یہہ وہی جلد ثانی ہے جسکے مشتہر کرنیکا ہند میں پہونچنے کے بعد وعدہ تھا۔

اب ناظرین با وقار کی خدمت میں عرض ہے کہ مینے اس کتاب کو بھی بطور روزنامچہ روزمرّہ بول چال میں لکہا ہے اور دوسرے لوگون کے مقولون و اور قصص کو جہان تک مجھے یاد تھے بعینہٖ ہوبہو نقل کیا ہے مگر اسپر بھی جہان کہین بمقتضائے بشریت مجھہ سے کمی بیشی ہوئی ہو اوسکو خداوند عالم الغیب معاف کرے اور صاحبان نکتہ چین اور اہل علم سے اُمید ہے کہ جہان کہین غلطی یا دین قلم عفو سے اصلاح کریں اور مجھہ ... دعا کریں کہ ... اس مہلک عذاب سے مجکو نجات بخشی الیسی آ...

وہ رب کریم مراد دلی حاصل کرکے ساتھہ خاتمہ بخیر کے اس مہلکۂ عظیم دنیا سے بھی نجات دیوے آمین ثم آمین وَمَا تَوفِیقِی اِلّا بِاللّٰہِ عَلَیہِ تَوَکَّلتُ وَاِلَیہِ اُنِیبُ ۔

شروع قصہ جنگ امبیلا

آخر ۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۰ ہجری سرحد غربی ہند پر خود سرکار کی زبردستی سے ایک جنگ عظیم شروع ہوگیا ۔ جنرل چمبرلین صاحب اس جنگ کے سپہ سالار تھے ۔ امبیلے کی گھاٹی مین جاکر فوج سرکار کو بہت تکلیف ہوئی سرکار کی مداخلت بیجا کے سبب سے اخوند سوات بھی بغرض اعانت اہل قافلہ اپنے بہت سے مریدون کو ساتھہ لیکر شامل جنگ ہوگیا ۔ ملکی افغان چارون طرف سے اپنے بچاؤ کی واسطے مقابلہ سرکار پر ٹوٹ پڑے سخت جنگ ہونے لگا جنرل چمبرلین صاحب خود مجروح شدید ہوئے قریب سات ہزار کے کشت و خون کی نوبت پہونچی ۔ تمام پنجاب کی چھاونیون سے فوج کھینچ کر سرحد پر بھیجی گئی ۔ اور یہہ گرما گرمی تھی ایدہر لارڈ ایلجن صاحب ویسرائے ہند چھمبے کی پہاڑ پر اپنی اس حرکت اور زبردستی چھیڑ چھاڑ پر نادم ہوکر یکبیک مر گئے ہندوستان بے گورنر ہوگئی ۔ ایسے نازک وقت اور گھما گھمی کے ایام مین ۱۱ ۔ نومبر ۱۸۶۳ء مطابق ۲۸ ۔ ماہ جمادی الثانی ۱۲۸۰ ہجری کو ایک سوار پولس متعینہ چوکی پانی پت

مخبری غزن خان مخبر

ضلع کرنال مسمی غزن خان نام ایک ولایتی افغان نے کسی ذریعہ سے میرے حال سے واقف ہوکر اور ایسے وقت مین اپنی دنیوی بھلائی کا موقع جان کر ایک بڑی لمبی چوڑی کیفیت خیرخواہانہ کے ساتھہ جسکا سارا بیان خیرخواہانہ سوائے اس بات کے کہ کسی ذریعہ سے اسکو میرے حال کی خبر ہوگئی تھی محض دروغ ہے بحضور صاحب ڈپٹی کمشنر کرنال کے حاضر ہوکر یہہ مخبری کی "کہ یہہ جنگ جو ہندوستانی قافلہ والون کی ساتھہ سرحد پر ہو رہا ہے اُن لوگون کو فلان شخص نمبردار تھانیسر روپیہ اور آدمیون سے مدد دیتا ہے مینے اس قافلہ کے کچھہ لوگ راہ گیر گرفتار کرکے واسطے سزا کی عدالت مین پیش کیئے تھے مگر بوجہہ عدم ثبوت ضابطہ کے وہ رہا کر دیئے گئے تھے اور میرے

بیان کو انکی نسبت عدالت نے دروغ سمجھا تہا اونہین راہ گیر نے انکی زبانی اسوقت مجکو
اس مخبر دار تہا نیز سرکار کا حال بھی معلوم ہوا تہا پہر بمزید احتیاط اور ثابت کرانے اپنے بیان
کے مینے یاغستان سے اپنے اکلوتے بیٹے فیروز کو خط لکھہ کر پانی پت بلوایا جب وہ آیا
تو اُسکو سب زیر و زبر سمجہا کر لشکر قافلہ کو روانہ کیا - یہہ ایسا نازک وقت تہا کہ ادہر
سرکار انگریزی سرحد پر جنگ کی تیاریان کر رہی تھی اودہر وہ لوگ اپنی تیاریان
کر رہے تہے - اگر میرا بیٹا سرکار انگریزی کے ہاتہہ پڑتا تو وہ دشمن سمجھہ کر اُسکو
پہانسی دیدیتے اور اگر دشمنون کو میرے بیٹے کی نیت کا حال معلوم ہوجاتا تو وہ
مُخبر سرکار سمجہہ کر اُسکو گردن مارتے - لیکن مینے محض بنظر خیر خواہی سرکار
اور اپنے کو سچا ثابت کرنے کے واسطے ایسی جائے خطرہ گویا موت کے مُنہہ مین
اپنے بیٹے کو جہونک دیا - خیر جب میرا بیٹا لشکر مخالفین مین پہونچا تو مدت تک اپنے
کو اونکا ہمشہریک ظاہر کر کے اُنکی ساتہہ رہا اور جب اون سے خوب ہل ملکر شیر و شکر
ہوگیا تو وہان بھی یہی معلوم ہوا کہ بھی مخبر دار تہا نیز روپیہ اور رنگروٹ اس لشکر
کے واسطے بہیجا ئے - جب میرے بیٹے کو یہہ مطلب کی بات معلوم ہوگئی تو وہ وہان سے
کافور ہو کر ہزارون سختیان اوٹہاتا ہوا ہزار دشواری نو ۹ ماہ بعد میرے پاس پانی پت
مین پہونچا " - افسوس ہے کہ اس بناوٹی داستان خیر خواہی کو سب انگریزون نے
صحیح تصور کر لیا اور ڈاکٹر ہنٹر نے تو اس مقام پر اسکو بڑے بڑے خیر خواہان روم
قدیم سے افضل لکھہ کر وہ تعریف کی ہے کہ جسکا وہ کسی طرح بہی شایان نہین ہے
خیر ڈپٹی کمشنر کرنال نے یہہ داستان سُن کر بذریعہ تاربرقی ضلع انبالہ کو
جسکی حدود ارضی کے اندر ہمارا شہر واقعہ ہے خبر بہیجدی - ادہر مُخبر مخبری کر کے
باہر نکلا تہا کہ اُدہر ہمارے ایک دوست ڈپٹی کمشنر صاحب کرنال کی ملاقات
کو اونکے بنگلے پر پہونچے جن سے عند التذکرہ صاحب موصوف نے ذکر اُس

مخبری کا بانی کیا

مخبری کا بھی کیا جب بعد الفراغ ملاقات یہہ صاحب اپنے ڈیرے کو تشریف لا چکے تو
اونہون نے مسمی کادا نام ایک اپنے نوکر سے جو میرا ہمسایہ تھا بطور افسوس حال اُس
مخبری کا بیان کیا کادا مذکور یہہ حال سُنکر اُسی وقت اس کی خبر کرنیکو تہانیسر کو دوڑ
پڑا لیکن خوبی تقدیر سے کچھہ زیادہ رات گئے یہہ شخص تہانیسر مین پہونچا اور سب سے پہلے
میرے مکان پر آیا مگر مین اوسوقت گھر کے اندر جا کر سو رہا تھا وہ اُسوقت رات کو مارا
دروازہ بند اور ہمکو سوتے دیکھہ کر ایسے آرام کے وقت مین ہمکو تکلیف دینا مناسب نہ جانکر
اپنے دلمین سوچا کہ فجر کو خبر کر دونگا ادہر تقدیر اُسکو تو دروازے پر سے ہٹا لیگئی اب

روانگی وارنٹ خانہ تلاشی

اودہر انبالے کی کیفیت سُنئے جب انبالہ مین یہہ خبر تار مین پہونچی ایک وارنٹ میری خانہ
تلاشی کا جاری ہوا اور کپتان پارسن صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس ایک جماعہ
کثیر پولس کی ساتھہ لیکر راتون رات میرے مکان پر پہونچے یہان قدرت الٰہی کا تماشا
دیکھئے ایک ہی وقت مین دو آدمی ایک کرنال سے مجکو خبر دینے کو اور دوسرا انبالہ سے
میری خانہ تلاشی کو روانہ ہوئے کرنال والا جو میرا خیر خواہ تھا پہلے پہونچا اور کچھہ نکر سکا
مگر یہہ دوسرے صاحب بوقت دو بجے رات کے میرے گھر پر پہونچ گئے پہلے چارون
طرف سے میرے مکان کو گھیر لیا اور پھر مجکو باہر بولایا مینے باہر جا کر دیکھا کہ سپرنٹنڈنٹ
پولس معہ وارنٹ خانہ تلاشی کے میرے دروازے پر موجود ہین اونہون نے اول
مجکو وارنٹ دکھلایا بعدہٗ کہا کہ آپ اپنی تلاشی دو اُسوقت مین سمجھا کہ کچھہ دال مین
کالا ہے تب مینے چاہا کہ اول تلاشی میرے گھر کے اندر کی ہوئے تو بہتر ہے تا کہ
بیٹھک مین جو بلا کا بھرا ہوا خط رکھا ہے کسی طرح پولس کے ہاتھہ نہ آوے لیکن
ہونی کو کون روک سکتا ہے باوجودیکہ صدر دروازے کے اندر داخل ہو کر میری دہلیز
مین سراسر اندہیرا تھا اور مکان بیٹھک جو اُسی دہلیز کے جانب شمال تھا اوسکا
دروازہ اُس اندہیرے مین بالکل نمعلوم ہوتا تہا تو بھی سپرنٹنڈنٹ صاحب ایسی بات

پیشتر ہووے کہ پہلے بیٹھک ہی کی تلاشی کیجاوے۔ اسوقت بیٹھک مین جانے کے واسطے
دو دروازہ دالان کہولنا ضرور ہوا جو اندر سے بند تھے۔ مینے چالاکی سے منشی عبد الغفور کا نام
کہ جو اسکے اندر تھا اور چند آدمیونکے سوتے تھے پکار کر بہ آواز بلند کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب
تلاشی کے واسطے کہڑے ہین تم جلد دروازہ کہول دو اور اس کہنے سے میری یہہ غرض تھی
کہ کسی طرح وہ لوگ تلاشی کی بات سمجھکر دروازہ کہولنے کے پہلے اس زہریلے خط کو
پہاڑ کر پہینک دیوین اور میری پکار کو صاحب سپرنٹنڈنٹ سمجھکر مجھکو مانع بھی ہوئے مگر مین
نہین سنتا تھا لیکن تقدیر پہاڑ کر دیوے تو پہاڑا جاوے۔ ان اندر والون نے
ایسا گہبرائے کہ میرے شور شرا اور اشارون کو کچھہ بھی نہین سمجھا اور دروازہ کہول
دیا۔ اب بیٹھک کی تلاشی ہونے لگی اور وہی خط جس کا ڈر تھا سب کے پہلے پولس کے
ہاتھہ مین آیا اور اسی شام کو اپنی گرفتاری سے فقط چھہ گھنٹہ پہلے تقدیر نے وہ خط میرے
ہاتھہ سے لکھوا رکھا تھا۔ وہ خط قافلے کے نام تھا اور اوسمین چند ہزار اشرفیون کی روانگی
کا ذکر تھا۔ اسکے سوا اور بھی چند خطوط بابت آمد پٹنہ و مرسلہ محمد شفیع انبالوی پولس کے
ہاتھہ لگ گئے گو ان خطوط مین کوئی ایسا مضمون مُخبر نہ تھا مگر ان سے پولس کو یہہ پتہ
ملگیا کہ محمد شفیع انبالوی اور اہل پٹنہ کی تلاشی اور تفتیش بھی ضرور کرلی چاہئے منشی
عبد الغفور میرے ایک محرر اور عباس نام ایک بنگالی لڑکے کو بھی میرے گھر سے پکڑ کر لیگئے
گو میری نسبت بھی پولس کو شک قوی ہوگیا تھا لیکن بوجہہ نہونے وارنٹ گرفتاری کے
اور بلا حصول منظوری گورنمنٹ کے جو ایسے مقدمات مین ہونا ضرور ہے مجھہ سے اسدم
کچھہ مزاحم نہوئے جب پولس میرے گھر سے چلی گئی تو یہہ بات غور طلب ٹھہری کہ اسوقت
مجکو کیا کرنا چاہیئے مینے بلحاظ اس شہادت و ثبوت کے جو انکو میرے گہر سے ملگئی تھی اور
میری سزا کیواسطے بظاہر کافی و وافی تھی اپنا فرار ہوجانا مناسب جانا۔ گو مین پولس کی
حراست مین نہ تھا مگر دسے چارون طرف میری سراغ لگاتے ہوئے تھے اور میری

حرکات کو تاک رہے تھے مینے اپنی والدہ ماجدہ سے جو اسوقت زندہ موجود تھین اور اپنی
بیوی سے صلاح لیکر اور اونکو اپنے فرار پر راضی پاکر یہہ داو کھیلا کہ مین اپنے شہر سے روانہ ہوکر
اول موضع پیپلی مین جہان تحصیل اور تہانہ وغیرہ ہے آیا اور وہان ملازمان تحصیل اور
پولس سے بھی رائے لی کہ اب مجکو کیا کرنا چاہئے سب نے باتفاق یہہ رائے دی کہ تم
انبالہ کو جاؤ اور وہان دریافت کرو کہ یہہ کیا مقدمہ ہے اور کسنے یہہ مخبری کی ہے غرض
یہہ سب صلاح اور مشورہ ظاہری اُن سب سے کر کے مین بوقت شام براہ سڑک کنارہ
پیپلی سے انبالہ کو روانہ ہوا اوسوقت بہت سے آدمی چشم محبت اور افسوس سے میری
طرف دیکھہ رہے تھے۔ جب مین ایک گھوڑی پر سوار ہوکر چلا ہر کسی کو یہہ یقین ہوگیا کہ
مین انبالہ کو جاتا ہون۔ جب تک دن کی روشنی تھی مین برابر سڑک کو سڑک انبالہ کو چلا گیا
کوئی ایک میل بہر راستہ چلنے کے بعد خوب تاریکی ہوگئی اور مسافر بھی دور دور تک
نظر نہ آتے تھے اُس وقت مین سڑک انبالہ چہوڑ کر جنگل کی راہ سے ایک جگہہ مقررہ
پر اپنی زمینداری کی زمین مین تہانیسر کے متصل قریب آٹھہ بجے رات کے پہونچگیا
جب مین وہان پہونچا مینے دیکھا کہ میری والدہ اور بیوی بچے اور میرا بھائی محمد سعید وغیرہ
میری آخری ملاقات کے واسطے وہان حاضر ہین۔ خیر مین اون سے ملکر اور اپنی بیوی
اور بچونکو ساتھہ لیکر بسواری ایک عمدہ بہلی کے صبح ہوتے ہی ۲۲ کوس پانی پت
پہونچا مین پانی پت شہر کے اندر نہین گیا سڑک پر سے اپنی بیوی بچون کو رخصت
کر کے وہان سے بسواری یکہ دوسرے دن چالیس کوس دہلی مین پہونچا اور وہان
میان نصیر الدین سوداگر کی کوٹھی مین ٹہرا وہان جاکر میان حسینی ساکن تہانیسر اور
حسینی ساکن پٹنہ اور عبد اللہ نام ایک بنگالی سے میری ملاقات ہوئی یہہ دونون
آدمی آخر الذکر پٹنہ سے کچھہ اشرفیان لیکر آئے تہے مینے وہ اشرفیان اُن سے
لیکر حسینی ساکن تہانیسر کے حوالہ کر کے اوسکو ہدایت کر دی کہ جیسے ممکن ہو اس

مال کو انبالہ کو پہونچا دو - بعد روانہ کرنے عرضی تہانیسری کے مین ان ہر دو آوردہ زر کو
اپنی ساتھ پورب کو واپس لیجانا چاہا - اسوقت تک میرے دلمین یہہ خیال تھا کہ اس داو
کے بعد اس طرف میری تلاش کو کوئی نہ آوے گا میری تلاش انبالہ اور اوسکے مغرب
مین ہوگی اس خیالی حکمت پر دلی پہونچ کر مینے اپنے مخفی رکھنے کے واسطے کوئی احتیاط نکی
مین خود اپنے معمولی لباس مین ایک شکرم کرایہ کرنیکو چاندنی چوک تک گیا اور پہر پندرہوین
دسمبر کو ہم تینون آدمی بسواری شکرم علی گڑہ کویل کو روانہ ہوگئے - راہ مین گاڑی
ہانکنے والونکو بہت سا انعام اکرام دیکر چاہا کہ کسی طرح جلدی کویل پہونچ کر ریل پر سوار
ہو جاوین کیونکہ اوسوقت تک کویل سے اسطرف ریل نہ آئی تھی مگر تقدیر کہان جلدی
پہونچنے دیتی ہے - کئی چوکیون پر گہوڑا نملنے سے گاڑی کہڑی رہ گئی لاچار اُس گاڑی
کو راہ مین چہوڑ کر ایک دوسری گاڑی بدلی کی مگر با اینہمہ معمولی مدت سے ایکدن
زیادہ راہ مین لگ گیا - گو دیر ہوگئی تھی مگر مجکو اوسوقت تک یہہ خیال تہا کہ مین ایسی
چال سے آیا ہون کہ شاید مدت تک میری تلاش کو کوئی اس طرف کو نہ آویگا اب
مجکو یہین چہوڑ کر پولیس انبالہ کی کارروائی کو سنئے -

بارہوین دسمبر کو جب سپرنٹنڈنٹ پولس میرے خطوط اور آدمیونکو جو میرے گہر سے
لے تہے انبالہ کو لیگئے تو اونکو دیکہہ کر بعد حصول منظوری گورنمنٹ میری گرفتاری کا
وارنٹ جاری ہوا وہی پارسن صاحب دوسرے دن میری گرفتاری کا وارنٹ لیکر — اجرائے وارنٹ گرفتاری
تہانیسر آیا اور مجکو وہان نہ پاکر شہر مین آفت مچادی سیکڑون گہرون کی تلاشی ہوئی
پچاسون مرد عورت پکڑے گئے میری بوڑہی والدہ اور میرے بہائی محمد سعید کو جو اسوقت — بیحد ظلم پولیس
صرف بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ برس کا تھا اور اوسکی بیوی کو قید کر کے اُن پر سخت عذاب اور مار پیٹ
شروع کی ایسا ظلم اور بے عزتی عورات پردہ نشین کی ہوئی کہ جسکو سنکر دل
کانپ جاتا ہے میری بیوی کے پکڑنے کو بہی ایک وڈر پانی پت کو گئی مگر میان [illegible] الاسلام

صاحب کی جوانمرد والدہ کی دلیری سے میری عورت بچ گئی - غیران مار کہا نیوالوں مین
ایک میرا بہائی محمد سعید نہایت کم سن اور لذت ایمانی اور فضایل ثابت قدمی سے سراسر
بے بہرہ تھا اُس سخت مار پیٹ کو نہ اوٹھا سکا اور ڈر گیا اور اپنی جان بچانے کے واسطے بول
اوٹھا کہ میرا بہائی دھلی کو گیا ہے اُسی وقت پارسن صاحب میرے بہائی کو ساتھ لیکر
بسواری ڈاک دھلی پہونچا - ایدھر پنجاب مین جابجا میری تلاش شروع ہوئی دس ہزار
روپیہ کا اشتہار میری گرفتاری کے واسطے جاری ہوا - کیپ انبالہ مین محمد شفیع کے مکان
کی تلاشی ہوئی اتفاق سے اوسوقت محمد شفیع لاہور مین موجود تھے - یہان اونکے بہائی
محمد رفیع اور محمد تقی وعبد الکریم اونکے کارندے گرفتار کیے گئے اور اونکو ڈرایا گیا کہ اگر
تم سب حال نہ بتلاؤ گے تو تمکو پہانسی دی جاوے گی - جان کے ڈر سے محمد رفیع حقیقی
بہائی محمد شفیع کے اور مولوی محمد تقی صاحب بڑے پورانے کارندے اور واعظ سے
غریب محمد شفیع پر گواہ ہو گئے اور جو پولس نے اونکو سکہلایا سو گواہی دیکر اپنی جان بچائی
اور منشی عبد الکریم جنہون نے حسب تعلیم پولس گواہی ندی تھی بلا قصور محمد شفیع کے ساتھ
دایم الحبس ہو گئے - غرض پارسن صاحب نے دھلی مین پہونچ کر آفت مچادی سسرالون
اور شہر کے دروازے بند کردیئے ہزارون آدمیون کی تلاشی ہوئی سیکڑون آدمی
پکڑے گئے - اُسی پکڑ دھکڑ مین پارسن صاحب کو یہہ پتہ بھی مل گیا کہ مین فلان شکرم مین
سوار ہو کر فلان وقت مع دو دوسرے آدمیون کے علی گڑہ کو روانہ ہو گیا ہون اُسی
دم بذریعہ تاربرقی میری گرفتاری کے واسطے علی گڑہ کو خبر دی گئی - اور خوبی تقدیر
سے علی گڑہ مین جو میرے گہر سے قریب دوسو میل کے ہے عین میرے وہان پہونچنے
کے وقت یہہ خبر تار پہونچی - اوسی وقت پولس نے آکر ہمکو گہیر لیا اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ
کے بنگلے پر لیگئے اوسنے ہمکو مجسٹریٹ صاحب کے پاس بہیجدیا اور مجسٹریٹ نے جیل مین تین
اور میرے دونون ہمراہی تا آنے جواب تار کے حوالات مین رکہے گئے اوسی دن

گرفتاری مولف بمقام علی گڑہ

شام کو جب مین تیمم کرکے نماز پڑھ رہا تھا پارسن صاحب وہان پہونچ گئے اور مجکو قید مین دیکھہ کر بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ اسکو پھانسی گھر مین بڑی حفاظت کے ساتھہ بند کرو۔ اوسی دم مین ایک بڑے تنگ تاریک کمرے مین بند کیا گیا اور دو تین پہرے اوسکے چوگرد مقرر کر دیئے گئے۔ سب سے پہلے جیل کا کھانا مجکو اس جیل مین ملا۔ دو روٹی اور تھوڑا سا ساگ میرے حوالہ کیا گیا ساگ مین تو سوائے موٹے موٹے ڈنٹھلون کے پتی کا نام نہ تھا جنکا چبانا بھی دشوار تھا روٹیون مین قریب چوتھائی کے بالو و مٹی ملی تھی خیر خدا کا شکر کرکے تھوڑا بہت اوس مین سے کھایا۔ پھر اسکے بعد اکثر جیلخانون مین مینے وقتاً فوقتاً ٹھہر کر دیکھا تو سب جگہہ قیدیون کا کھانا ویسا ہی پایا کیونکہ قیدیون کو دراصل خوراک کم ملتی ہے جس سے اونکا پیٹ نہین بھرتا اور جب اونکو گیہون پیسنے کے واسطے دی جاتی ہے تو وہ مارے بھوکہ کے سیرون گیہون چبا جاتے ہین یا کچا آٹا پانی مین گھول کر پی لیتے ہین اور آٹے کا وزن پورا کرنیکے واسطے آٹے مین بالو ملا دیتے ہین اور اسی طرح جو عمدہ ترکاری جیل کے باغون مین پیدا ہوتی ہے اوسکو تو فروخت کر دیتے ہین یا جیل کے عہدہ دار کھا جاتے ہین ناکارہ ڈنٹھل جنکو جانور بھی نہ کھاوین گنڈاسون سے کاٹ کوٹ کر قیدیون کے واسطے پکا دیتے ہین وہ بھوکے اسی کو غنیمت جانکر ہاتھون ہاتھہ اوڑا جاتے ہین گو نو آمد قیدیون کو دو ایک دن اسکے کھانے مین ایذا ہوتی ہے مگر جب عذاب الجوع اُن پر مسلط ہوتا ہے تو پلاؤ قورمے سے بھی زیادہ اوسمین مزہ پاتے ہین اور کھا جاتے ہین کیونکہ دنیا مین اصل مزہ بھوکہ کا ہے۔

بھلا کھانا جو جیل مین ملا

دوسرے دن پارسن صاحب ہم تینون آدمیون کو ساتھہ لیکر خوشی خوشی بسواری شکرم دہلی کو روانہ ہوا شکرم مین سوار کرنیکے پہلے مجکو بیڑی ہتکڑی طوق پہنا کر اور طوق مین ایک لوہے کی ایک اور زنجیر ڈال کر اوسکا ایک سرا ایک مسلح سپاہی پولس کے ہاتھہ مین دیکر وہ محافظ میرے پیچھے اور پارسن صاحب اور ایک دوسرا انسپکٹر پولس میرے سامنے بیٹھے تینون کی جوڑیان لیکر اور میرے بدن سے بدن ملا کر بیٹھ گئے۔

روانگی دہلی زنجیر بدست

ترغیب اور مار پیٹ مولف کو

اسکے سوا پارسن صاحب بار بار مجکو راہ مین کہتا ہوا آتا تھا کہ اگر تم راہ مین بھی سرکشی کروگے تو مین اس طمنچہ سے تمکو مار دونگا۔ علی گڑہ سے چلکر دہلی تک کہانا پانی تو کہاں بلکہ پیشاب وغیرہ حاجات کے واسطے بھی ہم کہین راہ مین نہ اوتارے گئے۔ آخر بصد مصیبت اوس حال سے لوہے مین جکڑے ہوئے ہم دہلی مین داخل ہوئے جہان لیجاکر زیر بنگلہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس ہمکو ایک تہہ خانہ مین زندہ در گور بند کردیا۔ دوسرے دن دہلی سے کرنال اور پھر کرنال سے انبالہ ہمکو لیگئے۔ جب ہم انبالہ مین پہونچے بہت رات جاچکی تھی اوسی طرح لیجاکر دانہ ہم تینون آدمیون کو علیحدہ علیحدہ تین پہانسی گہرون مین بند کردیا جہان ہم شروع اپریل تک برابر بند رہے۔ دوسرے دن فجر کے وقت پارسن صاحب اور میجر ٹکمفیل ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولس اور کپتان ٹائی صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ مثل منکر نکیر کے میری کوٹہری مین آئے اور مجہہ سے کہا کہ تم اس مقدمہ کا سب حال بتلادو تمہارے واسطے بہت بہتر ہوگا۔ مینے کہا کہ مین کچہہ نہین جانتا اوسوقت پارسن صاحب نے مجکو پہلے بہت دہمکایا اور پھر مارنا شروع کیا جب میری مار حد کو پہونچی اور مین گر پڑا تو ٹائی صاحب اور ٹکمفیل صاحب کوٹہری سے باہر جاکر کھڑے ہوئے اور جب اسقدر مار پر بھی مینے کچہہ نہ بتلایا تو وہ سب کے سب مایوس ہوکر چلے گئے مینے جب یہہ کیفیت ظلم اور تعدی کی دیکھی تو مجکو یقین ہوگیا کہ اب مجکو یہہ لوگ زندہ نہ چہوڑین گے۔ میرے ذمہ کچہہ روزے رمضان کے باقی تھے دوسرے دن صبح اونکی قضا رکہنی شروع کردی۔ دوسرے دن جب مین روزہ رکھے تھا علی الصباح پارسن صاحب پھر آیا اور وہی کارروائی پھر شروع کی اور تہوڑی زدوکوب کے بعد مجکو اپنی بگھی مین بٹھلاکر ٹائی صاحب کے بنگلے پر لیگیا جہان پہر وہ تینون ظالم موجود تہے اوسدن اوہنون نے میری بڑی چاپلوسی کی اور کہا کہ ہم تحریری عہد کرتے ہین کہ اگر تم دوسرے شرکا اور معاونین جہاد کو بتلادو تو سواے تمکو سرکاری گواہ کرکے رہا کردینے کے بڑا عہدہ بھی دیوینگے اور بصورت نہ بتلانے کے تمکو پہانسی دلوینگے۔ مینے اس چاپلوسی پر بھی انکار کیا تو پارسن

صاحب اُن سے انگریزی مین کچھ باتین کرکے مجکو ایک الگ کمرے مین لیگیا جہان لیجاکر
پہر مارنا شروع کیا مین کہان تک لکہون آٹھ بجے فجر سے آٹھ بجے رات تک مجپر اسقدر مارپیٹ
ہوئی کہ شاید کسی پر ہوئی ہو لیکن بفضل الہی مین سب سہار گیا مگر اپنے رب سے ہر دم یہہ دعا
کرتا جاتا تھا کہ اے رب یہی وقت امتحان کا ہے تو مجکو اسوقت ثابت قدم رکھیو۔ جب وہ
ہر طرح مایوس ہو گئے تو لاچار بعد آٹھ بجے رات کے مجکو جیلخانہ کو واپس بہیجدیا۔ مین دن بہر روزہ
سے تہا بنگلہ سے باہر نکل کر درخت کے پتون سے روزہ افطار کرلیا اور جیل مین پہونچ کر جو میرے
حصہ کا کہانا رکہا تہا اُسکو کہاکر اور شکر الہی کر کے سو رہا۔ جسدن مین ٹائی صاحب کی بنگلہ پر
اس مارپیٹ کی لذت بنگلہ کے اندر اڑہا رہا تہا اُسوقت ایک مسلمان تحصیلدار صرف اس
قصور پر کہ اُسنے میری گرفتاری سے چند برس پہلے اپنے کسی دنیوی معاملہ مین مجکو ایک خط
لکہا تہا اور بعض عملہ کچہری نے جو اُسکے دشمن تہے اُس خط کے معنے غلط بیان کردئے تہے
جسپر وہ غریب معزز عہدہ دار معطل ہوکر باہر برآمدہ مین غمگین بیٹہا تہا مین اوسکا غمگین
چہرہ دیکہہ اپنی تکلیف بہول گیا اور یہہ خیال دل مین آیا کہ مجہہ منحوس نالائق کو فقط ایک
خط لکہنے پر یہہ بیچارہ بہی بیگناہ پکڑا گیا اگر اسکے بدلے بہی مجکو ہی سزا ہو جاوے اور یہہ
رہا ہو جاوے تو بہت بہتر ہے مین اپنی اُس حالت زار مین اُسکے واسطے بہت دعا کرتا رہا
مگر بفضل الہی وہ ناکردہ گناہ آخر بری ہوکر پہر اپنے عہدہ پر بحال ہو گیا اور اب تک
اول درجہ کا عہدہ دار انگریزی ہے۔ اس تاریخ بعد پہر مجکو کبہی گواہ شاہد ہونے
کی ترغیب نہین دی گئی۔

جب میری طرف سے قطعی مایوسی ہو گئی تو محمد شفیع اور مولوی محمد تقی جو میری طرح قیدی — گرفتاری محمد شفیع مخبری شفیع و تقی
تہی مخبر بنا کر رہا کر دئیے گئے انہین کے بیان سے بیچارہ محمد شفیع جسکو اس مقدمہ سے بہت
ہی تہوڑا تعلق تہا لاہور سے پکڑا آیا اور پہر انہین کی رہبری سے پارسن صاحب پٹنہ
کو گیا جہان ایشری پرشاد نام ایک ملازم پولس اوسکا معین اور پہرہ کا رہا ہوا ان دونون — پٹنہ کو جانا پارسن صاحب کا

پٹنہ میں بڑی کوشش کرکے مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی عبد الرحیم صاحب و الٰہی بخش سوداگر و میاں عبد الغفار کو گرفتار کرکے انبالہ کو بھیجدیا اور پھر پارسن صاحب بنگال کو گئیں جہاں جگہہ بجگہہ بہت لوگوں کو گرفتار کیا اکثر لوگ تو لاکھوں ہزار روپیہ خرچ کرکے رہا ہوگئے اور بہتوں کو پھانسی دینے کی دہمکیاں دیکر گواہ بنالیا فقط ایک قاضی میاں جان ساکن کمارکھلی ثابت قدم رہے جو گرفتار ہوکر انبالہ کو آئے - بصیر الدین و علاؤالدین سوداگران ڈھلی اور دوسرے بہت سے لوگ ڈھلی سے بھی گرفتار ہوکر آئے - پٹنہ و سے لیکر مشرقی و شمالی کنارہ بنگال تک شاید کوئی مالدار مسلمان یا مولوی یا نمازی باقی رہا ہو جسکو ایک دفعہ پولس نے پکڑکر بقدر وسعت اسکے اپنا ہاتہ گرم نکرلیا ہو غرض اس پہلے جہوکے میں دسمبر سے اپریل تک بڑی پکڑ دہکڑ رہی صدہا آدمیوں کو ڈرا اور سکہلا کر گواہ بنالیا - اس پارسن گردی کے دورہ میں وہ بیچارہ حسینی تہانسری بھی جب ڈھلی سے اشرفیاں لیکر لوٹا چلا آتا تھا پکڑا گیا اور کل اشرفیاں ضبط کراکے ہماری ساتھ ہی دایم الحبس ہوا - اس مقدمہ میں ہمنے دیکھا کہ بڑے بڑے صاحب لوگوں نے قانون و آئین سب طاق پر رکھدیا تھا اور ایشری پرشاد وغیرہ ہندو مسلمانوں نے اپنے فایدے کیواسطے اس مقدمہ کو رسی سے سانپ اور رائی سے پہاڑ بنادیا اور ہم لوگوں کو نکمّو بناکر سولین یا مہدی سودائی سا فرضی دشمن دولت انگلشیہ ٹہراکر اپنا مطلب نکالنا چاہا چنانچہ ایشری پرشاد وغیرہ جو نہایت ادنیٰ عہدوں پر تھے ڈپٹی کلکٹر وغیرہ ہوگئے اور بڑی بڑی زمینداری اور جاگیر دہوکہ دیکر سرکار سے لیلی اور غزن خان مخبر نے تو ایک محض جہوٹہا قصہ اپنے بیٹے کے قاتل کو پہنچنے کا گہڑکر ایک دو گانو جاگیر سرکار سے لیلیئے اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے جو اپنی کتاب آور انڈین مسلمان میں غزن خان کی تعریف اور نمک حلالی و خیرخواہی بیان کی ہے قابل دید ہے اور اس سے یہہ بات ثابت ہے کہ جب آدمی ماری تعصب اندہا ہوجاتا ہے یہہ طرح طرح کے دہوکے اور لغزشیں بھی کہاتا ہے -

اس مقام پر تھوڑی سی اصلی حقیقت اس مقدمہ کی بیان کر دینا خالی از لطف نہوگی اور
چونکہ مین بقدر انداز اپنے قصور کی ایک دفعہ سزا کامل وافی پا چکا ہون اسواسطے اب مجکو صحیح
حالات کے اظہار مین کچھہ خوف بھی نہین ہے میںنے جسقدر اس کتاب مین اول سے آخر تک
بیان کیا ہے بقدر اپنی یاد اور علم کے نہایت صحیح اور راست حالات کو لکھا ہے۔
سید احمد صاحب کا حال بیان کرنا فضول ہے ہند کے سب مسلمان اُنکے حالات سے
واقف ہین اور انگریزون کے واسطے ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی کتاب مین اول سے آخر تک چند جزون
پر سید صاحب کی تواریخ بیان کردی ہے گو براہ تعصب اُس بیان مین چند مقامون پر
غلطی بھی کی ہے مگر ہمکو اُس سے کچھہ بحث نہین ہے۔ بعد معرکہ جنگ آخری سید صاحب
ممدوح کے جسمین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہوئے تھوڑے سے ہندوستانی لوگ بقیہ قافلہ
سید صاحب بمقام ملکہ و ستھانہ ملک یاغستان مین بطور درویشون کے رہنے لگے اونکو
اکثر ہند کے مسلمان فقرا بقیہ قافلہ جانکر بطور خیرات کچھہ دیا کرتے تھے اسواسطے تعداد اس قافلہ
کی ہمیشہ بقدر چار پانسو فقرا کے رہی ہے مسلح رہنا یاغستان کا فرض ہے اسواسطے یہہ
لوگ بھی ہتیار بند رہتے تھے اوس ملک کے لوگون اور اس قافلہ والون کے عقائد مذہبی
مین بہت فرق ہے اوس عداوت مذہبی سے ہمیشہ اُس ملک والے آدمی اس قافلہ کی دشمن
رہے ہین اور اونہین کی جہوٹی خبرون سے حکام انگریزی متعینہ اوس اطراف کی ہمیشہ اُس
قافلہ فقرا سے برافروختہ رہے یہان تک نوبت پہونچی کہ بہ تحریک اُنہین ملکیون کے صاحب
کمشنر پشاور نے ایک لمبی چوڑی رپورٹ خلاف اوس قافلہ کے گورنمنٹ پنجاب مین کردی
اور کسی نے حق ناحق یا واجب غیر واجب کچھہ دریافت نکیا آخر کو سکرٹری آف اسٹیٹ
سے ان فقرائیون پر لشکرکشی اور جنگ کا حکم آگیا جسکا نتیجہ وہی ۱۸۶۳ء کی امبیلا
کی لڑائی ہے۔ جب انگریزی فوج بلا وجہہ زبردستی سے اپنی عملداری کے باہر یاغستان
غیر عملداری مین چڑہائی کر گئی تو سارا ملک یاغستان کا معہ اخوند سوات کے سرکار سے

پکڑے گئے اور درہ امبیلا پر سخت لڑائیان ہوئین اگر لاکھون روپیہ رشوت ان پکڑے ہوئے افغانون کو دیکر راضی نکیا جاتا ایک آدمی بھی فوج انگریزی کا واپس نہ آتا - یہہ ظاہر اور طبعی بات ہے کہ جب کوئی کسی غیر ملک مین اپنی حد سے باہر زبردستی لڑنے جا دیگا تو اُس ملک والے اپنے بچاؤ کو ضرور مقابلہ کرینگے اِس سبب سے اِس فضول اور زبردستی کی جنگ مین سرکار کا بہت نقصان ہوا اور سخت زک اوٹھا کر مثل ہر دو جنگ افغانستان کے سرکار کو آخر بے نیل مرام لوٹ آنا پڑا مگر بموجب اِس مثل کے کہ کمہار پر بس نچلا تو گدہی کے کان اینٹھے سرکار اون لوگون کا تو کچھہ نہین کر سکی مگر ہم غریب رعایا پر جو اونکے ہاتھہ مین تھی طرح طرح کے طوفان قایم کرکے جسکو چاہا سزا دیدی اور کروڑون روپیہ کا مال صدہا مسلمانون کا ضبط کرلیا - اور آخیر ۱۸۶۳ع سے دس برس تک برابر ہندوستان کے مسلمانون پر قیامت برپا رہی صدہا مسلمان مارے خوف کے گھربار چھوڑ کر عرب وغیرہ ملکون مین جا بسے خود غرضون اور خوشامدیون اور ہماری مدعی اور دشمنون نے خوب دل کے چاؤ نکالے دس برس تک اخبارون مین سواے اِس قصہ اور بحث کے کوئی دوسری بات کم ہوتی تھی - ایک محکمہ معہ گواہ شاہدون کے اِس دار و گیر کے واسطے سرکار تیار رہا جسکو چاہا پکڑ لیا اور جو چاہا رشوت لے لیلی اور جسنے ندی اوس پر اُن معمولی گواہون سے گواہی دلاکر دایم الحبس کرادیا - اور اِن خود غرضون نے اُن سو دو سو فقیرون سالکان ملک غیر کا ڈر اور رعب ہماری ایسی بہادر اور دانا سرکار کے دل پر ایسا جمایا اور اوسمین ایسا مبالغہ کیا کہ گویا سلطنت انگریزی کا قلع قمع کرنیوالے یہی لوگ ہین اور جسقدر اِس جادو کا اثر ہماری فاتح قوم پر ہوا ہے وہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ اوسمین کیسے رسی کا سانپ اور رائی کا پہاڑ بنایا گیا ہے - اور کن کن لا یعنی دلایل سے فاتح اور مفتوح مین عداوت ثابت کی ہے اور طرہ یہ ہے کہ علی العموم بلا تخصیص تمام ہند کے مسلمانون پر حملہ کیا ہے حالانکہ اِس تحریر کے بعد بڑے بڑے معتبرون

پر ہند کے مسلمانون کی خیر خواہی و خیر سگالی ثابت ہوکر وہ کتاب جو بے وجہ فاتح اور
مفتوح کے دلون کو بگاڑنیوالی ہے قابل جلوہ دینے کے ہوگئی ۔ اور مولوی سید احمد خانصاحب
بہادر سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ امام سینچر نے شروع ہی مین بڑی دلایل سے اس خیالی پلاؤ ڈاکٹر
ہنٹر کو رد کرکے اسکی دہجیان اڑادی ہین اور ہر دعوی کو اصول ہی سے غلط ثابت کردیا
ہے مگر تو بھی اُس کتاب ڈاکٹر ہنٹر کا جادو وانہ اثر ابھی تک اکثر انگریزون کے دلون پر
ہے جو وہابیون کو اپنا جانی دشمن جانتے ہین اور اگرچہ ابتدائے عملداری پنجاب سے افغانون
نے صدہا بڑے بڑے معزز انگریزون اور میم اور بچون کو بلکہ گورنر جنرل تک مار ڈالا اور
ابھی تک جہان موقع پاتے ہین اپنی وحشیانہ حرکت سے باز نہین آتے اور اونکے مولویون
نے عام فتوی دے رکھا ہے کہ انگریزون کا مارنا بڑا ثواب ہے مگر تو بھی انگریز افغانون
کو اپنا اُسقدر دشمن نہین جانتے جسقدر وہابیون کو ڈاکٹر ہنٹر کی بدولت اپنا دشمن فرض
کرر کھاہے حالانکہ ابتدائے عملداری سرکاری سے وہابیون سے قتل انگریز تو درکنار کبھی
کوئی بات خلاف تہذیب بھی سرزد نہین ہوئی عین بغاوت ١٨٥٧ع کے عام فتنہ کے
وقت بجائے بغاوت اور فساد کے وہابیون نے انگریزون کے میم اور بچون کو باغیون
کے ہاتھ سے بچاکر اپنے گہر مین چھپا رکھا اور جہان کہین چھپ چھپا کر یہہ لوگ ملازم سرکار
ہین یا جب کبھی اِن لوگون سے سرکار کا کوئی معاملہ آپڑا ہے تو وہابیون کو ہمیشہ سچے
دیانت دار وفادار بے طمع مہذب عادل خدا سے ڈرنے والے پایا ہوگا مگر ڈاکٹر ہنٹر کے
جادو نے دونو قومون کے درمیان براہ تعصب سخت نفرت اور دشمنی کی دیوار کھڑی ہے
جسکا نتیجہ دیکھیے آخر کیا ہوئے ۔

خیر آمدم برسر مطلب دسمبر سے اپریل تک یہہ سب دار و گیر ہوکر ماہ اپریل مجسٹریٹی
ضلع انبالہ مین یہہ مقدمہ پیش ہوا اور ہم لوگونکو پھانسی گہرون سے نکال کر کچہری مین
لے گئے اوسوقت معلوم ہوا کہ میرا حقیقی بھائی محمد سعید میرے اوپر اور محمد رفیع

حقیقی

حقیقی بہائی محمد شفیع کا اسکے اوپر پہانسی کی دہمکی سے گواہ ہوگئے اور اسی کارروائی سے
پچاس ساٹہہ آدمی جنمین اکثر مولوی مُلّان تہے ہمارے اوپر گواہ بنائے گئے لیکن اکثر
گواہ گواہی دیتے وقت بہی ہمارے مُنہونکو دیکہہ کر زار زار روتے بہی جاتے تہے مگر بے بس
اگر گواہی نہ دلوین تو قطع نظر مار پیٹ کے پہانسی کا سامہنا تہا اور یہہ سب گواہ تا ادائے
شہادت محکمہ سشن کے مثل قیدیون کے زیر حراست پولس رکہے گئے تہے اور پولس ہی
سے اُنکو عُمدہ خوراک اور لباس ملتا تہا چنانچہ لاکہون روپیہ سرکار کا ان بیجا کارروائیون مین
صرف ہوگیا اور مار پیٹ کی تو یہہ حالت تہی کہ عباس نام ایک لڑکا جو مدت تک میرے گہر مین
رہکر پرورش پایا تہا جب مجسٹریٹی مین گواہی دیتے وقت مجکو دیکہہ کر مارے مُحبت کے
جہوٹہا اور آموختہ بیان میرے اوپر کرنے سے ہچکچایا تو اوسی روز رات کو اُسکو ایسی
سزا سخت کئی گئی کہ وہ بچہ اوسی صدمہ سے قبل از درپیشی مقدمہ سشن کے مرگیا مگر
رفع بدنامی کے واسطے پارسن صاحب نے اوسکا مرنا مرض چیچک سے مشہور کر دیا تہا
جسدن ہم اول روز مجسٹریٹی مین حاضر کئے گئے تو میرا بہائی بہی سرمرہ گواہان زیر حراست
پولس تہا اوسنے مجکو بذریعہ ایک سپاہی پولس کے یہہ خبر بہیجدی کہ مجکو پولس نے مار
پیٹ کر تمہارے اوپر گواہ بنالیا ہے سو اب جسوقت بر سر اجلاس میرے اظہار تحریر
ہونگے تو مین اپنے اوس بیان سے جو مار پیٹ کر لکہایا ہے پہر جاؤنگا اوسکے جواب مین
مینے اوسکو کہلا بہیجا کہ میری قید اور رہائی کچہہ تمہارے بیان پر موقوف نہین ہے وہ
خدا کے ہاتہہ مین ہے۔ اگر تمہارا اظہار بحلف ہوا ہے تو اب اوس سے پہر جانے پر جرم
دروغ حلفی تمکو سزا سخت ہوجاوے گی۔ مین تو پہلے سے پہنسا ہوا ہون تمہارے
پہنس جانے سے والدہ ضعیفہ صدمہ پر صدمہ کہا کر ہلاک ہوجاویگی اسواسطے بہتر ہے
کہ جو تمنے پہلے لکہایا ہے وہی اب بہی بیان کرو لیکن باینہمہ جب اوسکا اظہار میرے
سامہنے ہونے لگا تو وہ پہلے اظہار سے منکر ہوگیا۔ صاحب لوگ بر سر اجلاس اوسسے

بیان سنکر اول تو بڑے غصے ہوئے مگر بوجہہ اوسکی صغر سنی کے اوسکو کچھہ سزا نہ دے
سکے فقط اوسکا نام گواہون سے کاٹ کر اوسکو نکال دیا۔ کثرت گواہون کے سبب سے ایک
ہفتہ تک فقط یہی مقدمہ کچہری مجسٹریٹی مین پیش ہوتا رہا۔ صاحب لوگونکا تعصب ہملوگون
سے یہان تک تہا کہ جب ہر وقت درپیشی مقدمہ کے ہمنے یہہ درخواست کی کہ ہماری نماز
کا وقت آگیا ہے ہمکو نماز پڑہنے کی اجازت بخشی جاوے تو یہہ اجازت بہی ہمکو نہ دی گئی مگر
وہ ہمارا کیا کر سکتے تہے ہمنے عین دوران مقدمہ مین تیمم کرکے بیٹہے ہوئے اشارون سے
نماز پڑہ لی۔ ایک ہفتہ کی کارروائی کے بعد ہمارا مقدمہ سپرد سشن ہوا اسوقت
تک ہم پہانسی گہرون مین علیحدہ علیحدہ قید تہے بعد سپردگی سشن کے ہم سب کو ایک
جگہہ حوالات مین بند کردیا اب بعد ایک مدت کے تنہائی اور چلہ کشی کے ہم جو سب دوست
ایک جگہہ جمع ہوئے تو بڑی خوشی ہملوگون کو ہوئی مین تو سعدی کا یہہ شعر اکثر پڑہا کرتا
تہا۔ پای در زنجیر پیش دوستان * بہ کہ با بیگانگان در بوستان * مگر ایک مدت دراز
چار ماہ تک کے تخلیہ اور تنہائی سے بہی ہم لوگون کو بہت روحانی فایدہ ہوا تہا انوار الٰہی
آئینہ صافیہ قلب مین کو خوب محسوس ہوتے تہے نماز روزے مین کمال لذت حاصل
ہوتی تہی کہ شاید وہ کیفیت برسون کے چلہ کشی اور گوشہ نشینی مین بہی حاصل نہوتی
مولوی یحییٰ علی صاحب کی صحبت ایک مغتنمات سے تہی۔ محمد شفیع اور عبدالکریم یہہ دو تو
آدمی کسی قدر کشیدہ خاطر رہا کرتے تہے باقی ہم نو آدمی اوس حوالات مین بہی نہایت
شادان اور فرحان تہے اور یہہ خاکسار تو جب اپنی ذلیل النسبی اور کم علمی پر خیال
کرکے انعامات الٰہی اور اوس سرفرازی کو جو میرے حال بدمال پر مبذول تہی مقابلہ
کرکے دیکہتا تو سمجہتا تہا کہ میری مثل ٹہیک ایسی ہے کہ جیسے کسی چمار کے سر پر بلا واسطے
سفارش و بلا استحقاق و لیاقت ذاتی کے تاج شاہی رکہدیا جاوے مین ادر
میرے حسب نسب اور لیاقت کہان اور یہہ سرفرازی خدا کے راہ مین امتحان

بوجہہ تعصب ممانعت نماز

قید تنہائی سے نکالکر سبکو ایک جگہہ حوالات مین کردیا۔

ہونا

ہوکر ثابت رہنے کی کہان کیونکہ اللہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ ایسے امتحانون مین پیغمبر اور صحابہ لوگ بھی گھبرا جاتے تھے جیسے فرمایا ہے۔ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ط خداوند تعالی فرماتا ہے کہ ہمنے ایسا سخت امتحان کیا اور پکڑ کر جھڑ جھڑایا یہان تک کہ خود پیغمبر اور اوسکے صحابی بول اوٹھے کہ کہان ہے مدد اللہ کی اس صبر اور استقلال کے انعام کو خیال کرکے اول سے آخر تک میری زبان پر تو شکر ہی شکر جاری رہا کبھی صبر کرنے کی نوبت ہی نہ پہونچی مولوی یحیی علی صاحب کی کیفیت اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھی وہ اکثر اس رباعی کے مضمون کو ادا کیا کرتے تھے لَسْتُ اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ۞ عَلٰى اَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ ۞ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاْ ۞ يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ ۞ ترجمہ نہین پرواہ کرتا ہون مین جبکہ مارا جاؤن مین اور ہون مین مسلمان کسی کروٹ پر ہو راہ خدا مین پہر کر جانا میرا طرف خدا کی اور یہہ اللہ کو ہاتھ مین ہے اور اگر چاہے برکت دیوے اوپر ملادی ٹکڑون پراگندہ کے اور یہہ وہ رباعی ہے جب ایک صحابی کو کفار مکہ پہانسی دینے لگے تو اونسے نہایت جوانمردی سے یہہ رباعی پڑھ کر راہ خدا مین جان دی اور شہید ہوا۔

درپیشی بحضور سشنز

کچھ عرصہ کے بعد آخر اپریل مین یہہ مقدمہ باجلاس میجر ایڈوارڈس صاحب محکمہ سشن مین پیش ہوا وہان بھی ایک ہفتہ تک روبکاری ہوتی رہی۔ محمد شفیع اور عبد الکریم کی طرف سے مسٹر گرڈال ایک بارسٹر محکمہ مجسٹریٹی سے وکیل اور پیروکار تھے اور جب یہہ مقدمہ کچہری سشن مین پیش ہوا تو مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب نے

پلوڈن صاحب کا وکیل ہونا۔

جو پٹنہ والون کی طرف سے پیروکار تھے مسٹر پلوڈن نامی ایک دوسرے وکیل کو بولایا۔ یہہ وکیل بڑا جہان دیدہ اور فہمیدہ ایک مسن آدمی تھا۔ جب پلوڈن صاحب اپنا مختارنامہ لیکر حوالات مین ہمارے دستخط کرانے کو آیا تو مولوی عبد الرحیم صاحب

مولوی محیی علی صاحب والٰہی بخش سوداگر دہر دو شیخ و قاضی میان جان صاحب عبد الغفار
منشی عبد الغفور آٹہہ مدعاعلیم نے اوس پر دستخط کردیئے مگر مینے اپنے دستخط نہین کئے اور
کہا کہ مین خود وکیل ہون مین اپنی جوابدہی آپ کرونگا۔ اب سرکار کی طرف سے میجر ٹکفیل
صاحب اور پارسن صاحب پیروکار اور وکیل تہے اور دس مدعاعلیم کی طرف سے دو وکیل
اور مین ایک بذات خود اپنی جوابدہی کرتا تہا۔ جب کوئی گواہ پیش ہوتا تو پہلے اوسکا
بیان صاحب سشن جج آپ لکہتے اور سوال جرح کرنے بعد اوسکے سرکاری وکلا اور اوسکے
بعد ہر دو وکلا مدعاعلیم ایک دوسرے کے بعد اور سب کے آخر مین یہہ خاکسار سوالات جرح
کرتا چونکہ مین سب سے زیادہ اس مقدمہ سے واقف اور اون گواہون کے حالات اور علم اور لیاقت
سے بھی بخوبی آگاہ اور اس فن وکالت مین بھی پورا تجربہ حاصل اور اسوقت بہ نسبت دوسرون
کے مجکو خداتعالیٰ سوالات جرح بھی خوب سوجہاتا تہا اکثر گواہ میرے سوالات کے جواب سے
تنگ آکر دوہائی دوہائی کرنے لگتے تہے۔ اور بوجہہ اجلاس عام ہونے کے بہت سی یورپین
اور دلیسی تماشہ مین حاضر ہوکر یہہ تماشا دیکہا کرتے تہے۔ چار اسیسر دو ہندو دو مسلمان
روساء ضلع انبالہ سے بولائے گئے تہے۔ جب سب شہادت طرفین تمام ہوگئی تو مدعاعلیم کی
باب مجرمان جواب لئے گئے دس مجرمون کا جواب تو اونکے وکیلون نے تحریری داخل کیا آخر مین
صاحب سشن جج نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا لو اب تمہارا کیا جواب ہے تب
مینے ایک ثبوت مدخلہ سرکار کی تردید بیان کرکے اپنا جواب نہایت مشرح اور مدلل لکہانا
شروع کیا صاحب جج نے اوسمین سے کسی قدر لکہہ کر بڑے غصہ سے مجھہ سے کہا کہ اس
جواب سے کچہہ فایدہ نہین ہے بہتر یہہ ہے کہ تم اپنے قصور کا اقبال کرکے عدالت کی مہربانی
اور رحم سے اپنی معافی مانگو مین یہہ مخالفانہ تعلیم کا سبق سنکر چپ ہو رہا اور کہا کہ مین فقط
انصاف چاہتا ہون سو آپ سے اوسکی امید نظر نہین آتی۔ اوسکے بعد مین نے دس بارہ
آدمی گواہ اپنی برئیت کے بولانے چاہے سو وہ بھی بولائے نہ گئے بلکہ جب واقعہ ۲ - مئی

روز سشن نے حکم کے اپنے گواہون کو جیسے آپ حاضر کرادیا تو بھی اونکے اظہار نہ لکھے گئے
مگر محمد شفیع اور دوسرے اکثر مدعا علیہم کی طرف سے بہت سے گواہ گذرے لیکن بے سود کون
سنتا ہے بلکہ محمد شفیع کی طرفسے ایک سو سے زیادہ سارٹیفیکٹ خیر خواہی و خیر سگالی سرکار
وعمدہ کارگذاری کے بھی پیش ہوئے جنکی نسبت اس متعصب جج نے یہہ لکھا ہے کہ ہر
فقرہ ان سارٹیفکٹون کا محمد شفیع کے مجرم اور مستحق سزا سخت ہونے پر ایک دلیل
ساطع اور برہان قاطع ہے - ہمارے لایق اور دیرینہ وکیل مسٹر پلوڈن نے بہت سی
قانونی کتابون اور نظایر ولایت سے ثابت کرکے یہہ جواب لکھا تھا کہ ملک ستہانہ وغیرہ
مقامات جہان یہہ جنگ جسکی اعانت کرنیکا ان لوگون پہ الزام ہے واقعہ ہوا عملداری
سرکار سے باہر ہین اور لفظ جنگ کرنا با ملکہ معظمہ یا بغاوت مصرحہ دفعہ ۱۲۱ تعزیرات ہند
کسی جنگ وقوع بیرون حدود عملداری سرکار پر صادق نہین آتا چنانچہ تمثیل ب زیر دفعہ
۱۲۱ مین صاف لکھا ہے کہ زید جو ممالک ہند مین ہے باغیون کو ہتیار بہیجنے سے ایک بغاوت
مین اعانت دے جو گورنمنٹ ملکہ معظمہ واقعہ سیلون کے مقابلہ مین (اندر حدود ممالک
مقبوضہ ملکہ کے) ہوئی ہو تو زید ملکہ معظمہ کے مقابلہ مین جنگ کرنیمین اعانت کا مجرم
ہوگا - اسواسطے ان لوگون کو اس دفعہ کے نیچے سزا نہین ہو سکتی" - جب صاحب
سشن جج اور دوسرے انگریزون نے یہہ دلیل وکیل کی سُنی تو ایک دم ششدر ہوگئے
اور سوائے ہان اور بجا و مرحبا کے کوئی جواب بن آیا مگر اس مقدمہ مین تو انگریزون کو
بیرلے سرے کا تعصب تھا شروع کارروائی سے اسمقدمہ مین قانون طاق پر رکھدیا تھا
اسواسطے بعد لینے اس جواب کے واسطے مشورہ باہمی کے مقدمہ کو چندروز کے واسطے
ملتوی کردیا گیا اور جان لارنس صاحب بہادر گورنر اور دوسرے بڑے بڑے افسرون
سے جو خواہ نخواہ ہمارا قلع قمع ہی چاہتے تھے مشورہ لیا گیا اونکو تو خودغرضون نے
یہہ سُوجہا رکہا تہا کہ اگر ان چند غریبون کو پہانسی وغیرہ وہابیون کا ہند سے قلع قمع

محمد شفیع کے سارٹیفکٹ اولٹے مضر ہوئے

پلوڈن کا قانونچ

نکردوگے تو عملداری سرکار ہند میں رہنا محال ہے پہر قانون کو کون سنتا ہے بعد ایک
التوائے دراز کے ۲ مئی سنہ ۱۸۶۳ء کو پہر ایک آخری اجلاس سشن ہوا اور جج صاحب
اپنی تجویز اور فتوی سزا اپنے گہر پر بیٹھ کر حسب ایمائے گورنر صاحب کے لکھہ لائے تہے اوسدن
اجلاس مین بیٹھنے کے ساتھہ ہی پہلے چارون اسیرون سے سشن جج صاحب نے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ آپ لوگون نے اس مقدمہ کو اول سے آخر تک سنا اب جو آپکی رائے ہو
لکھہ کر پیش کرو۔ ہمنے دیکہا کہ یہ چارون اسیسر اوسوقت بہی ہماری شکلون کو دیکہہ دیکہہ
آنسو بہر لاتے تہے اور دل سے ہماری رہائی کے خواہان تہے مگر جب صاحب جج وکمشنر | فتوی اسیران
کی رائے کو ہماری سزا پر مائل پایا تو مارے ڈر کے اوہنون نے بہی لکہدیا کہ ہمارے
نزدیک بہی جرم مندرجہ فرد قرارداد اُن پر ثابت ہے۔ پہر تو صاحب جج وکمشنر نے بعد
حصول اس حیلۂ قانونی کے اپنی تجویز جو پہلے سے میز پر لکہی ہوئی رکہی تہی پڑہنی شروع
کی جسمین آئین بائین شائین کرکے پلوڈن صاحب کی عمدہ وکیل کا جواب تہا اور
پہر پہلے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم بہت عقلمند اور ذی علم اور قانون دان اور
اپنے شہر کے نمبردار اور رئیس ہو تمنے اپنی ساری عقلمندی اور قانون دانی کو
سرکار کی مخالفت مین خرچ کیا تمہارے ذریعہ سے آدمی اور روپیہ سرکار کے دشمنون
کو جاتا تہا تم نے سوائے انکار بحت کے کچہہ حیلتاً بہی خیرخواہی سرکار کا دم نہین بہرا اور
باوجود فہمائیش کے اُسکے ثابت کرانے مین کچہہ کوشش نکی اسواسطے تمکو پہانسی دی جاوے
گی اور تمہاری کل جائداد ضبط سرکار ہوگی اور تمہاری لاش بہی تمہارے وارثون کو
ندی جاویگی بنہایت ذلت کے ساتہہ گورستان جیل مین گاڑدی جاویگی مین تمکو
پہانسی پر لٹکتا ہوا دیکہہ کر بہت خوش ہونگا۔ یہہ سارا بیان صاحب موصوف کا مینے
نہایت سکوت سے سُنا مگر اوس آخری فقرہ کے جواب مین مین نے کہا کہ جان دینا اور
لینا خدا کا کام ہے آپکے اختیار مین نہین ہے وہ رب العزت قادر ہے کہ میرے

اصل فتوی اخیر [illegible] جواب فتوی از طرف مولف

مرنے سے پہلے تمکو ہلاک کرے لیکن اس جواب باصواب پر وہ بہت خفا ہوا مگر پہانسی کا حکم
دینے سے زیادہ اور میرا کیا کرسکتا تہا جسقدر سزائین اوسکے اختیار مین تہین سب دیکہ چکا تہا
لیکن اوسوقت میرے منہہ سے یہہ الہامی فقرہ کچہہ ایسا نکلا تہا کہ مین تو اسوقت تک زندہ موجود
ہون مگر وہ منکر اس حکم دینے کے تہوڑے عرصہ کے بعد ملک روم مین راہی ملک عدم ہوا مجکو
اپنی اوسوقت کی کیفیت خوب یاد ہے کہ مین اس حکم پہانسی کو سنکر ایسا خوش ہوا تہا
کہ شاید ہفت اقلیم کی سلطنت ملنے سے بہی اسقدر سرور نہ ہوتا فقط اس حکم موت کے سننے سے
وہ کیفیت ہوئی کہ گویا جنت فردوس اور حورین آنکہون کے سامنے پہرنے لگ گئین میرے
بعد مولوی یحییٰ علی صاحب اور اونکے بعد محمد شفیع اور اونکے بعد نمبر وار گیارہ آدمیون کو
حکم سزا کا سنا دیا جنمین مین اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور حاجی محمد شفیع تین آدمیون کے
واسطے پہانسی وغیرہ حسب مذکورہ بالا اور باقی آٹہہ مجرمون کو دایم الحبس بعبور دریاے شور
مع ضبطی کل جایداد کی سزا ہوئی مینے مولوی یحییٰ علی صاحب کو بہی نہایت بشاش پایا
لیکن محمد شفیع کے چہرے کا رنگ بدل گیا تہا تاہم اونہون نے بہی اپنی طبیعت کو بہت تہاما
اوسدن پولس والے اور تماشہ بین مرد عورت بکثرت حاضر تہے قریب تمام کے احاطہ کچہری
ضلع انبالہ کا خلقت سے بہرا ہوا تہا حکم سنکر اوسکا چپ ہونا تہا کہ صدہا مسلح اہل پولس
زیر حکم کپتان پارسن صاحب ہمارے گرد ہوگئے۔ جب مین عدالت کے دروازے سے باہر
نکلا تہا تو کپتان پارسن صاحب میرے نزدیک آکر کہنے لگا کہ تمکو پہانسی کا حکم ملا ہے تمکو
رونا چاہئیے تم کسواسطے اتنا بشاش ہے مین چلتے چلتے اوسکو بولا کہ شہادت کی امید ہر جو
سب سے بڑی نعمت ہے اور تم کافر ہو اوسکو کیا جانو۔ اس مقام پر یہہ بات بہی بیان کرجانا
ضرور ہے کہ پارسن صاحب بہی اڈورڈس صاحب سے بڑہکر متعصب تہا اور اس مقدمہ
مین شروع سے اُسنے ہملوگون پر بہت ظلم کیا تہا کہ جسکی تفصیل یہہ قلم بہی نہین کرسکتی
مگر خداوند تعالیٰ منتقم حقیقی تو موجود تہا گو اوسکے کام دیر اور سہولیت سے ہوتے ہین ۔ ہمکو

سہرا ہوکر تہوڑے دن گذرے تہے کہ یہہ بے خوف اور متکبر بہی دنیا ہی مین پاگل ہوکر
اور اپنا غصہ آپ پہا کر راہی ملک عدم ہوا۔ اوسدن تماشہ بین لوگ ہماری پہانسی کا حکم
سنکر اکثر زار زار روتے تہے کوئی خدا کی مرضی اور رضا بالقضا سے اپنے رنج کو روکتا تہا جیلخانہ
تک ہزارون مرد عورت ارد گرد سڑک کے ہمارا منہہ دیکہتے ہوئے چلے گئے۔ اوسی حالت کے
اندر پولیس ہمکو جیلخانہ مین لیگئی اور وہان پہونچکر ہمارے کپڑے اور لباس معمولی اوتارکر
ضبط کر لیئے اور ہم سب کو گیرو الباس پہنا دیا۔ ہم تین پہانسی والونکو علیحدہ علیحدہ تین پہانسی
گہرون مین بند کر دیا باقی آٹھہ آدمیونکو جیلخانہ مین دوسرے قیدیون کے ساتہہ ملا دیا۔ ہمارے
واسطے بڑے اہتمام سے تین نئی پہانسیان اور اوسکے ریشمین رسّے تیار ہوئے اور ہمارے
مثلنہ کو واسطے منظوری پہانسی کے محکمہ چیف کورٹ پنجاب مین بہیجدیا۔ ہمارے دونون وکیل
جنکو پہلے لکہہ چکا ہون یعنی مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب و محمد سعید
برادر عبید اللہ و محمد شفیع وغیرہ کے چیف کورٹ مین پہونچے اور مسٹر ٹکفیلڈ وغیرہ سرکاری
وکلا اور یہہ وکلا بہی سب سے پہلے جا حاضر ہوئے۔ ادہر جیل مین نقل حکم منگواکر مینے بہی ایک
اپیل خوب مدلل لکہہ کر معرفت سپرنٹنڈنٹ جیل کے چیف کورٹ کو روانہ کر دیا۔ مین نے سنا
ہے کہ محکمہ چیف کورٹ مین بہی چند اجلاسون مین بڑی دہوم دہام کے ساتہہ یہہ مقدمہ پیش ہوا
اور وہان بہی مسٹر پلوڈن ہمارے وکیل نے بڑی دلایل سے باصرار تمام یہہ کہا کہ زیر دفعہ ۱۲۱
یہہ لوگ ہرگز قید نہین ہوسکتے اس دفعہ کی روسے اونکو قید کرنا سراسر ظلم اور خلاف قانون ہے
کوئی دوسری دفعہ اون پر قایم کرو۔ مسٹر رابرٹ کسٹ صاحب نے جو اوس زمانہ مین جوڈیشل
کمشنر تہے اس قانونی دلیل وکیل کو بر سر اجلاس تسلیم کر لیا لیکن وہان بہی مشورہ کرنیکے
واسطے چند روز کا التوا کیا گیا اس بیچ مین اخبار والون نے اپنی اپنی رائے لگا دی کہ یہہ
لوگ رہا ہوجاوینگے فقط حکم سنانا باقی رہ گیا ہے۔ ہمارے گہر والونکو تو ہماری رہائی پر اسقدر
یقین ہو گیا تہا کہ ہمارے گہر سے ایک نیا جوڑہ کپڑون کا بہی تیار ہوکر آگیا تہا کہ بروز رہائی

تیاری پہانسی گہرون
پہانسی کی مثل بہیجنا چیف کورٹ کو

درپیشی مقدمہ در چیف کورٹ

ہم اوسکو

ہم اوسکو ہین کرکہر لواوین گے چیف کورٹ کا انتوا بہت لمبا ہوا غالباً ولایت تک کی رائے
ہمکو خلاف قانون قید کرنے پڑی گئی - ۲۰ مئی تاریخ سُنانے حکم پہانسی سے ۱۶ ستمبر تک ہم
پہانسی گہرمین بند رہے - اہالیان جیل ہماری پہانسی دینے کا سامان تیار کر رہے تہے
اور اودہر ہم انگریزون کا تماشہ بن رہے تہے صدہا صاحب لوگ اور میم روزانہ ہماری دیکہنے
کو پہانسی گہرمین آتے مگر بخلاف دوسرے عام پہانسی والون کے ہم کو نہایت شادان اور
فرحان پاکر یہہ یورپین زوّارین بہت تعجب کرتے اور اکثر ہمکو پوچہتے کہ تمکو بہت جلد پہانسی
ہوگی تم خوشی کسواسطے کرتے ہو ہم اوسکے جواب مین صرف اسی قدر کہدیتے کہ ہمارے
مذہب مین خدا کے راہ مین ایسے ظلم سے مارے جانے پر درجہ شہادت کا ملتا ہے اسواسطے
ہمکو خوشی ہے - شان الٰہی سے ہم پہانسی گہرمین ہی تہے کہ بقرا عید آگئی ہمکو خیال ہوا
کہ آج مسلمان خوب قربانی کا گوشت اوڑاتے ہونگے - اس خیال کے تہوڑی دیر بعد پلاؤ
اور قورما اور قلیہ اور کباب وغیرہ بقرا عید کے کہانے سب ہماری واسطے اُسی پہانسی
گہرمین غیب سے موجود ہوگئے - ہمنے خوب سیر ہوکر کہایا اور شکر ادا کیا - ایک دن رات
کو اوسی پہانسی گہرمین ہم تینون آدمی ایک جگہہ بیٹہے ہوئے باتین کرتے تہے کہ اوسوقت
ہمارے سب محافظ آپسمین صلاح کرکے ہمسے کہنے لگے کہ تم تینون آدمی اسوقت اندہیری
رات مین بہاگ جاؤ ہمکو بجرم غفلت کچہہ قید وغیرہ کی سزا ہوجاوے گی سو ہم اوسکو بہگت
لیوینگے لیکن تمہاری تو جان بچ جاوے گی ہم لوگون نے یہہ بات سُنکر اونکی ہمت
اور نیت خیر کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ خداوند کریم دونون جہان مین اس نیک نیتی کا اجر
تمکو دیوے مگر ہم نہین بہاگین گے جب خدا چہوڑاوے گا آپ سے آپ چہوٹ جاوینگے
اور مین نے یہہ بہی کہا کہ جب اوسکی مرضی نہ تہی تو بہاگے ہوئین علی گڑہ سے پکڑا ہوا آگیا
اب ہم سے ایسی حرکت نہوگی - بقول شاعری ☙ رشتۂ درگردنم افگندہ دوست
میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ☙

الکثر یورپین کا ہمارے دیکہنے کو پہانسی گہر مین آنا ۔

پہانسی گہرمین بقرا عید کو پلاؤ و قورمہ غیب سے پہونچنا ۔

خود محافظین کا فرار کی ترغیب دینا ۔

وفات قاضی میان جان

جب ہم پھانسی گھر مین قید تھے تو قاضی میان جان صاحب بیمار ہوکر ہسپتال مین گئے
مگر ہسپتال سے بھی اکثر ہماری ملاقات کی واسطے پھانسی گھر مین آیا کرتے تھے - اپنے مرنے
سے ایک دو دن پہلے اونہون نے خواب دیکھا تھا کہ ایک تخت جواہر نگار آسمان سے اوترا
اونکو اوسپر بٹھلاکر آسمان پر لیگئے اوسکے دوسرے دن اونکی وفات ہوگئی اور تعبیر خواب بھی
یہی تھی کہ وہ تخت فردوس بریں سے اونکے لینے کے واسطے آیا تھا اور لیگیا - یہہ بزرگ ہم لوگون
مین سب سے زیادہ مسن تھے مگر باوجود اسکے بہت صابر اور مستقل مزاج تھے خداوند کریم اونکو جنت
نصیب کرے - ہمارے ہمراہیون نے اونکو غسل اور کفن دیکر اور اونکی نماز جنازہ پڑہکر گورستان
مین لیجاکر اونکو دفن کردیا - جب ہم پھانسی گھر مین بند تھے اونہین ایام مین ایک رات کو

وفات والدہ مولف

سوتے ہوئے میری والدہ کو ایک سانپ نے کاٹا - سُنا ہے کہ وہ بھی بہت استقلال سے
جان بحق تسلیم ہوئی - بہت لوگون نے کچھہ شرک جہاڑ پہونکنے والونکو بولاکر اونکی صحت
کے واسطے کچھہ رسومات شرک کرنا چاہا تھا مگر اونہون نے فرمایا کہ میرے گھر سے شرک بدعت
مدت سے اوٹھہ گیا ہے اب مین اپنے بیٹے کی غیر حاضری مین اپنے گھر مین شرک نہونے
دونگی - جب اوسکے مرنے کی خبر ہمکو پھانسی گھر مین پہونچی تو مولوی یحیٰی علی صاحب نے مراقبہ
مین اوسی رات کو دیکھا کہ وہ بڑی شان شوکت سے جنت مین ہین مولوی صاحب نے اُن سے
پوچھا کہ یہہ مرتبہ عالی آپکو کس سبب سے ملا اونہون نے فرمایا کہ میرے بیٹے کی مصائب پر
صبر کرنیکے سبب سے مجھکو میرے ربّ نے بخشدیا اور یہہ درجہ عنایت کیا -

پیشین گوئی ہونا قبل از موقوفی حکم پھانسی

ایک یہہ بات بھی اس مقام پر قابل تذکرہ ہے کہ جس زمانہ مین ہم لوگ پھانسی گھر مین قید تھے
اونہین ایام مین ایک مقبول بارگاہ الٰہی پر اللہ رب العزت نے یہہ منکشف کرادیا تھا کہ
ہم لوگون کو پھانسی نہوگی اور کالے پانی کو جانا ہوگا اور مین وہان سے پہر زندہ باعزت واپس
آؤنگا - ہماری پھانسی کی موقوفی کا حکم اس پیشین گوئی کے کوئی دو ماہ بعد ہوا
مگر ہم لوگون مین اس پیشین گوئی سے پورا پورا یقین کالے پانی کو جانے اور موقوفی پھانسی کا

ہوگیا

ہو گیا تہا چنانچہ مین نے اپنے بہائی اور بعض دوستون کو اُسی وقت اِس خوشخبری کی
اطلاع بھی لکھدی تہی مگر اوسوقت کہ جب ساری سلطنت انگریزی باتفاق ہماری پہانسی
دینے پر مستعد تہی اور ظاہرا کوئی صورت موقوفی پہانسی کی نظر نہ آتی تھی شاید کسی کو اس
پیشین گوئی کا یقین ہوا ہو کیونکہ وہ ایک ایسا وقت تہا کہ اگر کوئی شخص ہمارے واسطے
ذرہ بھی کلمہ خیر کہتا تو قید ہو جاتا تہا بیسیون آدمی ہمارے شہر کے فقط اسی قسم کے قصور پر
قید ہو گئے کہ اونکے پاس کوئی ایک میرا اسباب نکل آیا یا بعد ضبطی و نیلام میرے مکانات
کے میرے بال بچون کو کسی نے اپنے گہر مین رہنے کو جگہہ دیدی اُس وقت اگر شاہ روم بھی
میری سفارش انگریزون سے کرتا تو کبھی منظور نکرتے ایسی حالت مین موقوفی پہانسی
کی محض غیر ممکن اور بعید از قیاس تھی ۔ اب اوس مقلب القلوب کی ظاہری کارروائی
کو سنئے جب بہت سے صاحب اور میم ہمکو پہانسی گہر مین نہایت شادان اور فرحان دیکہہ گئے
تو یہہ خبر جا بجا صاحب لوگون مین پہیلا تب تو اون صاحب لوگون نے جو ہماری جانی دشمن
تہے یہہ خیال کیا کہ ایسے دشمنون کو منہہ مانگی موت شہادت دینا نہین چاہئیے بلکہ
اونکو کالے پانی بہیجکر وہان کی مصائب اور سختیون سے ہلاک کرانا چاہئیے ۔ ہم نے دیکہا
کہ مطابق اوسی ہماری پیشین گوئی کے ایکایک صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ ۱۶ ستمبر کو پہانسی
گہر مین تشریف لائے اور چیف کورٹ کا حکم مطبوعہ پڑہکر سنا دیا کہ تم لوگ پہانسی پر چڑہنے کو
بہت دوست رکھتے ہو اور شہادت سمجھتے ہو اسواسطے سرکار تمہاری دل چاہتی سزا ہمکو نہین
دیوے گی تمہاری پہانسی سزا، دایم الحبس بعبور دریائے شور سے بدلی گئی بمجرد سننے
اس حکم کے ہمکو پہانسی گہر سے نکال کر دوسرے قیدیون کے ساتھہ بارگون مین ملا
دیا اور جیلخانہ کے دستور کی موافق مقراض سے ہماری داڑہی موچہہ سر کے بال وغیرہ
سب تراش کر مثل بہیڑ بنا دیا ۔ اوسوقت مین نے دیکہا کہ ہمارے مولوی یحیی علی
صاحب داڑہی کے کترے ہوئے بالون کو اوٹہا اوٹہا کر کہتے تہے کہ افسوس نکر تو

تبادلہ حکم پہانسی ساتہہ حبس بعبور دریائے شور کے

داڑہی موچہہ کا موندا جانا ۔

خدا کی راہ مین پکڑی گئی اسکلے واسطے کتری گئی -
ایک تماشہ قدرت الہی کا اور بہی قابل ذکر کرنے کے ہے اور وہ یہہ ہے کہ بوجہہ میری بہاری
مجرم ہونے کے میرے واسطے ایک ریشمین رسّہ اور پہانسی کی لکڑی خاص طور پر نہایت مضبوط
تیار ہوئی تھی مگر زبردستی تقدیر سے میری پہانسی تو موقوف ہوگئی اوسی اثنا مین بجرم
قتل ایک خاص ولایت زاانگلستان مین گورہ کو پہانسی کا حکم ملا اور وہ سب سامان
پہانسی جو میرے واسطے تیار ہوا تھا اوس بیچارے یورپین ہم قوم کے نصیب ہوا چاہ کندہ
را چاہ درپیش جو رسّہ بڑی اہتمام سے میرے گلے مین ڈالنے کے واسطے تیار ہوا تہا اوس
قادر مطلق مقلب القلوب نے ایک ذات بہائی کے گلے مین ڈلوایا اور مجکو صاف بچالیا
اس وقوعہ عجیبہ کے بعد لوگ اس اسرار الہی کو ایک بڑی آیات الہی سے سمجہتے تھے
اسی سبب سے بعد پہانسی اوس گورہ کی وہ رسّہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تبرکا لوگون مین تقسیم
ہوگیا ۔ اس مقام پر کوئی یہہ خیال نکرے کہ کسی کالے حیوان کے قتل پر یہہ یورپین پہانسی
پائے تھے ہرگز نہین کیونکہ ابتدائی عملداری سرکار سے اوس پاک بوم کے لوگون نے
ہزارون کالے حیوان مار ڈالے کبہی کسی کو وطنی بہائی ڈاکٹر نے مسئلہ علم تشریح سے صاف نکلوا
دیا کبہی بہائی ہندون کی جوری نے چہوڑ دیا کبہی پولس یا مجسٹریٹ کی مہربانی سے بوجہہ
عدم ثبوت رہا ہوا اگر کسی ایسے ہی بدبخت نے کوئی حیلہ نہ پایا اور نوبت بہ سزا ہی
پہونچی تو کالون کے قتل پر فقط جرمانہ یا ایک دو ماہ قید خفیف کی سزا ہوئی اور جہان قید
مین بھی ہمارے نوابون سے زیادہ اونکے واسطے سامان عیش مہیا رہتا ہے یہہ مقام
اس بحث کا نہین ہے اسی قدر پر اکتفا کرکے اب آگے ہماری بپتا کو سنئیے -
دوسری فجر کو ہم تینون آدمی بھی دوسری قیدیون کی ساتہہ مشقت مین بہیجے گئے -
نبی بخش داروغہ جیل اور رحیم بخش نائب داروغہ اور دوسرے سب ولیسی افسر گو ہمارے
عنایت فرماتے تھے مگر بوجہہ خوف صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل کے ہم تینون آدمیونکو کاغذ گوٹنے

میرے ریشمین رسّہ سی ایک یورپین کا پہانسی پانا

کی ڈہینکلی مین جو اوس جیل مین سب سے زیادہ سخت کام ہے دیدیا۔ تہوڑی دیر تک
جب ہمنے اوسکو بالو سے ہلایا تو ہاتھ پانو شل ہو گئے مگر اوسی وقت ڈاکٹر ہٹشن صاحب عرف
ریلو سپرنٹنڈنٹ جیل کاغذ گہر مین تشریف لائے اور ہمکو ڈہینکلی کے سخت کام مین دیکھہ کر

جیل کی مشقت جو ہمکو ملی۔

داروغہ پر بہت خفا ہوئے اور ہم کو اوس سخت کام سے نکال کر محمد شفیع اور مولوی یحیٰی علی
صاحب کو تو سوت کہولنے کے آسان کام مین دیدیا اور میرا ہاتہہ پکڑ کر مجکو ایک نادگی کے
پاس جسمین کاغذ پہاڑ کر بہگوتے تہے لیگئے اور مجہہ سے فرمایا کہ یہہ دفتر کی ردی ہے غالباً
تمہارے ہاتہہ کے لکہے ہوئے کاغذ بھی اسمین ضرور ہونگے تم اپنا دل بہلانے کو ان کاغذات
کو پڑہا کرو اور ردی کو پہاڑ کر اس نادمین ڈالتے جاؤ۔ بفضل الٰہی سے میری مشقت
بھی دل لگی اور تفریح طبع سے خالی نہ تھی۔ اور ہمارے دوسرے ساتھی بھی تائید
الٰہی کیسی سخت کام مین نہ تہے۔ دن بہر کام کر کے رات کو بارگ مین جا کر سو رہتے۔

جب ہم جیل مین گئے تو قیدیون کو روٹی اور دال اور ہفتے مین دو یا تین دن
ترکاری تیل سے بگہاری ہوئی ملا کرتی تھی گھی اور گوشت یا دودہ دہی کبہی کسی

ہمارے جانے پر گوشت دہی گھی قیدیونکو سرکار سے ملنے لگا۔

قیدی نے ابتدائے عملداری سرکار سے خواب مین نہ دیکھی ہوگی اب تائید الٰہی کا کار
خانہ دیکھئے ہمارا جیل مین داخل ہونا تہا کہ بحکم انسپکٹر جنرل محبس پنجاب کل قیدیان
پنجاب کو عمدہ گوشت اور گھی اور دہی ملنے لگی پیالون پر پیالے اس گوشت کے ہمارے
واسطے لائے جاتے اور سب قیدی ہمکو دعا دیا کرتے کہ تمہارے سبب سے ہم نے بھی یہہ نعمتیں کہائین
مگر کیفیت یہہ کہ جب تک ہم جیل ہائے پنجاب مین رہے تب تک یہہ چیزین سب جیلی لوگون
مین برابر ملتی رہین ہمارا انکالے پانی کو روانہ ہونا تہا کہ پہر وہ چیزین ایکقلم بند ہو گئین
بلکہ بجائے گیہون کی روٹی کے ہمارے جانے کے بعد جوار باجرے کی روٹیان بچارے قیدیونکو
ملنے لگین ۔۔ ہم جیل انبالہ ہی مین تہے کہ وبائی بخار مع سرسام بڑے زور شور سے

ہمارے ہوتے جیل پر وبا پڑنا۔

قیدیون مین پہیلا کوئی چہارم قیدی اوسی مرض سے فوت ہو گئے۔ یہہ کیفیت تھی

کہ ادہر بخار آیا اودہر سرسام ہوا اور پیٹ سے مرگیا مہینے دو دو مہینے کی میعاد والے
قیدی بھی بہت مرگئے جیل کے باہر خیمے کہڑے کرکے قیدیونکو وہان لے گئے مگر حضرت بخار
وہان بھی ساتھہ ہی گئے ۔ یہہ خاکسار بھی اوس وباء عام سے نہ بچا اور سخت بیمار ہوکر شفاخانہ
جیل مین داخل ہوا ڈاکٹر ہٹسن صاحب بہت توجہہ اور دل سے میرا علاج کرتے تھے لیکن بخار
کو ذرا بھی افاقہ نہوا گو سرسام کی نوبت نہ پہونچی تھی مگر مین نے آب و دانہ چند روز تک
بیہوش پڑا رہا انگریزی دوا ذرہ بھی اثر نکرتی تھی لاچار ہوکر ڈاکٹر صاحب نے مجہہ سے فرمایا
کہ تم اپنے گہر مین بخار کے واسطے کیا دوا کہاتے تھے مین نے کہا ہندوستانی دوائین کہاتا تہا اور
ایسے مرض مین مین نے انگریزی دوا کبہی نہین کہائی غالباً اس سبب سے انکا کچھہ اثر مجھپر نہین ہوتا
تب اونہون نے فرمایا اون دوائیون کا نام تمکو معلوم ہے مین نے کہا مجکو معلوم ہے تب اونہون نے
کہا اچھا وہ دوائین ایک کاغذ پر ہمکو لکھدو ہم بازار سے تمہارے واسطے منگوا دوینگے ۔
تب مین نے ۔ مربہ سیب و مربہ بہی و شربت انار و شربت بنفشہ و نیلوفر و ورق نقرہ وغیرہ (ہندوستانی دوائین مولف کیواسطے جیل مین آنا ۔)
عمدہ عمدہ اور مزیدار و مقوی و مفرح دوائیان ایک پرزہ کاغذ پر لکھدین اونہون نے اوسی
وقت وہ سب بازار سے منگوا کر میرے حوالہ کردین ماری بیماری کے زبان کا مزہ تو بگڑا ہوا تہا
مین نے مزہ سے اونکو یکے بعد دیگرے کہانا شروع کیا بخار تو قسم محرقہ سے تہا اون شربتون
کے استعمال سے دوسرے دن دفع ہوگیا اور مربون اور اوراق نقرہ سے بدن اور معدہ
مین طاقت اور قوت بھی آگئی ۔ ڈاکٹر صاحب نے جب دوسرے دن مجکو تندرست پایا تو بہت
خوش ہوئے اور قوت کے واسطے شوربا گوشت اور دودہ میرے واسطے مقرر کردیا ۔

مجکو اس مقام پر اس دولت دنیا اور حشم و جاہ کی ناپائداری اور حالت بیحالی اور
ہرجائی کا تہوڑا سا ذکر کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور اوسکی کیفیت مختصر اسطرح پر ہے کہ (مولف کا دامن دولت یک شب مین دوسرے کا ہوجانا ۔)
۱۲ تاریخ دسمبر کو اپنی خانہ تلاشی سے تہوڑی دیر پہلے تک مین ہزارون روپیہ کی
جائداد منقولہ غیر منقولہ مثل مکانات و دکاکین و اراضی و چاہ و باغات وغیرہ کا مالک تہا

تہا

ہزارہا آدمی میری رعیت رہتے تھے ایسے بڑے شہر کا نمبر دار تھا چوہدری اور گاڑیون مین سوار ہوا پہرتا تہا ہر کام کے مرد عورت میرے گہر مین نوکر چاکر تہے یا اوسکے چند گہنٹہ پیچھے جب لبد تلاشی مین فرار ہوگیا وہ سب جاہ وحشم خاک مین ملگیا بوجہہ میری فرار یا زیادہ غصہ کے انگریزون نے قبل از صدور حکم آخیر مقدمہ کی میری کل جائیداد قرق کرلی دوسرے دن خود میرے عزیزون کو کوئی اپنے برآمدہ مین بھی کہڑا ہونے نہ دیتا تہا ایک ہی رات مین وہ سب مال دوسرے دن کا ہوگیا میرے وارثون کو اسقدر موقع بھی نملا کہ کوئی جائیداد قبل از قرقی علیحدہ کرلیوین اور بعد صدور حکم ضبطی جب میرے بہائی نے جو نصف کا وارث تہا اپنے حصّہ کا دعوی کیا اوسکو بھی فقط ایک کوٹھری دیکر کل جائیداد منقولہ غیر منقولہ ضبط کرکے نیلام کردی - مینے بنظر دور اندیشی اپنے حصّہ کی کل جائیداد کو اپنی بیوی کے مہر مین مکفول کرکے ایک بعنامہ شرعی اوسکے نام لکھدیا تہا وہ بیعنامہ بھی پیش ہوا مگر مارے غصّے اور تعصب کے کسی نے بھی نہ سُنا - اور میری بیوی کو معہ دو نابالغ بچون کے خود آپ ہاتہہ پکڑکر گھر سے نکال دیا -

بعد تبدیلی حکم پہانسی کے ہم ستمبر ۱۸۶۴ سے فروری ۱۸۶۵ تک جیل انبالہ مین رہے اکثر اوقات محمد شفیع کے گہر سے بہت سا کہانا عمدہ عمدہ قسم کا ہمارے واسطے آیا کرتا تہا اور ہملوگ اوسکو جیل مین نعمت غیر مترقبہ سمجہہ کر بڑے مزے سے کہایا کرتے اور شکر الہی بجا لاتے یہانتک اپنی تعریف آپ لکہہ کر میرا نفس بہت پہول گیا ہے اور اکثر مقامات پر اپنی تعریف مین بہت مبالغہ کرنا چاہتا ہے اسواسطے یہان اسکے دو عیب بھی تحریر کردون تاکہ اس موذی خود پسند کو ذرہ ذلت ہو اور پہر مجکو مبالغہ کرنیکی ترغیب نہ دے - اور وہ یہہ ہین کہ ایک دن رات کو جب ہم ایک مقفل بارگ مین سوتے تھے ایک سپاہی محمد شفیع کے گہر سے پلاؤ لیکر آیا - ایک جنگلے کے راہ سے وہ پلاؤ لینے کو مین گیا - پلاؤ لیتے وقت میرے امیر نفس سے نہ رہاگیا ایک بڑی سی بوٹی پلاؤ کی اوٹہاکر منہہ مین ڈال لی اور تہوڑا

سا جبا کر جہٹ پٹ اوسکو نگل لینا چاہا وہ مسروقہ مال حلق مین کیسے اوترے ۔ وہ حلق مین جاکر اٹک گئی نہ نیچے جاتی تھی نہ اوپر آتی تھی میرا دم بند ہوگیا مین لڑکہڑا کر گر پڑا وہ نفس کا عیب ہماری سب ساتہیون پر ظاہر ہوگیا جب میرا گلا ملا گیا تو وہ بولی بجنسہ باہر نکل آئی مین لے اپنی جان بری اور مال مشتبہ حلق سے نیچے نہ جانے پر شکر الٰہی کیا گو محمد شفیع سے ہمارا معاملہ واحد تہا اور اوسکی معناً اجازت بھی ہر طرح سے ہمکو حاصل تھی مگر تو بھی یہہ حرکت سفلانہ اور نہایت نازیبا تھی مگر حمد ہے اللہ کا کہ اوسنے نفس موذی کو بھی وہ ذلت دلائی کہ اب تک اوسکو یاد ہے اور مجکو اوس مال مشتبہ یا مسروقہ کے کہانے سے بھی محفوظ رکہا ایک اسے بڑہ کر اپنے نفس کی شرارت کا حال اور سناتا ہون ایک دس روپیہ کا نوٹ جیل انبالہ مین بذریعہ ڈاک منشی عبد الغفور ہماری ایک ساتہی کے گہر سے میرے پاس آیا تہا اوسوقت میرے بہائی کو کچھہ روپیہ کی ضرورت تھی مین لے منشی عبد الغفور سے اسکے آنے کی کچھہ اطلاع نہین کی اور باہر سے باہر اپنے بہائی کو وہ نوٹ دلادیا جب منشی عبد الغفور کو اسکی اطلاع ہوئی تو اونہون لے میری کچھہ شکایت نکی کیونکہ وہ میرے گہر مین برسون تک رہے تہے اور مجکو اپنا بزرگ جانتے تہے اور اوسی بہروسے پر میرے نفس لے یہہ جرات بھی کی تھی تاہم دوسرے لوگون لے مجپر بہت طعن لعن کئے مگر مین کیا کرون میرے مین اسوقت اسقدر طاقت نہ تھی کہ دس روپیہ اونکو پہر دیدون لیکن بعد پہونچنے پورٹ بلیر کے جب میرے ہاتہہ مین پہلے روپیہ آیا تو مین لے وہ دس روپیہ بذریعہ نوٹ اونکو جیل لاہور مین بہیجدیئے اور اب بعد اظہار ان ہر دو عیب اپنے نفس کے اللہ رب العزت سے امید کرتا ہون کہ مجکو معاف فرماوے اور میدان محشر مین نیکون کے سامنے مجھے ذلیل نکرے ۔

جس زمانہ مین ہمارا اپیل چیف کورٹ پنجاب مین دایر تہا اوسوقت ہمارے وکیل مٹلون صاحب لے ہمکو یہہ خبر دی تھی کہ انگریزون کا یہہ ارادہ ہے کہ اگر عند الاپیل ہم لوگ چیف کورٹ پنجاب سے رہا ہو جاوین تو خیر ہے ورنہ بعد نامنظوری اپیل کے یہہ لوگ مولوی

احمد اللہ صاحب کے اوپر منجملہ ہم گیارہ لفر سزا یافتہ کے جھوٹے گواہ سکھلا پڑھا کر بنانے شروع ہوئے میر مجیب الدین تحصیلدار جو کسی قصور رشوت ستانی پر جیل خانہ میں قید تھا اور بظاہر ہم لوگوں سے بڑے اخلاق سے پیش آتا تھا اوسکو انگریزوں نے وعدہ دیا کہ اگر تم بہکا سکھلا کر اونمین سے کسی آدمی کو مولوی احمد اللہ صاحب کی اوپر گواہ بنا دو تو تمکو رہا کرکے پھر تحصیلدار کر دیوینگے چنانچہ اپنی دنیوی بھلائی کی اُمید پر اس نے اپنی کارروائی شروع کی مگر جب ہماری کان مین اوسکے بہکانے اور گواہ بنانے کی خبر پہنچ جاتی تو ہم اپنے ساتھیوں کو یہہ کہکر کہ بھائیو ہماری دنیا تو خراب ہوگئی ہے اب فقط دین باقی رہا ہے جھوٹے گواہ بنکر اوسکو نہ بگاڑو کہین تمہاری وہ مثل نہو جاوے دو نون طرف سے گئے پانڈے ایدہر حلوا نہ اودہر مانڈے جسقدر دن بہر شیطان گواہ بنانے کی ترغیب دیتا اوسکا اثر ہماری تھوڑی دیر کی نصیحت سے پہر رفع ہو جاتا اسواسطے اونہون نے صاحب لوگوں سے کہا کہ جب تک یہہ شخص (مولف) اور مولوی یحیی علی صاحب اسجیل خانہ میں رہینگے تب تک کوئی گواہ نہین ہوسکتا اسواسطے ۲۲ فروری ۶۵ء کو مجھکو اور مولوی صاحب موصوف اور میان عبد الغفار کو سنٹرل جیل لاہور کو روانہ کردیا اور محمد شفیع و عبد الکریم و الہی بخش و منشی عبد الغفور وغیرہ کو جیل انبالہ مین رکھہ لیا پس ہمارا اس جیل سے روانہ ہونا تھا کہ محمد شفیع وعبد الکریم وغیرہ گواہ سرکاری ہوکر پٹنہ کو روانہ ہوگئے اور اونکی شہادت پر لیاء وقت شمس الاسلام مولوی احمد اللہ صاحب بماہ مئی ۶۵ء دایم الحبس بعبور دریائے شور معہ ضبطی جائداد کے سزایاب ہوکر ہم سے پہلے جون مہینے مین داخل انڈمان ہوگئے اور پہر ۱۸۷۱ء تک جو جو مقدما گرفتاری وہابیان مثل مقدمہ امیر خان صاحب سوداگر چرم و مولوی تبارک علی صاحب مولوی امیر الدین صاحب ساکن پٹنہ وابراہیم منڈل ساکن اسلام پور ہوتے رہے بھی معمولی گواہ یا گوینده سرکار جھوٹی گواہی دینے کو بولائے جاتے تھے اور مین نے خود بھی سے ایک گواہ کی زبانی سُنا ہے کہ جب کبھی گواہی خلاف دینے سے ہم نے انکار بھی کیا

تو ہمکو یہہ کہا گیا کہ تم لوگ شرطیہ طور پر فقط اسی گواہی دینے کے واسطے بطور گوئندہ رہا کیئے گئے ہو اگر تم گواہی ندوگے تو پہر تمکو دایم الحبس کرکے پہلے ہی وارنٹ پر کالے پانی کو بہیجا جائیگا

جب مین انبالہ جیل سے لاہور جانیکو تیار ہوا تو میری بیوی بچے بہی میری ملاقات کو جیل پر آئے تہی جسدن میری ملاقات اُن لوگون سے ہوئی ماہ رمضان تہا اور مین روزے سے تہا جیل کے باہر ایک کوٹہری مین بہت دیر تک میری اونکی بات چیت رہی میرا گیروا لباس اور کمبل کا کرتہ اور پانوٗ مین بیڑی دیکہہ کر میرے اُقربا بہت متعجب اور غمگین ہوئے مگر مین نے اونکی بہت تسلی کی اور ایمان اور صبر کا مضمون اونکو سمجہایا۔ اسیدن کوئی سوا برس کے بعد مین نے اپنے بیٹے محمد صادق کو بہی دیکہا تہا ایسا بڑہ گیا تہا کہ مین نے بمشکل سے اوسکو پہچانا۔ یہہ گویا اُس سے میری آخری ملاقات تہی پہر دوبارہ مین نے اوسکو اس دُنیا مین نہین دیکہا۔

۲۲ - فروری ۱۸۶۵ء کو ہم جیل لاہور کو روانہ ہوئے - گیروا لباس جوگیانہ صورت کمبل اوڑہے ہوئے بیڑی ہتہکڑی کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہم منزل در منزل کوچ در کوچ چلے جاتے تہے دو ایک گاڑیان بہی ہمارے ساتہہ تہین بقدر تین چالیس قیدیون کے ہم جیل انبالہ سے روانہ ہوئے تہے سب پاپیادہ چلتے تہے جب کوئی تہک جاتا تو اوسکو گاڑی پر بہی سوار کرلیتے تہے ورنہ پاپیادہ خلخال آہنی کو پہن چہناتے چلے جاتے تہے خیر سوا برس کے بعد جو ہم نے باہر کی ہوا کہائی اور راستے مین جو چاہتے سو خرید کر کہاتے اور مولوی یحییٰ علی صاحب کی ہردم مصاحبت اس سبب سے ہمکو تو اوس سفر مین دن عید اور رات شب برات ہوگئی تہی۔ اتفاق حسنہ سے جسدن ہم نیا گیروا لباس پہن کر اول منزل سے روانہ ہوئے۔ تو مہاراجہ مہندر سنگہ والی پٹیالہ کی برات بڑی دہوم دہام سے اوسی راہ سے جاین ہماری آگے جنوب سے شمال کو جاتی تہی اسوقت سورج نکلتا تہا۔ فجر کا سہانا وقت آخیر فروری کے گلابی جاڑے تہی ایک طرف سورج کی کرنون مین برات کی سونا چاندی اور تاش بادلہ اور ہیرہ مرصع کی چمک دوسری طرف ہماری بیڑی ہتہکڑی

وقت روانگی لاہور مولف کے جورو بچے اگر ملاقی ہوئے

روانگی لاہور

راجہ پٹیالہ کی برات اور ہماری چالان کا راہ مین ملنا۔

لے لوہے کی دمک ادہر دوشالوں اور کمخواب و بانات کا رنگ ادہر ہماری جولیانہ لباس
اور کمبلوں کی سیاہی سفیدی کا ڈہنگ ادہر ہاتھی گہوڑوں کی ہنکار ادہر ہماری بیڑیوں
اور ہتہ کڑیوں کی جہنکار ایک دوسری کے مقابل اس دنیا فانی کی عزت و ذلت اور کمی
بیشی مدارج کا فرق عجب خوبی سے دکہلا رہی تھی مگر افسوس کہ یہہ راجہ غالباً جسنے ہمکو اوس وقت
بڑی چشم حقارت سے دیکہا ہوگا میری واپسی ہند سے بہت برس پہلے راہی ملک بقا ہوا۔
جہاں امیر فقیر دونوں خالی ہاتہ جیسے آئے تہے ویسے ہی حاضر ہوتے ہیں۔ اور آسنے اس
عروس دنیا سے جسکے واسطے اسقدر دہوم دہام تھی بہت ہی تہوڑا فائدہ اوٹہایا۔ قُلْ مَتَاعُ
الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (کہہ فائدہ دنیا کا بہت تہوڑا ہے) اوسپر خوب صادق ہوا ہم جو ایک مدت دراز کے بعد جیل کی تنگ
تاریک کوٹہڑیوں سے باہر میدان میں پہونچے تو ہمکو بھی مہاراجہ پٹیالہ کے باراتیوں کی خوشی
سے کم خوشی نہ تھی ہم ہرنونکی طرح سے اوڑے چلے جاتے تھے جن جن قیدیوں کے پاس کچھ
نقد تہا اوسکا جو کچھ چاہتے راہ میں خرید کر کہاتے اور خوشی مناتے۔ لودہانہ پہلور جالندہر
امرتسر ہوتے ہوئے آٹہویں منزل پر لاہور میں شالامار باغ کے سامنے ہر کسی نے اپنا اپنا
مُن بہر کر جو چاہا سو کہا لیا کیونکہ جیل میں جاکر تو سوائے معمولی کہانے کے اور چیزیں ملنی محال بلکہ جرم ہیں۔
لاہور جیل میں پہونچنا
قریب ۳ بجے شام کے ہم لوگ سنٹرل جیل لاہور کے دروازہ پر پہونچے اور ہماری چالان کی
کُل قیدی ایک قطار کر کے دروازہ جیل پر بٹہلا دیئے گئے۔ اول ایک کشمیری ہندو داروغہ
آیا اوسنے پہلے ہماری مقدمہ والونکو بغور تمام دیکہا اور کسی قدر افسوس بھی کیا اوسکے بعد
ڈاکٹر گرے صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل رونق افروز ہوئے اونہوں نے سب سے اول ہم لوگوں
ہمارے پاؤں میں ایک اڑا ڈنڈہ ڈالا گیا۔
کا ملاحظہ کیا اور بڑے غصہ سے حکم دیا کہ ایک ایک اڑا ڈنڈا ابھی ان لوگوں کے پاؤں میں
ڈال دو چنانچہ بمجرد صدور اس حکم کے لوہار ڈنڈہ آہنی لیکر حاضر ہوگئے اور ہمارے دونوں
پاؤں کے دونوں کڑوں کے درمیان سے ایک ایک اڑا ڈنڈا جو ایک فٹ (۵ گرہ) سے
زیادہ لمبا نہ تہا ڈال دیا گیا یہہ حکم از راہ تعصب فقط ہم ہی لوگوں کے واسطے تہا اور

تمام جیل بہی ہمنے کسی قیدی کے پاؤن مین بیڑی نہین دیکہا ۔ چلنا پہرنا اوٹہنا بیٹہنا نہایت مشکل ہوگیا اور رات کو پاؤن پسار کر سونا بہی محال تہا ۔ اوس جیل کے بیچ مین ایک برج اور اوسکے چوگرد آٹہہ علیحدہ علیحدہ بارگین مع صحن اور کارخانہ مشقت کے بنے ہوئے تہے صاحب صاحب نے حکم دیا کہ اس مقدمہ کے جتنے قیدی ہین ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بارکون یا سمبرون مین رکہو تاکہ ایک دوسرے سے ملنے نپاوے ۔ اپنے دوستون سے جدا ہونا اوس آہنی ڈنڈے سے بہی بڑہ کر ہم پر شاق ہوا ۔ مجکو سمبر اول مین جو سب سے زیادہ سخت تہا لیگئے لیکن قریب ۶ بجے شام کو اوس سپرنٹنڈنٹ کے دلمین خیال آیا یا کہین سے کوئی خبر یا حکم پہونچا کہ یہہ قیدی آمدہ جیل بنام ہماری والے جیل سے آئے ہین انکو دوسرے سب قیدیون سے علیحدہ رکہنا چاہئے تاکہ انکی بیماری اس جیل مین بہی نہ پہیل جاوے وہی پہلا سمبر جہان مین بند تہا اونکے علیحدہ رکہنے کے واسطے تجویز ہوکر ہمارے کل ساتہی بلکہ سارا چالان اوسی بارک مین جمع ہوگیا اور ہم آپسمین ملکر بہت خوش ہوئے اور اس حکمت الہی اور اسرار مکنونہ پر سجدہ شکر بجالائے بوجہہ ہونے ایک مسلمان جمعدار اوس سمبر کے ہمکو کچہہ مشقت بہی نکرنی پڑی اور ایک ہفتے کے بعد اوس سپرنٹنڈنٹ نے جو مجکو اوسی سمبر کا منشی مقرر کردیا مگر وہ ڈنڈا جو غالبا کسی بڑے حاکم کے حکم سے تہا بدستور زیب پا رہا جسکے سبب سے جب ہر فجر کو صاحب سپرنٹنڈنٹ وہان تشریف لاتے تو مجکو ہر قیدی کی مشقت کا حساب دکہلانے کے واسطے مثل ہرن کے اوچہل اوچہل کر اونکے ساتہہ رہنا پڑتا تہا ۔

ایک دن مین اپنے سمبر مین ایتوار کے دن اپنے بستره پر بریٹ مین بیٹہا ہوا تہا کہ ناگہان صاحب سپرنٹنڈنٹ ہمارے سمبر مین پہونچے اور کل قیدیان سمبر کی تلاشی کرنیکا حکم جاری کیا ۔ جسکے بعد دیگرے میرے بستر کی بہی تلاشی ہوئی جسمین کچہہ تہوڑا سا پیسا ہوا نمک میرے بستر سے بہی برآمد ہوگیا ۔ ایسے قصور پر وہان بیت کی سزا

ہم کو علیحدہ علیحدہ بارکون میں رکہنا اور پہر قدرت الہی سے جمع ہو جانا

[illegible]

ہوئی

[illegible] مولف کے پاس سے نمک برآمد ہونا

ہوتی ہے اب مین حیران تہا کہ کیا جواب دون اس مین صندل نام ایک مسلمان قیدی جو جیل انبالہ سے میری ساتہہ آیا تہا اور میری خدمت کیا کرتا تہا بول اوٹہا کہ یہہ بسترہ اور نمک میرا ہے اسکا نہین ہے صاحب نے پوچہا یہہ کیسے اوسنے کہا کہ حضور کی تشریف لانے سے پہلے مین اور یہہ دونون پیشاب کرنیکو پاخانہ مین گئے تہے اس بیچ مین حضور آگئے ہم جلدی سے جو دوڑکر آئے اوس گہبراہٹ مین یہہ میرے بستر پر اور مین انکے بستر پر بیٹہہ گیا۔

مولف کا قدرت الٰہی سے اوس الزام سے بری ہوجانا

صاحب سپرنٹنڈنٹ اس بیان کو سنکر بہت ہنسا اور ہم دونون کو نمبر سے باہر جہان بینت لگا کرتے تہے لیگیا۔ دوسرے قیدیون کو جنکے بستر دن سے کچہہ کچہہ نکلا تہا بینت لگنے شروع ہوئے اخیر مین پہر اوسنے ہماری طرف متوجہ ہوکر صندل مذکور سے پوچہا کہ یہہ بات سچ ہے اوسنے کہا ہان نمک اور بسترہ تو میرا ہے آگے آپکو اختیار ہے یہہ جواب سنکر اوسنے ہم دونوکو بری کردیا اور کچہہ سزا نہ دی اور صندل سے کہا کہ اچہا تم مولوی کو بچانا چاہتا ہے ہمنے تم کو بہی معاف کیا جاؤ آگے کو ہوشیار رہو۔

ملتان کو روانہ ہونا

آخیر اکتوبر سنہ ۶۵ مین ایک بڑا بہاری چالان قیدیونکا تیار ہوکر ملتان کو روانہ کرنیکا بندوبست ہوا۔ ایک ایک ہتہکڑی دو دو آدمیون کے ہاتہون مین لگائی گئی میرے ساتہی نے مجہہ سے یہہ رعایت کی کہ میرا بایان اور اپنا دہنا ہاتہہ ہتہکڑی مین ڈلوایا ہماری مقدمہ کی فقط تین آدمی یعنے مین اور مولوی یحیی علی صاحب اور میان عبد الغفار ملتان کو روانہ ہوئے۔

مولوی عبد الرحیم کا ساتہہ چلنے کے لئے انبالہ مین رہجانا۔

مولوی عبد الرحیم صاحب کو جو ہمارے ساتہہ انبالہ سے روانہ نہین کیا تہا غالباً وہ دوسری غرض کے واسطے وہان رکہے گئے تہے اور جیسے مین نے اوپر بیان کیا کہ بعد نامنظوری ہمارے اپیل کے دو کارروائیان جیل انبالہ مین شروع ہوئین تہین ایک کارروائی کا بیان تو مین نے کردیا کہ جس سے عبد الکریم اور منشی عبد الغفور و محمد شفیع و حسینی ساکن پٹنہ والٰہی بخش سوداگر نے اس جیل دنیوی سے تو رہائی پائی مگر اوس جیل اخروی کا

کہ جیسکے ایک دم سرد سے چھہ مہینے سردی اور ایک دم گرم سے چھہ مہینے گرمی رہتی ہے کچھہ خیال نکیا اور دوسری کارروائی یہہ تھی کہ قافلہ والونکو یہہ ترغیب دیجاوے کہ وہ ہندستان کو چلے آوین اونکو اس ملک مین جاگیر وغیرہ سب کچھہ دیا جاویگا اور سب ہمارے قیدی بھی چھوڑ دئے جاوینگے مگر اس آخری کارروائی مین ناکامیابی رہی - وہ فقرا تارک الدنیا جو اس عملداری کو ملکوبستان سمجھہ کر مہابن کی پہاڑ مین گوشہ گزین ہوئے تھے مین بھلا طمع دنیا پر یا ہماری رہائی کی خاطر کیسے اپنا ماموں اور محفوظ گوشہ چھوڑ کر اس ملکوبستان مین چلے آتے جب یہہ کارروائی نہ چلی تو ہمارے دو برس بعد مولوی عبد الرحیم صاحب کو بھی کالے پانی کو بھیجدیا -

جسدن ہم لاہور سے روانہ ہوئے ریل کی اسٹیشن تک سر پر بستره ایک ہاتھہ سے تھامے ہوئے اور دوسرے ہاتھہ مین ہتھکڑی کی گلجوٹ اوپر سپاہیون کی مار مار جلدی چلو جلدی چلو ریل کہلجاویگی - خیر بہر صورت ہم ریل تک پہونچے وہان جا کر ریل کی کوٹھریون مین ہمکو بند کر کے قفل لگا دیا - اور لاہور سے ملتان تک راہ مین کہین نہین کھولا مثل جانورون پامال کے گاڑیون مین بہر دیا تہا کوئی آٹھہ بجے رات کے بعد ہم ملتان پہونچے وہان بھی اندھیری رات مین سر پر بستره رکھے ہوئے کشان کشان اسٹیشن سے جیل تک پہونچے جہان بے آب ودانہ مثل جانورونکے رات کو بند کر دئے گئے - دو دن ہم

ملتان پہونچنا

اوسی جیل مین رہے شہر کدہر بستا ہے بازار کہان ہے وہ ہم نے آنکھہ سے نہین دیکھا دو روز بعد وہان سے ایک پتن یا گہاٹ دریاے سندہ پر جو ملتان سے قریب پانچ کوس کے ہے ہمکو لیجا کر اگنبوٹ پر سوار کرا دیا - سوار ہونے کے بعد ہم سب کو قطار قطار کر کے اوسپر بٹھلا دیا اور سوائے بیڑی اور ہتھکڑی اور ڈنڈہ ہی کے جو پہلے سے زیب تن تھے یہان ایک بڑی موٹی زنجیر آہنی بھی ہماری بیڑیونکے بیچ مین کو پہنائی گئی کہ جس سے اپنی اپنی جگہہ سے کوئی ہل بھی نہین سکتا تہا جب تک ہم جہاز پر رہے اپنی اپنی جگہون

ملتان سے اگنبوٹ پر سوار ہونا -

بیٹھے رہے

پر بیٹھے ہوئے پاخانہ پیشاب کرتے رہتے - اسوقت قریب آدہا آدہا من کے لوہا ہمارے جسم پر رہتا - باجود اسقدر کثرت پانی کے کہ دریائے سندہ ہمارے زیر پا تہا ہم پڑے پڑے تیمم سے نماز پڑہتے تہے - گو ہم جکڑے ہوئے پڑے تہے مگر جیل سے نکل کر اور دوستونکی مصاحبت اور آب دریا کی روانی اور آسپاس کے جنگلون کی سبزی کو دیکہہ کر بہت بشاش تہے - اس کیفیت سے ہم پانچ چہہ روز بعد کوٹلی مین پہونچ گئے سکھر بہکھر اور ٹہٹہے کا نامی قلعہ بھی بھکوراہ مین سندہ کے کنارے پر ملا تہا - کوٹلی کے سامنے دوسرے کنارہ سندہ پر حیدرآباد سندہ کی نامی بستی بھی دیکھنے مین آئی - کوٹلی سے اوسیدن ریل پر سوار ہو کر ہم کراچی مین پہونچ گئے - اس ملک مین بڑی بڑی اونچی ٹوپیان والے اور لوگ سی بڑی بڑی پگڑیان والے سندہی ہمنے دیکہے غالباً ٹوپیان والے منشی اور کلارک تھے اور بڑی پگڑیان والے ہندو مہاجن - کراچی میں پہونچنا

ہندوستانی زبان اور اردو فارسی کا دفتر ملتان مین ختم ہو گیا سندہ مین سب سندہی زبان اور سندہی دفتر دیکہا گیا سندہی علم کے حروف تو فارسی کے ہین مگر زبان سندہی ہونیکے سبب ایک لفظ سمجہنا بھی دشوار ہے - اَلحَمدُ لِلّٰہِ کہ کراچی کے جیل مین پہنچنے کے ساتہہ ہی ہماری ہتہکڑی اور آڑے ڈنڈے سے تو نجات ہوئی فقط بیڑی اتنی زیب تن رہی - بمقابلہ سب دوسرے جیلخانون کے جہان جہان یہہ خاکسار رہا کراچی کے جیل کو جیل کیا ایک عمدہ مہمان سرا کہنا چاہئے وہان رات کو قیدیون کو بارک یا کوٹہڑیون مین مثل جانورون کے بند نہین کرتے بنگلون کی طرح سے کہلے ہوئے مکان چٹائیون کا فرش بچہا ہوا قیدیون کے واسطے موجود ہے رات کو جہان چاہو پہرو جہان چاہو سوؤ کوئی مانع نہین پہرے والے فقط جیل کی فصیل پر پہرتے ہین رات کو جیل کے اندر محافظ یا پہرہ دار کا نام نہین - ڈو برس کے بعد یہان رات کو آسمان اور ستارونکی زیارت ہوئی جناب باری مین سجدات شکر بجا لائے - یہان قیدیون کا کہانا بھی بہ نسبت

کیفیت جیل کراچی

اور جیلخانون کے نہایت عمدہ ہتا مگر پاخانہ پہرنے کی بڑی دقت کیونکہ پیپون کو دو پارہ کرکے میدان مین رکہوا دیا ہے جسکے اوپر مدتہوڑی جگہ کرکے تن برہنہ سب کے سامنے قیدی پاخانہ پہرتے ہین۔ ایک ہفتہ کراچی مین ٹہر کر ایک بادبانی جہاز پر جسکو لگنگہ کہتے ہین ہم سوار ہوئے سبسے پہلے سمندر اور جہازون کی زیارت ہمنے کراچی مین کی۔ یہہ جہاز بہت چہوٹا تہا مگر قیدیونکو مثل بورہ مال کے نیچے کی تہہ مین اوپر نیچے کرکے بہر دیا ہتا۔ قیدی کچہہ کچہہ ایکدوسرے کے اوپر نیچے پڑے تہے اور یہہ بیت پڑہتے تہے ✤ جائے تنگ است مردمان بسیار ✤ وقنا ربنا عذاب النار جب لنگر اوٹہا کر تہوڑی دور سمندر مین پہونچے تو دریا کی تلاطم اور امواج سے جہاز ہلنے لگا اور قیدیون کو قے متلی شروع ہوئی تنگی جگہہ کے سبب سے ایکدوسرے پر قے کرتا جاتا ہتا۔ اس جہاز پر کچہہ مسلمان خلاصی تھے جنہون نے ہمکو مولوی سمجہہ کر حتی المقدور کہانے پینے سے بہت تواضع کی خیر دو تین روز کے بعد بمشکل تمام ہم داخل بندر بمبئی کے ہوئے وہان دیکہا تو کوسون تک ہزارون جہاز کہڑے تھے اوسکو ایک جہازون کا جنگل کہا چاہیئے۔ زیر قلعہ بمبئی ڈونگیون مین بٹہلا کر ہمکو جہاز سے اوتارا اور وہان سے بذریعہ بوری ریل جیلخانہ تہانہ کو جو بمبئی سے دس بارہ ۱۲ میل ہے ہمکو لیگئے۔ بمبئی مین پارسی مرد عورتون کو سینے پہرتے ہوئے دیکہا اس قوم کے لوگ بہت خوبصورت گورہ رنگ ہوتے ہین اور مالدار بہی ہین یہہ لوگ آتش پرست زردشت کی اُمت سے ہین خلیفہ دوم کی چڑہائی کے وقت ایران سے بہاگ کر اس حصۂ ہندوستان مین آباد ہو گئے۔ بمبئی کی عمارات جہان تک ہمکو دیکہنے کا موقع ملا نہایت اونچی اور دیوارونمین بے شمار کہڑکیان بنی ہوئین بمبئی شہر بہی ایک ٹاپو ہے ایک بند باندہ کر اوسکو بر اعظم ہند سے ملا دیا ہے بمبئی اور تہانہ کے بیچ مین بہی سمندر بہتا ہے اور اوسکے پانی کو کہیت اور کیاریون مین روک دیتے ہین دہوپ کی تپش سے وہ پانی خشک ہو کر عمدہ نمک خود بخود تیار ہو جاتا ہے ہزارون من نمک کے انبار ریلوے سڑک کے کنارے کنارے لگے ہوئے تھے۔ ناریل

تکلیف جہاز کراچی

بمبئی پہونچنا

کے درخت اور اوسکا تازہ چہل بھی ہمنے پہلے کہین کبھی نہین دیکھا - یہان کی عورتین اپنی ساڑی کو مثل مردون کے دہوتی کے طور پر پیچھے کی طرف ٹانگ لیتی ہین پہننے کے اوپر ٹک اور اوسکا حوالی کہلا رہتا ہے - یہان کے ہندؤن کی پگڑیان بھی بڑی بڑی لمبی سیر ٹوکرہ سا رکہا رہتا ہے اس ملک کی زبان گجراتی یا مرہٹی ہے - جب ہم ریل سے اوترکر تہانہ

تہانہ میں پہنچنا -

کے بازار مین کو جیل کی طرف پاپیادہ چلے جاتے تھے تو ہمارے ساتھی قیدیون نے چند مٹھائی والون کی دوکانون کو لوٹ لیا اور بے محابا اوس مال مغروقہ کو کہانے لگے بیچارے دوکاندار ہمکو قیدی سمجھ کر چپ ہو رہے بلکہ ہمنے دیکھا کہ بعض دوکاندار اپنی مٹھائی لٹوا کر بہت خوش

قیدیونکا بازار تہانہ کو لوٹنا -

ہو گئے اور قیدیونکے منہ مین پڑنے کو برائت سمجھے چلتے چلتے قریب شام کے ہم تہانہ کے جیل کے دروازہ پر پہونچے - جیل کیا ایک مرہٹون کے وقت کا بڑا مستحکم اور مضبوط قلعہ ہے جسکے

قلعہ تہانہ

چارون طرف ایک بڑی گہری پختہ خندق بنی ہے - جیل کے اندر داخل ہونے کے ساتھ ہی ہماری تلاشی شروع ہوئی اور ہم سب کی جوتیان اوتروا لی گئین اور پھر چلتے وقت تک واپس نہ ملین - سنا ہے کہ ایک دفعہ کسی دل جلے قیدی نے داروغہ جیل کو جوتیون سے مارا تہا اوسوقت سے یہہ قانون یہان ہو گیا کہ قیدی جیل مین جوتہ نہ پہنے اور ننگے

تہانہ میں جوتیان چھین جانا -

پانو پہرا کرے تاکہ دوبارہ ایسی نامعقول حرکت نکرے - رات کو دو دو جوار کی روٹیان اور تہوہر کی دال دیکر علیحدہ علیحدہ کوٹھڑیون مین ہمکو بند کر دیا مگر بتائید الہی دوسرے دن سے ہمارے پنجابی قیدیون کو گندم خور ملک کے آدمی سمجھ کر گیہون کی روٹیان ملنے لگین اور ہمارے بعد سے یہہ خصوصیت کل چالان آمدہ پنجاب کے واسطے ہمیشہ کے واسطے مقرر ہو گئی - فجر کو ہمارے سب چالان کو پتھر توڑنے کی مشقت دی گئی جسکو بمشکل تمام ایک دو دن ہمنے کیا دو روز بعد ہمارے پہونچنے سے وہان دری بافی کا کام شروع ہو گیا اور ہمارے چالان کے پنجابی قیدی اوسکے مہتمم ہوئے مگر اوہنون نے مجکو اور مولوی یحییٰ علی صاحب کو دریون کا استاد بیان کرکے اپنے ساتھ لے لیا جہان

ہمارا ایک مہینا بڑے ارام کے ساتھہ طے ہوا۔ اس جیل اور ملک مین مرہٹی زبان کا دفتر ہے فارسی اردو خوان یہان بھی ناخواندون مین شمار ہوتے ہین اب کراچی اور یہانکے دفترون کا یہہ حال دیکھہ کر ہمکو تو یقین ہوگیا تہا کہ ہم اب باقی تمام عمر ناخواندون مین شمار ہونگے اور قلم پکڑنے کی نوبت شاید ہی آوے وہ امید جو ہمکو فن منشی گری سے تھی قطع ہوگئی اب فقط فضل الٰہی کی امید باقی رہگئی۔ اس جیل کا بڑا جیلر یا داروغہ تو ایک برہمن بڑا بدمغز آدمی تہا مگر ابراہیم نام ایک مسلمان نائب داروغہ حتی المقدور خود ہماری بہت خاطرداری کرتا تہا۔ اب ایک مہینا رہنے کے بعد یہان سے بھی ہماری چلنے کی تیاری ہوئی اس مسلمان نائب داروغہ نے چلتے وقت ہماری بھاری بیڑیان نکلوا کر سرائے نام ہلکی ہلکی بیڑیان ڈلوادین۔ ہند کے جیلخانون مین دیسیون کو خصوصا شریفون کو بڑی مشکل ہے نہ کہانے کپڑے کا بندوبست تھی نہ پاخانے کا رات کو ہر موسم مین بارکون مین مثل جانورون کے بند کردیتے ہین بدمعاشون کو البتہ ارام ہے ہمارے دیسیون کے مدارج کا کچھہ لحاظ نہین کالے کالے سب ایک سمجھہ کر راجہ نواب مہتر چمار سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہین مگر کوٹ پتلون والون کی بڑی عزت تھی یورپین وہ دوغلے دونون مثل صاحب لوگون کی وہان بھی چین کرتے ہین۔

اسباب قلمبند [illegible] اور کیفیت وہان کی

روانگی انڈمان کو بمبئی سے۔

واقعہ ۸۔ دسمبر ۱۸۶۵ء سواری جہاز جمنا ہم بمبئی سے روانہ ہوگئے۔ یہہ جہاز ولایت انگلنڈ کا تہا اسکے کل خلاصی اور افسر گورے تھے ہندوستانی بات کوئی نہ جانتا تہا موتی لال بابو ایک انگریزی دان اس جہاز پر ہماری ساتھہ تہا اوسکی معرفت سے جہاز والون سے ہم کچھہ بات چیت کیا کرتے تھے مجکو تو اوس وقت ایک انگریزی بات بھی معلوم نہ تھی۔ جہاز پر دال بھات اور سوکی مچھلی مسلمانون کی خوراک تھی اور ہندون کو چینا ملتا تہا ہمارے ساتھی پنجابیون کو جو ہمیشہ روٹی کہاتے ہین مہینا بہر دو وقتہ چاول کہانے سے بڑی تکلیف ہوئی۔ جب جہاز سمندر مین پہونچا طوفان اور تلاطم سے بہت ہلتا

ایک میعادی قیدی کا جہاز پر مرجانا اور پانی مین پہینکنا

البتہ آدمی فی قلی سے بیمار ہوگئے - ایک پنجابی قیدی میعادی ہفت سالہ جسکے صرف پانچ برس اوسوقت باقی رہگئے تھے بیمار ہوکر جہاز پر مرگیا ہم لوگون نے موافق ملت شریعت کے اوسکو غسل اور کفن دیکر اور جنازے کی نماز پڑھکر اوسکی لاش کے ساتھ بہت سے پتھر باندھ کر سمندر مین چھوڑدیا - ہماری محافظ مرین پلٹن کے سپاہی جو بمبئی سے ساتھ آئے تھے ہم لوگون پر بہت مہربانی کیا کرتے تھے - جب سیلون یا لنکا کی برابر ہمارا جہاز پہونچا تو سمندر مین بہت بلفا اور تلاطم معلوم ہوا وہ ہزارون من کا جہاز مثل گیند کے پانی پر اوچھلتا تھا کبھی سمندر کا پانی مثل پہاڑ کے ایکطرف سے آتا اور کبھی جہاز نیزون نیچے پانی مین چلا جاتا ۴۳ روز کے سفر دریائی کے بعد ۱۱ جنوری ۱۸۶۶ء کو ہمارا جہاز قبل از دوپہر پورٹ بلیر انڈمان مین پہونچا - انبالہ سے چلکر گیارہ مہینے کے بعد ہم داخل انڈمان ہوئے - دور سے سمندر کنارہ کے کالے کالے پتھر ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا بھینسون کے جھنڈ کے جھنڈ پانی مین پھر رہے ہین لنگر ڈالنے کے تھوڑی دیر بعد محافظ بندر پورٹ بلیر ایک کشتی مین سوار ہوکر ہمارے جہاز پر آئے اوسکے ایک ہندوستانی ملاح سے مین نے پوچھا کہ یہان کچھ منشی محررون کی بھی قدر ہے اور دفتر کس زبان مین ہے وہ شخص قرینہ سے مجھکو منشی معلوم کرکے میری تسلی کے واسطے مبالغہ کرکے بولا کہ یہان کے حاکم اور مالک تو منشی ہی ہین وہ جو چاہین سو کرین خیر اوس ناامیدی پر جو کراچی اور تہانہ مین ہوئی تھی یہہ مژدہ سنکر کسیقدر تسلی ہوئی پھر بڑے بڑے بوٹ اور کشتیان کنارے سے آئین اور ہمکو سوار کرکے روس نام ٹاپو صدر مقام انڈمان مین لیگئے - جب ہم کنارے کے نزدیک پہونچے تو ہم نے دیکھا کہ بہتیرے منشی مولوی سعید اور فاخرہ لباس پہنے ہوئے ہماری منتظر کھڑے ہین ابھی ہم کشتی مین سوار تھے کہ ایک آدمی نے کنارہ پر سے بآواز بلند پوچھا کہ فلان شخص (مولف) اور مولوی یحیی علی صاحب بھی اس جہاز مین آئے ہین مین نے جواب دیا ہان وہ دونو آئے ہین میرا جواب سنکر وہ لوگ تالی

انڈمان مین داخل ہوجانا

کو دیئے اور ہم لوگون کو ہاتہون ہاتہہ کشتے سے نیچے اوتار لیا نیچے اوتر کر ہمکو یہان معلوم ہوا کہ مولوی احمد اللہ صاحب ہم سے ایک برس بعد پٹنہ مین قید ہوکر ۱۵- جون ۶۵ء کو ہم سے چہہ مہینے پہلے پورٹ بلیر مین پہونچ گئے اور ایک دوسرے جہاز کے قیدیون سے جو ہم سے اول اوسی جیل تہانہ سے چلکر فقط دو روز پہلے ہم سے پہونچے تہے ہماری آمد کا حال معلوم کرکے مولوی صاحب ہماری منتظر تہے اور یہہ سب لوگ اونہین کے اشارے سے ہماری لینے کو گہاٹ پر آئے تہی جنہیر ہم لوگ کوٹ سے اوتر کر اوسی مجمع کے ساتہہ مصافحہ اور معانقہ کرتے ہوئے اپنے چالان کے قیدیون سے جدا ہوکر منشی غلام نبی صاحب محرر میرن ڈپارٹمنٹ کے مکان پر پہونچے وہان مولوی صاحب اور دوسرے اکثر معزز لوگون سے ملاقات ہوئی اور اوسی مکان مین ہم تینون آدمی رہنے لگے - ہماری بیڑی کٹوائی گئی اور عمدہ لباس جو ہماری واسطے پہلے سے تیار کرکے رکہا تہا ہمکو پہنایا گیا اور تمام جلسے کے ساتہہ ہمنے دسترخوان پر بیٹہہ کر کہانا کہایا اور اس تاریخ سے تاریخ رہائی تک ہم نے پہر بارک یا لباس یا کہانا قیدیون کا کبہی نہین دیکہا گویا اوسی تاریخ سے ہم قید سے رہا ہوگئے گو اٹہارہ برس تک مثل ملازمان جلا وطنی مین رہے - اوسی شام سے گہر گہر ہماری دعوتین ہونے لگین اور وہ وہ لفیس اور عمدہ کہانے ہمکو کہلائے گئے کہ ہند مین مجکو تو کبہی ایسے کہانے نصیب بہی ہوئے تہے - وہ ہمارا خیال کہ اب ہمکو ساری عمر صرف جیل کا کہانا کہانا پڑے گا اوس قادر مطلق نے بذریعہ اس نعم البدل کے ہمارے دل سے قلع قمع کرادیا اور اپنی قدرت کو دکہلا دیا -

جب ہم اس جزیرے مین پہونچے ہزارون مرد عورت قیدیون کو دیکہا کہ ماتہا اونکا گودکر پیشانی پر اونکا نام اور جرم اور لفظ دایم الحبس لکہا ہوا ہے - کہ وہ نوشت مثل نوشتہ تقدیر کے تمام عمر نہین مٹتی مگر یہہ تائید الٰہی سنئے کہ ہمارے پہونچنے سے کچہہ عرصہ پہلے وہ حکم ماتہا گودنے کا تمام عملداری سرکار سے ہمیشہ کے واسطے موقوف ہوگیا

وہان جاکر پہر کوئی علامت قید پہیر نہ رہنا -

ہماری دعوتین وہان ہونا -

ماتہا گودنے کا حکم منسوخ ہوجانا -

اس سبب سے اوس داغ دائم الحبسی سے بھی ہم محفوظ رہے۔

جغرافیہ انڈمان و تواریخ قدیمہ

جزائر انڈمان خلیج بنگال کے مشرق کو ۹۲ درجہ ۴۰ دقیقہ طول شرقی اور ۱۱ درجہ ۴۴ دقیقہ عرض شمالی کلکتہ سے قریب ۶۰۰ چھہ سو میل کے واقعہ ہین یہہ مجموعہ جزائر ۴۶ ۱۷ میل کے گہیرے مین جسمین قریب ایکہزار جزیرون کے شامل ہین بنام انڈمان مشہور ہے علم طبقات الارض کے محققون کا یہہ قول ہے کہ یہہ جزائر کسی زمانہ مین برّ اعظم ایشیا سے ملے ہوئے تھے پہر زمانہ کے پہیر پہار اور سمندر کی موجون سے کٹتے کٹتے اول یہہ ٹکڑہ برّ اعظم ایشیا سے علیحدہ ہوگیا تہا اور پہر آخر کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہوتے ہزارون چہوٹے چہوٹے جزیرے ہوگئے۔ یہان پانچ روز مین کلکتہ سے اگنبوٹ پہونچتا ہے اور تین روز مین رنگون سے مولمین یہان سے تین سو میل مشرق و شمال مین اور سنگاپور چار سو میل گوشتہ مشرق و جنوب مین اور پنانگ تین سو پچاس میل مشرق مین اور نکو باریا ننکوڑی انشی میل جنوب مین اور مدراس آٹہہ سو میل مغرب مین اور لنکا آٹہہ سو میل گوشتہ مغرب و جنوب مین واقعہ ہین یہہ جزائر سب پہاڑ ہین ہموار زمین بہت کم ہے یہان سب سے اونچا پہاڑ مونٹ ہرٹ کا ہے جو سطح سمندر سے ۱۱۱۶ فٹ اونچا ہے میٹھے پانی کا کوئی ندی نالہ یہان جاری نہین ہے برسات کی موسم مین بعض اونچے ٹیکرون اور ٹیلون سے پانی کے جہرنے بہا کرتے ہین لیکن ایام خشکی مین بند ہو جاتے ہین۔ کوئین اور ڈگیان یہان بکثرت ہین۔ یہان کے جزائر مین پورٹ بلیر کے اوتر کو ایک گندہک کا پہاڑ ہے اوس سے ہر وقت آگ کے شعلے نکلا کرتے ہین۔ یہان کے جنگل مین سوائے سور کے اور کوئی چوپایہ درندہ یا چرندہ نہین ہے

ابابیل

لعاب ابابیل یہان کا ایک عمدہ تحفہ ہے قوت باہ کے واسطے ماہی سقنقور سے بڑہ کر سمجہا جاتا ہے اور روپیہ تولہ بکتا ہے۔ یہان کے جنگلون مین ہزارون قسم کی عمدہ اور نایاب لکڑیان موجود ہین مگر ہماری ملک کی لکڑیون سے سراسر غیر ہین بید بھی یہان کے جنگل مین کئی قسم کا ہے اور اوسکی کہڑیان بطور تحفہ کے ملک ملک کو جاتی ہین عقیق البحر کی

پتھریان مثل کالی ناگنی کے اور گھونگے اور سنکھہ اور ہزارہا قسم اور رنگ برنگ کی کوڑیان اور طرح بطرح کی سیپیان یہان کے سمندر سے نکلتی ہین اور ملکون کو بطور تحفہ کے جاتے ہین آم املی جامن کٹہل بڑہل جائفل ناریل اور پان وغیرہ کے درخت جو گرم ملک کی جنگلون مین ہوتے ہین سب خودرو موجود ہین۔ اب جنگل کے صاف ہوجانے سے پچاس ساٹہہ گانو یہان آباد ہوگئے اور ہر قسم کی ترکاری اور گرم ملکون کے پہل اور دہان اور مکئی وار ہر مونگ ماش واوکہہ وغیرہ کثرت سے پیدا ہوتے ہین مگر گیہون چنا وغیرہ ربیع اور سرد ملکون کے اناج یہان بالکل پیدا نہین ہوتے مگر سرکار گیہون چنا وغیرہ کلکتہ سے لاکر بحساب پائی فی پونڈ کے فروخت کرتی ہی اس سبب سے اس ملک مین کبہی قحط نہین پڑتا ہمیشہ ایک ہی نرخ سے غلہ بکتا ہے۔ آب وہوا اس جزیرے کی اب تو ایسی عمدہ اور صحت بخش ہے کہ اوسکا ثانی ہر دہ زمین پر کوئی مکان نہین ہے ہیضہ اور چیچک اور وبائی بخار اور آشوب چشم کے متعدی امراض یہان بالکل نہین ہین بیس برس مین ہمنے کبہی ایک بیمار بھی ان بیماریون کا نہین سنا۔ خط استوا کے قریب ہونیکے سبب سے ہمیشہ بارہ ماس یہان دن رات برابر ہوا کرتا ہے بہت ہی تہوڑا فرق پڑتا ہے سردی گرمی یہان دونو نہین ہمیشہ ہمارے ملک کے چیت بیساکہہ کی کیفیت رہتی ہے۔ دسمبر جنوری مین رات کو ایک چادر اوڑہنے کی نوبت آتی ہے نہ گرمی مین گرمی ہوتی ہے نہ لو یہان چلتی ہے سرمائی کپڑون کا یہان بالکل دستور نہین نہ کوئی رضائی بناتا ہے نہ دولائی نہ یہان روئی ہے نہ دہنیا یہان نہ کبہی موسم خزان ہے نہ بہار بارہ مہینے درخت ہرے بہرے رہتے ہین غالباً یہان کی موسم برہنہ حال جنگلیون کے جو ننگے مادرزاد پہرتے ہین اوس حکیم اور علیم نے بنائی ہے اگر سردی یا گرمی ہو تو وہ ننگی مخلوق خدا فوراً ہلاک ہوجاوے۔ یہان بارش کی بہت کثرت ہے مئی سے نومبر تک آٹہہ مہینے برابر رات دن برستا رہتا ہے اسی سبب سے یہان کے مکانون کی چہت ڈہلوین ہوتی ہے ہمارے ملک کی کچی اور چپٹی چہت اوس بارش کا ایک دن

حالات جنگلیان

بھی مقابلہ نہین کر سکتی اولے وہان کبہی نہین پڑتے نہ کبہی آندہی چلتی ہے جنگل نہایت گنجان اور دشوار گذار ہے درخت اتنے اونچے ہین کہ گویا آسمان سے باتین کر رہے ہین جب کسی درخت کو کاٹ کر گراتے ہین تو سیکڑون گز تک اوسکی ڈالیان اور شاخون کا اثر پہونچتا ہے - یہان کے سانپ اور بچہو مین زہر نہین لیکن یہان کنکھجورے بہت زہریلے ہوتے ہین - یہان کے جنگل مین قدیم سے ایک وحشی ننگی مادرزاد قوم رہتی ہے مرد عورت کپڑا کوئی نہین پہنتے اور نہ کپڑا اونکو میسر آتا ہے - ان جنگلیون کا صحیح حال اب تک معلوم نہین ہوا کہ کب اور کس ملک سے آکر یہان آباد ہوئے اور ہمیشہ سے ایسے ہی وحشی ہین یا کبہی مہذب بھی تھے یا نہین - یہہ جنگلی جیسا کہ مشہور تہا آدم خور نہین ہین نہ انکے بدن پر بال ہین قریب سو برس کے ہوئے سب سے اول لفٹننٹ بلیر ایک جہازی سردار نے یہان آکر لنگر ڈالا تہا اسی سبب سے پورٹ بلیر اسکا نام ہوا - اونہین ایام مین جسکو سو برس ہوئے سرکار نے پہلے بھی یہان قیدیان حبس دوام بعبور دریائے شور کا رکھنا تجویز کیا تہا مگر ناموافقتی آب و ہوا کے سبب سے ۱۷۹۶ء مین وہ بسکر پہر اوجڑ گیا - ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے بعد سرکار کو پہر اسکی ضرورت ہوئی اور مارچ ۱۸۵۸ء سے گویا دوبارہ اسکی آبادی شروع ہوئی اور پہلے پہل بغاوت کے قیدی یہان لاکر رکہے گئے شروع آبادی مین مدت تک جنگلی سخت مخالف رہے چنانچہ دو مرتبہ اونہون نے ڈاکٹر واکر صاحب سپرنٹنڈنٹ اول کے عہد مین بڑی بہاری جنگلیون کی فوج جمع کرکے ایک دفعہ ہدو پر دوسرے بار ابرڈین پر حملہ کیا - آخر ملائمی اور حکمت عملی سرکار سے وہ فرمانبردار ہو گئے اور اب جنگل یا بستی مین جہان کہین وے ملتے ہین تو نہایت خاطرداری سے پیش آتے ہین گو شروع آبادی مین اون وحشیون نے بہت خون خرابے کئے تھے - یہہ لوگ چار فٹ سے پانچ فٹ ۴ انچہ تک اونچے مثل حبشیون کے سیاہ فام گول سر آنکہین اوبہری ہوئی سر پر بہیڑ کیسے بال مگر نہایت مضبوط اور قوی ہوتے ہین - ان کل جزایر انڈمان مین انکی بارہ ذاتین ہین ایک ذات

کی زبان دوسرے قوم سے بہت کم ملتی ہے - یہہ جنگلی اسبات کی قایل ہین کہ خدا آسمان مین رہتا ہے وہی خالق ہر شئے کا ہے اور سب سے بڑا ہے وہ کسی سے پیدا نہین ہوا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اوسکا محل بہت عمدہ اور نفیس آسمان مین ہے اوسکو کوئی دیکھہ نہین سکتا اوسی کے گہر سے پانی برستا ہے بجلی کا شعلہ اور کڑک بھی اوسی کے پاس سے آتی ہے موت بھی اوسی کے حکم سے ہوتی ہے بہلائی اور روزی بھی وہی دیتا ہے مسماۃ جانا پالک ایک اوسکی بوڑھی ہے اوسکی جورو کو بھی فنا نہین اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوئی مگر اوسکا درجہ خدا سے کم ہے اوسکا کام ہے کہ سمندر مین مچھلیان پیدا کرے وہی مچھلیون کو آسمان سے گراتی ہے - یہہ لوگ شیطان کے بھی قایل ہین اور سمجھتے ہین کہ سب برے کام شیطان کراتا ہے مگر وہ کہتے ہین کہ شیطان دو ہین ایک زمین کا شیطان جسکا نام ارم چوگلا ہے جب کوئی زمین پر ناگہانی موت سے مر جاتا ہے تو یہہ سمجھتے ہین کہ ارم چوگلا نے مار ڈالا ہے ایک سمندر کا شیطان ہے جسکا نام جورو ونڈا ہے جب کوئی آدمی ڈوب کر مرجاتا ہے کہتے ہین کہ اوسکو جورو ونڈا نے مار ڈالا ہے - یہہ لوگ فرشتون کے بھی قایل ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ مرد عورت دونو جنس سے ہین اور جنگل مین رہتے ہین اور انسانون کی حفاظت کرتے ہین یہہ لوگ بہوت پریت کے بھی قایل ہین مگر کہتے ہین کہ اونکو کچھہ اختیار نہین ہے یہہ لوگ خدا یا غیر خدا کسی چیز کی پوجا نہین کرتے - یہہ لوگ طوفان نوح کے بھی قایل ہین اور کہتے ہین کہ ایکبار زمین پر ایسا طوفان آیا تھا کہ ساری دنیا ڈوب گئی تھی - اون جنگلیون کے بزرگ ایک کشتی بناکر اوسپر سوار ہوگئے تھے اور ایام طوفان مین بہت دنون تک اوس کشتی پر سوار رہے جب طوفان رفع ہوا تو وہ کشتی کسی پہاڑ پر منجملہ کوہ ہائے جزایر انڈمان کے ٹھہری تھی - یہہ لوگ دو سے زیادہ گنتی نہین جانتے جب کوئی چیز دو سے زیادہ گنتے ہین تو انگلیون پر اشارے کرتے ہین یہہ لوگ ننگے مادر زاد پھرتے

ہین

لیتے ہین فقط عورتین ایک چہوٹا سا پتا اپنے اندام نہانی پر ٹانکر کے مین لٹکاکر رکھہ لیتی
ہین مرد عورت اپنے بدن کو بوتل وغیرہ کے ٹکڑون سے گود کر چہرون کا چہنٹا یا گمٹی کا کیٹرا
سا بنا لیتے ہین موچہہ داڑہی یا سر کے بال مرد عورت کوئی نہین رکہتا اونکو بوتل کے ٹکڑون
سے تراش ڈالتے ہین - انکا بیاہ بھی بہت سیدہے سادے طور پر ہوتا ہے ہر وقت شادی
کے دولہا دولہن دونو کے بدن کو گیرو اور چربی سے لال رنگتے ہین اور ساری رسم
اسوقت جمع ہولی ہے - ایک آدمی اس جلسہ مین بطور قاضی کے ہوتا ہے وہی شخص
دولہا کو اوٹہاکر دولہن کے پاس لیجاتا ہے اور دولہا کے سامنے بہت سے تیر و کمان کہدیتا
ہے اور کہتا ہے کہ ان سے شکار کر کے اپنی عورت کی پرورش کرنا اور پہر وہی آدمی
بہ آواز بلند لفظ آت اک یعنے لیجاؤ یہہ تمہاری بیوی ہے کہتا ہے اس کہنے کے
بعد عقد نکاح ہوگیا اور پہر تا حیات دونو کے نہ طلاق تھے اور نہ جدائی - شادی کے
بعد ان مین زنا نہین تھے - لڑکا پیدا ہونے کے وقت پردہ کرنے کی انکے یہان کچھہ
ضرورت نہین ہے مردون کے سامنے عورتین بچے جنتی ہین بعد پیدا ہوجانے بچے کے
ایک عورت پتون سے مکہیان ہانکتی ہے اور ایک عورت نال کاٹ کر بچہ کو گود مین لیکر
بیٹہتی ہے پہلے دن غیر عورت کا دودہ پلاتے ہین دوسرے دن بچہ کی مان پلانے لگتی
ہے اور بعد وضع حمل کے زچا اوسی دم چلنے پہرنے لگ جاتی ہے ہر بتئے جنگل کی کہالی
ہے پہنر یا چہوالی کا نام نہین جب بچہ تہوڑا سیانا ہوتا ہے تو تیر کمٹہ اوسکا پہلا کہیل ہے
ان لوگون کا گہر بھی بہت چہوٹا سا ہوتا ہے - صرف چار کہنبے کہڑے کر کے اوسکے اوپر تہوڑی
سی پتی ڈالکر ایک چندروزہ آسرا بنا لیتے ہین - انکے گہر مین اگر جاکر دیکھو تو سوائے میان
بیوی کے اور کچھہ جائداد اور ملکیت نہین رکھتے - تیر و کمان انکی اصل جائداد بلکہ جان ہے
چہوٹی چہوٹی ڈونگیان (کشتی) بھی یہہ لوگ بناتے ہین جنپر سوار ہو کر ایک ٹاپو سے
دوسرے ٹاپو کو جاتے ہین - اپنے مردون کی کہوپریان بھی یہہ لوگ ساتھہ لئے

پہرتے ہین جب کوئی مہمان کسی دوسرے ٹاپو سے اونکے یہان آتا ہے تو پہلے تہوڑے فاصلہ پر اونکے گہر سے بیٹہتا ہے گہر والے اوسکو وہین کہانا پہونچاتے ہین بعد کہانا کہانے کے وہ سب گہر مین جاتا ہے پہر سب اوس سے مل کر رو لیتے ہین - یہہ لوگ کچہہ کہیتی باڑی نہین کرتے اور نہ اناج کہاتے ہین انکا کہانا مچہلی اور سمندر کے کیڑے مکوڑے کچہوے وغیرہ ہین اونکو پکڑ کر اور آگ پر نیم بریان کر کے بے نمک مرچ کے کہا جاتے ہین بعض درختونکی جڑین اور پہلیان اور جنگل کے پہل اور پتی اور سور کا گوشت اور شہد بہی اونکی خوراک ہے غوطہ زنی کے یہہ لوگ بچپن سے ایسے عادی ہوتے ہین کہ شاید کوئی دوسری غوطہ زن قوم دنیا کی ان سے سبقت لیجاوے - تیر انداز بہی یہہ لوگ بلا کے ہین سیدہ سیدہی تیر مارتے ہین بہت کم ہے کہ انکے تیر کا نشانہ غلط لگے - ان لوگون مین کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہین ہے اور نہ وے کچہہ دوا جانتے ہین انکے یہان سب بیماریون کا علاج لہو نکالنا ہے جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو وہ خود یا اوسکا کوئی عزیز نہایت بیدردی اور اناڑی پنے سے بوتل کے ٹکڑون سے زخم کر کے خون نکالدیتا ہے - اور جب کوئی مرجاتا ہے تو ایک کوٹہری مین مردے کو رکہہ کر اوسکے گھٹنون کو موڑ کر اوسکی چہاتی تک لاکر باندہ دیتے ہین اور ساری اعضاؤن کو درخت کے چہلکون سے کستے ہین اور پہر قبر کہود کر اوسمین گاڑ دیتے ہین اور قبر کے نزدیک ہمیشہ آگ جلتی رہتی ہے اور ایک یا دو مہینے کے بعد اوسکی قبر کہود کر اوسکا ماتم کر کے اوسکی ہڈیون کو اوسکے سب عزیز آپسمین تقسیم کر لیتے ہین اور پہر اونکو حرز جان کر کے اپنی ساتہہ رکہتے ہین اور کبہی لاش کو بجائے گاڑنے کے ایک مچان پر رکہہ دیتے ہین یا کسی درخت کی شاخ پر لٹکا دیتے ہین -

اونکا عقیدہ ہے کہ مرنے سے آدمی نیست نابود ہوجاتا ہے - وہ لوگ ناچنے اور گاتے بہی ہین مگر کوئی باجہ اونکے پاس نہین ہے اور نہ سُر تال اونکو معلوم ہے - ان لوگون کا کوئی مذہب اور ملت نہین ہے اور نہ کوئی اونکا مذہبی سردار اور ملا ان ہے مگر

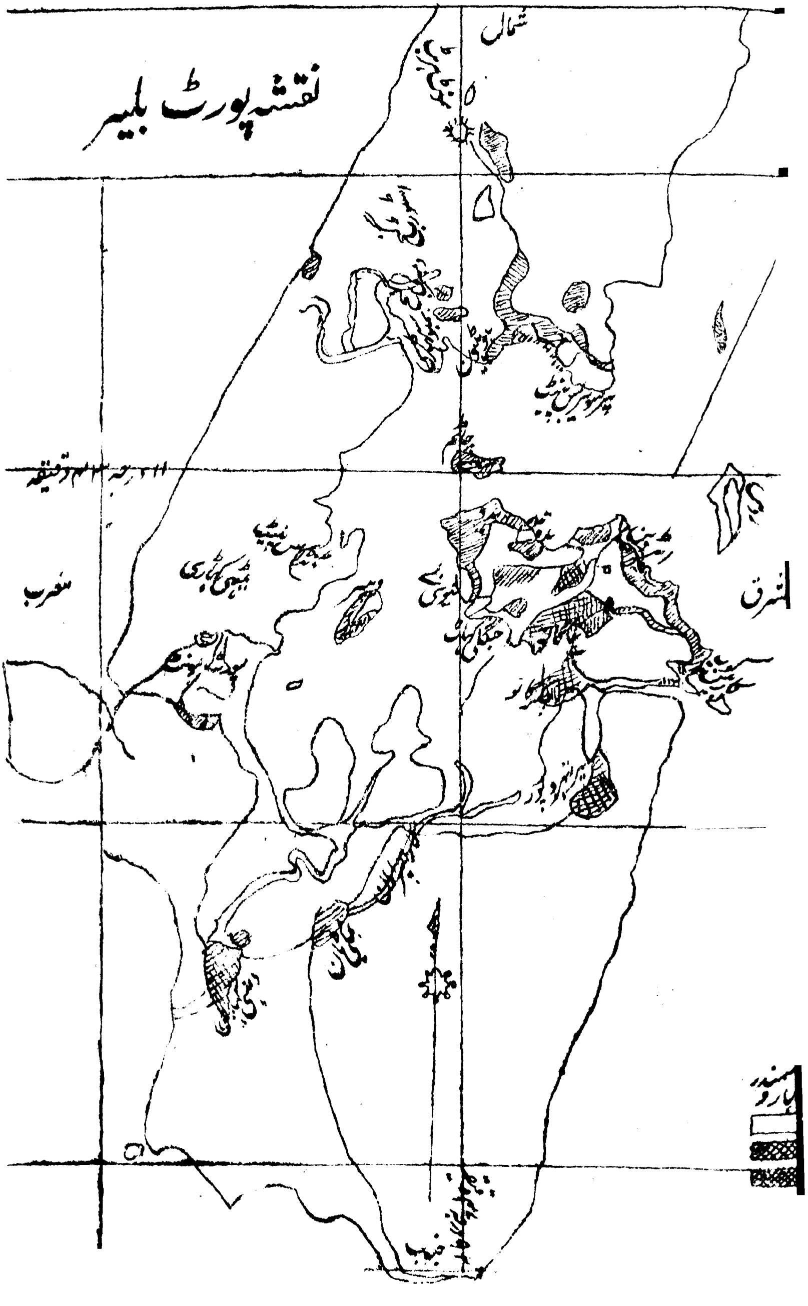
نقشہ پورٹ بلیر
شمال
مغرب
مشرق
جنوب

اخلاق اور آدمیت اور دیانت و راست بازی اونمین ہے - پہلے یہہ لوگ روپیہ
اشرفی اور پیسون کی کچہہ قدر نہین جانتے تہے جو کوئی انکو دیتا اوسکو لیکر اور دیکہہ بہال
کر زمین پر پہینکدیتے تہے مگر اب تو بڑے لالچی ہو گئے راہ چلتون سے پیسہ پیسہ کرکے
سوال کرتے ہین - ان جنگلیون کی عمر بہت کم ہوتی ہے اور انکی لڑکیان بہی بہت
جلد بالغ ہو کر اور تیس برس کی عمر تک بڈہی پہوس ہو جاتی ہین دودہ ناتہہ نام
ایک ہندوستانی آدمی نے بہت عرصہ ہوا ایک جنگلی عورت سے شادی بہی کی تہی مگر
اوسکی رہائی ہو جانے کے سبب سے وہ ہندوستان کو چلا گیا اور بیچاری جنگلن کو وہین چہوڑ گیا
۱۸۵۸ع سے ۱۸۶۵ع تک تو ان جزائر کی آب و ہوا سم قاتل تہی جسکو زخم ہوا وہ تین روز
بعد سڑ گیا اور چوتہے دن مر گیا زخم کیا تہا گویا پیام اجل تہا شروع آبادی مین
یہان اسکروی کی بیماری بہی بڑے زور شور سے تہی - یہہ ایک جہازی بیماری ہے
منہہ پک جاتا ہے اور پنڈلیان سخت پتہر سی ہو جاتی ہین اور آدمی مر جاتا ہے -
اس بیماری سے بہی ہزارون آدمی راہی آخرت ہوئی مگر الحمد للہ والمنۃ ہمارے وہان
پہونچنے سے ایک برس پہلے وہان کے سب امراض رفع ہو کر وہ جزیرہ خوبی آب و ہوا مین
رشک کشمیر ہو گیا تہا جہان بیس برس تک ہمارا سر بہی نہ دکہا اور بڑی آرام اور
راحت سے ہماری قید بسر ہوئی - بوجہہ کثرت بیماری اور نئی آبادی کے انگریزون نے
یہان کے قوانین بہی قیدیون کے واسطے نہایت نرم کر رکہے تہی اور قیدیون سے
ہر طرح کا سلوک کرتے تہے مگر جب وہان کی آب و ہوا عمدہ ہو گئی اور آبادی بہی
بڑہ گئی تب تو وہان کے ایسے سخت قانون بنائے کہ الامان ہند کے جیلون پر بہی سختی
بڑہا دی - مگر ہم لوگ ایک ایسے وسط زمانے مین پہونچے تہے کہ آب و ہوا تو عمدہ ہو گئی
تہی مگر ابہی قانون بروبہ سختی ترمیم ہوئے تہے اسواسطے از روی قانون عام جزائر
مذکور کے ہمکو ہر طرح کا آرام اور آسائش اور عہدے اور تنخواہ وغیرہ جلدی ہی مل گئے

مگر ہمارے پہونچنے کے تہوڑے دن بعد وہان کے قوانین سخت ہونے لگے آخر کو
یہان تک نوبت پہونچی کہ نیا قیدی یہان اگر دس برس تک سخت مشقت کرے اور ہنگاد
سے پختہ کہانا پاوے اور وردی کا کپڑا پہنے اور بارک مین رہاکرے اور کسی قسم کی مہربانی
اوسپر نکیجاوے چنانچہ قانون انڈمان مصدرہ ۱۸۷۶ء کا ایک فقرہ بطور مثال ذیل مین لکہتا
ہون اور وہ یہہ ہے کہ سزاے حبس بعبور دریاے شور سے سخت مشقت کا کرنا اور فقط
اسقدر کہانا پانا کہ جس سے آدمی زندہ رہے ضرور اور لازم ہوجاتا ہے" مگر یہہ بہی خیر ہی
کہ جسقدر نئے قانون سختی کے آتے رہے وہ فقط آمد جدید قیدیون پر موثر ہوتے تہے ہم
پورانے قیدی ہمیشہ اُن سے مستثنیٰ ہوجاتے تہے مین نے وہان جاکر دیکہا کہ اس غدر ۱۸۵۷ء
کی بدولت بہتیون راجے اور نواب اور زمیندار و مولوی مفتی قاضی و ڈپٹی کلکٹر منصف
و صدر امین و صدر الصدور و رسالدار و صوبہ دار و جمعدار وغیرہ وہان قیدی ہین مگر وہ
معزز ہندوستانی جنٹلمین بہی جنکے آگے سیکڑون ہزارون نوکر تہے بوجہہ سیاہ پوست اور
جنم ہند کے دوسرے چوہڑے چمارون کیطرح موٹا جہوٹا کہانا پاتے اور عام لوگون کے
ساتہہ سخت مشقت کرتے تہے مگر حضرت یورپین گورے بلکہ اکثر دوغلے کالے کلوٹے بہی فقط
بوجہہ شرف کوٹ پتلون یا کلمہ عیسائی کے پلٹن کے گورون کی برابر کہانا کپڑا پاتے
تہے ایک علیحدہ بنگلہ اونکے رہنے کو ایک نوکر بلاتنخواہ خدمت کو اور جس گورے یا دوغلے
کو لائسنس ملگیا اونکو ۵ ماہوار نقد تنخواہ بہی ملتی تہی یہہ تو سب کچہہ تہا مگر ۱۸۷۹ء
کا ایک نیا واقعہ عبرت انگیز دیکہہ کر لوگون کو رونا آتا تہا اور وہ یہہ ہے کہ ۱۸۷۹ء مین
ایک بدبخت راجہ جگت تہہ پوری کا جسکے واسطے مدت تک اخبارون نے بہی سر پہوڑا
تہا قید ہوکر کالے پانی مین پہونچا مگر بوجہہ کالا چہرہ ہونیکے بیچارہ عام چوہڑے چمارون
کے ساتہہ کہانا پاتا اور مشقت کرتا تہا اور جب بوجہہ نازک مزاجی اوس سے مشقت
نہو سکی تو بیت اور جیل اور چکی پیسنے کی سزا پاتا رہا آخر انہین صدمون سے تہوڑ کر

روز بعد وہ وہیں جیل مین مرگیا اور اونہین ایام مین مسٹر کیمپیر نام ایک گرانی بھی گو بدن
سے کالا مگر یورپین نام اور کوٹ پتلون سے مشرف ملک اودہ سے قید ہوکر وہان پہونچا
اسکو گورون کیسا عمدہ کہانا ملنے لگا ایک علیحدہ مکان پلنگ وغیرہ کل سامان عیش و آرام
کا ملگیا اور بجائے مشقت کی کچہری ڈپٹی کمشنر مین کلارک ہوگیا چونکہ یہہ کمبخت راجہ اور یہہ
خوش نصیب گرانی دونو ایک ہی وقت مین وہان پہونچے تھے یہہ اختلاف سلوک اور
طرفداری کوٹ پتلون اور ناقدری شرفا و اُمراء ہند دیکھہ کر ہر کسی کو رونا آتا تھا۔

اتفاق حسنہ اور فضل الٰہی سے ہمارے انڈمان مین پہونچنے کے ایک ہفتہ بعد پچاس
قیدی بغاوت ۵۷ء کی جنمین اکثر منشی اور جمعدار وغیرہ بھی تھے حسب الطلب راجہ بروکس
کے جزیرہ سرادک کو کہ ایک ملائی ملک سنگاپور کے مشرق کو واقع ہے بھیجے گئے تھے
اس سبب سے عمدہ عمدہ عہدی منشیون کے خالی تھے میری لیاقت کا حال اون
لوگون کو بذریعہ اخبارون اور نیز مولوی احمد اللہ صاحب سے معلوم ہو چکا تھا اسواسطے مین
تو جہاز سے اوترنے کے ساتھہ ہی کچہری صاحب سپرنٹنڈنٹ اور چیف کمشنر مین محرر سکشنوار
یا نایب میر منشی مقرر ہوگیا ایک گہر رہنے کو ایک نوکر بلا تنخواہ خدمت کو ملگیا۔ مثل اوردن
کے جہان چاہتا رہتا جہان چاہتا جاتا روک ٹوک مطلق نہ تھی۔ اوسوقت میرا عین
عالم شباب تھا جسمین مجردی دینی دنیوی دونو قباحتون سے خالی نہ تھی اسواسطے اول
مین نے چاہا کہ ملک سے اپنی بیوی کو بلا لون مگر اوسکو قانون مانع ہوا اسواسطے مین نے
اپنے پہونچنے کے چند ماہ بعد ایک نو آمدہ کشمیری عورت سے شادی کرلی۔ یہہ عورت
نہایت کم سن ایک بلاء ناگہانی مین پہنس کر وہان پہونچی تھی کچہہ عرصہ میری ساتھہ
رہنے سے بڑی دیندار اور خدمت گذار ہوئی اب مین دیکھتا تھا کہ رفتہ رفتہ ہر ایک
چیز کا جو ہند مین مجہہ سے چہوٹی تھی نعم البدل مجکو ملنا شروع ہوا اور جنہون نے میری
دشمنی پر کمر باندہی تھی ایک کے بعد ایک تباہ ہونے لگے یہان تک کہ میرے ہند مین والبیر

آنے کے وقت تک ہر شخص حسب مدارج خود اپنی اپنی جزاء واجب کو پہونچ چکا۔
۲۵ دسمبر ۶۶ء کو جس زمانے مین یہہ خاکسار جزیرہ پیر سو پریس پینٹ مین تہا مولوی
عبد الرحیم صاحب بھی انڈمان مین پہونچ گئے اور وہان جاکر گہاٹ منشی مقرر ہوئے اور
پہر اوسکے کچھہ عرصہ بعد ہسپتال محرر ہوگئے اور قریب نو برس کے اسطرح سے کار سرکار
کرکے پہر اونہون نے دوکان بزارہ کہولنے کا ٹکٹ لیلیا اور اوسی پیشہ دوکانداری سے
اونکی رہائی ہوگئی۔ سمندر کنارہ کی ملکون اور جہازی ملازمون اور سیاحون پر اکثر بحری
آفات بھی پڑا کرتی ہین جن سے ہند کے آدمی سراسر ناواقف ہین کالے پانی مین بھی
ہر سال بہت سے آدمی اور کشتیان سمندر کی نذر ہوتے ہین مجکو بھی اس مدت بیست سالہ
مین بارہا اون آفات کا سامنا ہوا مگر جب ہم بالکل نراس ہوکر اوسی کی مدد کی التجا
کرتے تو ڈوب کر بہی بچ جاتے منجملہ بہت سی آفات کے مین فقط تین سخت آفتون کا
ذکر کرتا ہون اوسی پر باقی کو قیاس کر لیجیئے ایکمرتبہ مین جزیرہ روس سے پیر سو پیرلیس پینٹ
نام ٹاپو کو جاتا تہا پیر سو پیرلیس پینٹ کے نزدیک پہونچکر ایسا سخت طوفان ہوا کہ کشتی
ڈوبنے مین کچھہ باقی نرہا تہا اُسوقت ایک موج نے اوس کشتی کو اوٹھا کر پُل سنگ
کے نزدیک کردیا کہ مین اور ایک دو دوسرے مسافر پہرتی کرکے پُل پر کود پڑے
ایدہر ہمارا کودنا تہا کہ ایک دوسری موج نے کشتی کو اوٹہا کر پُل پر دے مارا کشتی
پرزہ پرزہ ہوگئی اور ملاح و مسافر باقی ماندہ سخت مجروح ہوئے اسی طرح ایک روز
ابرڈین سے روس کو جاتے وقت ایک طوفانی موج نے کشتی کو پُل پر ٹپکنا چاہا
تہا کہ ہم کود کر پُل پر جا کہڑے ہوئے تب کشتی پُل سے ٹکرا کر پرزے پرزے
ہوگئی اور مسافر مجروح ہوئے اور بمدشواری ڈوبنے سے بچے۔ ایک تیسری بار ہماری
کچہری کا سارا عملہ ایک کشتی مین سوار ہوکر روس سے ابرڈین کو آتا تہا وسط راہ مین
ایک ایسا سخت طوفان آیا کہ سب لوگ نا اُمید ہوگئے اور اپنے کو مردہ سمجہہ چکے تہے

بارش اور ہوا بھی بڑے زور سے تھی نہ نزدیک کنارہ تھا نہ کوئی فریادرس تھا اندہیرا ایسا تھا کہ کنارون سے بھی ہماری اس مصیبت کو کوئی نہ دیکھہ سکتا تھا - اوسوقت کشتی کا سکان ٹوٹ گیا - پانی سے کشتی بھر گئی کوئی چارہ کار و علاج باقی نرہا تب مین نے اوس فریادرس اور دستگیر درماندگان کو پکارا میرا دعا کرنا تھا کہ غیب سے ہمارے نزدیک سے ایک بڑی کشتی جسمین سردار بگھیل سنگہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس سوار تھے ظاہر ہوئی اور ہمکو اوس حال تباہ مین دیکھہ کر جھٹ پٹ اونہون نے ہمکو اپنی کشتی مین لیلیا اور صحیح سلامت کنارہ تک پہونچا دیا -

جنوری ۱۸۶۸ء مین یہہ خاکسار جزیرہ روس سے جزیرہ بدو کو بدل آیا اور وہان اسٹیشن محرر مقرر ہوگیا ۲۰ - فروری ۱۸۶۸ء کو بمقام روس مولوی یحیی علی صاحب راہی فردوس ہوے اور گو مین اون سے بہت فاصلہ پر جزیرہ بدو مین تھا اور مجکو اونکی بیماری تک کی بھی اطلاع نہوی تھی مگر تقدیر مجکو عین اوسوقت جزیرہ روس کو لیگئی کہ جب اونکا جنازہ تیار ہوکر نماز پڑہنے کی تیاری ہو رہی تھی - ہمارے مقدمہ کے کل آدمی اونکی تجہیز تکفین مین شریک تھے - میری بیوی مولوی یحیی علی صاحب سے مرید بھی تھی اور اون سے بہت محبت کرتی تھی اوسکو اس موت کے سبب سے زیادہ صدمہ پہونچا بلکہ ۳۰ - اپریل ۱۸۶۸ء کو مولوی صاحب کی وفات سے دو ماہ بعد وہ نیک بخت بھی راہی فردوس ہوئی - اوسکا ہندسے قید ہوکر جانا گویا اسی خاتمہ بخیر کے واسطے تھا کہ تھوڑے دنون مین اوسکو نصیب ہوگیا -

اس بی بی کی وفات کے بعد مین نے سب زیور وغیرہ فروخت کرکے بقدر تین سو روپیہ کے دہلی کو اپنی بیوی کے پاس بہیجے تھے کہ انکا مال قسم جوتہ وغیرہ سے خرید کرکے میرے پاس بہیجدیوے کیونکہ اون ایام مین پورٹ بلیر مین دہلی کا مال تگنے چوگنے دام پر فروخت ہوتا تھا مگر یہہ مال راہ مین بہت ضایع ہوگیا اور دہلی سے روانہ ہونے کی تاریخ کے دو برس بعد سڑگل کر تھوڑا سا مال ۱۸۷۰ء مین میرے پاس پہونچا تھا جسمین سے فقط

وفات مولوی یحیی علی صاحب

وفات زوجہ مولف

تین سو روپیہ کا مال دہلی سے منگوانا

بارہ سو روپیہ مجکو وصول ہوئے - اور وہ بارہ سو بھی جب دوبارہ ایک دوست کے پاس کلکتہ کو واسطے منگانے اور مال کے روانہ کئے تو وہ اونکو لیکر کلکتہ سے کوچ کر گیا غرض ہمیشہ تجارت میرے واسطے منظور نظر الٰہی نہ تہا جسکو اوس تاریخ کے بعد میں نے پہر کبہی نہین کیا -

اس بیوی کی وفات کے بعد مین اوہد دو برس مجرد رہا مگر بد ڈہابو جہان اس حالت تجرید مین میرا قیام تہا عورتون سے بہرا ہوا تہا اور مین اوس ٹاپو مین افسر تہا بہت کسبی عورتون نے مجکو اپنا شکار کرنا چاہا مگر حفاظت اور حضانت غیبی میرے شامل حال رہی اللہ رب العزت نے مجکو ہلاک ہونے نہین دیا گو میرے عہدہ محرری اسٹیشن کے سبب سے رات دن مجکو اون فاحشون کے ساتہہ رہنا پڑتا اور طرح طرح کے ایسے سرکاری کام پڑتے کہ وہ اکثر میرے گہر مین بہی آتین مین نے یہہ کیفیت دیکہہ کر اپنی بیوی کو پانی پت سے بولانا چاہا مگر اوسوقت وہ راضی ہوئی اور جب ایک دفعہ اوسکی کچہہ رضا مندی بہی ہوئی تہی تو میری درخواست حاکم وقت نے نا منظور کردی اسواسطے مجبور کسی نیک بخت عورت سے وہین نکاح کرنیکی صلاح ٹہری اور اس بابت درگاہ الٰہی مین بہی التجا کی گئی کہ اس مقدمہ مین جیسے مجہے پسند ہو پردہ غیب سے اوسے ظاہر کردے اور کسی نیک بخت سے میرا سنجوگ کرا ہو - اول بعض دوستونکی صلاح سے یکے بعد دیگرے دو پنجابی مسلمان عورتون سے میرے نکاح کی بات چیت شروع ہوئی مگر باوجود رضامندی طرفین اور نہونے کسی ظاہری مانع کے اون دونو جگہون کی صلاح موقوف ہوگئی اور غیب سے وہ بات درہم برہم ہوگئی اوسوقت اوس موقوفی کے اسرار بظاہر معلوم نہوتے تھے کیونکہ وہ دونو عورتین بارک مین بند رہتی تہین اونکی چال چلن پر کوئی رائے قایم نہین ہوسکتی تہی مگر تہوڑے روز کے بعد جب وہ دوسرے آدمیون سے شادی کرکے بارک سے باہر ہوئین تو پوری فاحشہ اور بدکار نکلین اوسوقت وہ حکمت الٰہی موقوفی میری شادی کی معلوم ہوئی اور اس حفاظت غیبی پر مین شکر الٰہی بجا لایا اس مابین مین کہ مین ایک صالح اور جوان عورت کا متلاشی تہا ایک ہندو عورت قوم

برس مین ضلع الموڑہ کی رہنی والی تہی قید ہوکر وہان پہونچی اور بارک عورات مین ہماری حوالہ ہوئی مین نے اوسکو دیکہا کہ نہایت خوش چلن اور شرمناک عورت ہے مگر پہرلے سرے کی اپنے ہندو دہرم مین متعصب تہی کسی مسلمان عورت کی نزدیک کہڑا ہونا اور کپڑا چہونا تک ہرگز گوارا نہین کرتی بارک کی مسلمان عورتین اوسکے تعصب سے تنگ آگئین مین نے بر سبیل تذکرہ ایک روز اوس سے کہا کہ اگر تو مسلمان ہوجاوے تو تیرے واسطے دنیا اور آخرت مین بہلا ہوگا اور آگ دوزخ سے نجات پاویگی وہ بولی کہ اگر تم مجہہ سے شادی کرلو تو مین ابہی مسلمان ہو جاتی ہون - مین نے یہہ جواب سنکر سوچا کہ مجکو اور کیا چاہئے غالبًا یہہ میری دعا کی تاثیر تہی کہ خداوند کریم اسکو الموڑہ سے اسی غرض کی واسطے لایا تہے پہر ستائیسوین شب رمضان المبارک کو سیکڑون آدمیون کے مجمع مین بڑا بہاری عام کہانا کرکے مین نے اوسکو مسلمان کیا اور کلمہ اور ارکان اسلام کے سکہلائے ایک مسلمان عورت کو اوسکا اتالیق مقرر کردیا اوسنے اوسکو نماز وغیرہ سب سکہلا دی جب وہ خوب پکی مسلمان ہوگئی تو مین نے حاکم وقت سے اطلاع کرکے ۱۵- اپریل سنہ ۱۸۷۰ء کو اوسسے نکاح کرلیا - صدہا مسلمان اور ہندو میرے نکاح مین شریک ہوئے ہمارے مولانا احمد اللہ صاحب نے نکاح پڑہ کر دعاء برکت اور موافقت کی خوب دل سے کی نکاح کے دوسرے دن بڑی دہوم دہام کا اوسکا ولیمہ ہوا - اس بیوی نے مجہہ سے بیان کیا وہ کہ مین نے اپنے مشرف باسلام ہونے کا خواب اپنے ملک مین دیکہا تہا سو اب اوسکی تعبیر ظاہر ہوگئی اوس نے یہہ بہی بیان کیا کہ گو مین ہندو کے گہر مین پیدا ہوئی اور ایسے ملک کوہستان الموڑہ مین پرورش پائی کہ جہان مسلمان کا نام بہی نہین ہے مگر اپنی تاریخ پیدائیش سے آج تک مین نے کبہی شرک نہین کیا نہ کسی دیوتا کو پوجا یہہ بتون کی پوجا پاٹ مجکو نہایت بری معلوم ہوتی تہی بلکہ اس سبب سے میری والدہ مجہہ سے نہایت خفا رہتی اور اسیکے تدارک کی واسطے مجکو ایکمرتبہ میری مان نے

شادی دوم مؤلف

پنڈت کے پاس بھی گیگئی جس نے اپنی پوتہی دیکھہ کر یہہ کہا تہا کہ یہہ لڑکی جلد تم سے جدی ہوجاویگی اور تمہارے پاس نرہیگی۔ ہمارے مقدمہ کے سب آدمی جو اونوقت پورٹ بلیر میں تھے میری شادی اور ولیمہ مین شریک ہوئے۔ ہمارے ایک شاگرد مسٹر روپ اسٹراف اسسٹنٹ کمشنر انچارج نے بدولت اوس شادی مین نقد اور سامان ضروری سے مجکو مدد دی تھی میری یہہ وہی بیوی ہے جس سے مجکو ۹ بچے پیدا ہوئے اور پورٹ بلیر سے ہند کو میرے ساتہہ آئی اور یہہ ۱۶ سولہ سال نہایت رفاقت اور اطاعت اور عصمت سے اوسنے لبسر کردئے اللہم زد فزد۔

مین نے پورٹ بلیر مین پہونچکر چند خطوط مشعر اپنے آرام سے رہنے اور شادی کرلینے اور بطور آزاد نوکری سرکار کرنے کے حاجی محمد شفیع صاحب انبالوی کو وقتاً فوقتاً لکھے تھے اور اون لوگون کو جو دوسرے بے قصور مسلمانون کو پہنسا کر بطور نیم رہا شدہ کے ذلت کی جوتیان کہاتے پہرتے تھے حسرت دلانے کے واسطے اپنی راحت اور تائیدات الٰہی کو خوب بتفاظلی مبالغہ مین بیان کیا تہا لیکن کبہی کسی خط کا جواب میرے پاس نہین آیا مگر اس بابین یہہ معلوم ہوا کہ کسی نے اونمین سے وہ خطوط بنظر اظہار خیر خواہی سرکار کے سرکار مین پیش کردئے اور گورنمنٹ ہند تک پہونچ کر اون پر بہت بحث ہوئی اور سپرنٹنڈنٹ پورٹ بلیر سے کیفیت بھی طلب کی گئی اور قریب تہا کہ اگر فضل الٰہی میرے شامل حال نہوتا اور حکام پورٹ بلیر میرے واسطے بطور وکیل نہ جہگڑتے اور اون مہربانیون اور رعایتون کا مجہہ سے چہین لینا خلاف قاعدہ عام پورٹ بلیر کے نہوتا تو میرے واسطے ہمیشہ کو سخت مشقت کرنیکا حکم ہوجاتا اور یہہ بھی ایک شان الٰہی اور تائید غیبی تھی کہ جان لارنس صاحب سا گورنر جنرل مجہہ سے غریب قیدی سے جسکے وارنٹ مین تاحیات سخت مشقت کرنیکا حکم ہو سخت مشقت کرانا چاہتے اور وہ رب العزت ایسے جہگڑون پر بھی مجکو مشقت سے بچالیوے۔

[illegible]

ایک یہہ امر بھی تائید الٰہی سے تہا کہ جب ہم پورٹ بلیر مین پہونچے اوسوقت وہان کے
سب حاکم مدراس احاطہ کے تہی بنی دت ۱۸۵۵ء اور معتر کہ دہلیون سے کچہہ بھی واقف
نہ تہی اس سبب اونکے سینے بہت صاف اور خالی از تعصب تھے اونہون نے ہماری ساتہہ
کچہہ تعصب نہین کیا بلکہ بوجہہ ہماری خوش چلنی اور عمدہ کارگذاری کے ۱۸۶۱ء تک
سب قیدیون سے زیادہ مہربانیان اور رعایتان ہماری ساتہہ ہوتی رہین لیکن جب
اول بار ڈاکسر منسٹر صاحب نے نمک مرچ لگا کر ہماری مقدمہ کو رائی سے پہاڑ اور رسی سے
سانپ بنایا اور لکہدیا کہ دہالی اور باغی دونو کے ایک ہی معنے ہین اور پہر بنگال کے گورہ
صاحب لوگ اوس خبر سے مین آنے لگے اوسوقت تو ہم لوگ ایک نشانہ ہوگئے راہ گلی
چلتے مین ہماری طرف انشارے ہوا کرتے تھے اور بہت سے صاحب لوگ ہمیشہ اسی گہات
مین رہی کہ کوئی موقع اور قانونی حیلہ پاکر ہمکو تکلیف دیوین - لیکن جب ایسا حافظ
حقیقی کسی کی محافظت کرے تو اوسکو کون تکلیف دی سکتا ہے مین نے ہمیشہ دیکہا
کہ جب ایک صاحب درپے تکلیف دینے ہماری کا ہوا تو اوسکے مقابل دوسرا صاحب
اوس سے بھی بڑا ہماری مدد اور اعانت کو کہڑا ہوگیا -
کرنیل مین صاحب کی عہد مین ایک بڑی یورپین افسر کی تحریک سے میرے اوپر ایک
جہوٹا مقدمہ اعانت استحصال بالجبر کا دایر کیا گیا اور کرنیل مین صاحب جیسے بے تعصب
حاکم مجہہ سے ایسا برافروختہ ہوگیا کہ مجکو فوراً عدالت مین طلب کرلیا اوسوقت میری
بہت دوستون نے مجکو یہہ صلاح دی تہی کہ جان بچانے کے واسطے جہوٹہہ بولنی جائز ہے
تم اوس مقدمہ مین اپنی لاعلمی بیان کرکے اپنی جان بچالو مگر مین نے کہا کہ جو کچہہ ہو سو
ہووین تو سچ بولونگا آخر جب مقدمہ پیش ہوا سب سے اول مین بولایا گیا اور کرنیل صاحب
موصوف میرے اظہار لکہنے لگے مین نے صحیح طور پر حرف بحرف بیان کردیا کہ ہان میرے
ساہمنے مسٹر میوڈ اور مسٹر مدعا علیہ نے مسمی حمید خان جمعدار مدعی کی جائیداد چہان

[illegible]

[illegible]

جہان پانی بطور خود ضبط کرکے آپ نیلام اور فروخت کر دی اور اوسکا زر ثمن آپ کہا گیا مین بوجہہ ہونے محرر اسٹیشن کے ضرور اوسکی ہمراہ تہا - میرا استغاثہ جاری ہوتے پر مسٹر ہیوڈ سے سب روپیہ حمید خان مدعی کو دلایا گیا اور ہیوڈ مذکور جو سو روپیہ ماہوار کا نوکر تہا نوکری سے موقوف ہوکر اوسی جزایر سے بدر کیا گیا اور مین اپنی سچ کی برکت سے صاف بری ہوکر اپنے گہر کو چلا آیا - جنوری ۱۸۶۹ء مین لفٹنٹ پیراتہرو صاحب جو نہایت کرنیل اور قایمقام چیف کمشنر پورٹ بلیر کے ہین کالے پانی مین اسسٹنٹ ہوکر آئے اپریل ۱۸۶۹ء مین ہماری بقرا عید پڑی - ایک بیل مول لیکر اپنے دستور کی موافق ہمنے قربانی کرنا چاہا تہا مگر قربانی کرنیکے وقت ہندوون نے بلوہ کرکے وہ بیل ہم سے چہین لینا چاہا ہماری ساتہی بہی بہت مسلمان تہی ہم نے اونکا غیر واجبی حملہ سمجہہ کر بیل واپس نہین دیا اور قربانی کر دیا اسپر بڑا بلوہ اور شور و شر ہوا قریب تہا کہ دس بیس خون ہو جاوین مگر پولیس افسر اور سپاہیون کے جلد پہونچ جانے پر نوبت کشت و خون کی نہ پہونچی لیکن مقدمہ کچہری مین چلنے لگا گو ہندو بڑی مالدار اور صاحب اقتدار اور حکام کے منہہ چڑہے تہی مگر پیراتہرو صاحب کی کوشش اور داد سے ہم لوگ بچ گئے اس نوع قربانی کے بعد حسب عادت خود سب پورٹ بلیر کے ہندو متفق ہو گئے اور یہہ صلاح ہوئی کہ چاہے ہزارون روپیہ خرچ ہو جاوی مگر مولف کو سخت سزا کرائی جاوے - اسلئے موہن لال ایک میرے ماتحت محرر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جسطرح ہو سکے ہیچ خواہ جہوٹہہ حساب نقدی اسٹیشن مین تغیر تبدل کراکے کوئی مقدمہ غبن اور چوری روپیہ سرکاری کا مولف پر دایر کرایا جاوی چنانچہ بے اطلاع میرے بہ سازش ایک ہندو انگریزی رجسٹر کے ایک حساب نیلام مین جو میری معرفت ہوا تہا قریب سو روپیہ کی غبن میرے اوپر قایم کرکے اور فارسی اور انگریزی دونون حسابون سے وہ رقومات تصدیق کراکے بہت سے گواہ بہی تیار کرکے کو صاحب ضلع تک در پردہ اسکی رپورٹ ہو گئی مگر مجکو ابہی تک اس کارروائی کا کچہہ

علم نہ تہا۔ آخر ایک روز یک بیک میری سب کتابین جمع ہوگئین اور سوقت مجکو معلوم ہوا کہ میرے قتل کا سب ساماں تیار ہے۔ اوسکی مخبر کو اوسکی دریافت کا کورٹ ہونے والا تہا۔ خیر مین نے اس کارروائی سے مطلع ہوکر اپنے رب سے دعا کی اور اوسیر اسٹیشن سے جسکے زیر حراست میری کتابین تہین سازش کرکے مخفی طور پر ایک گہنٹہ کے واسطے اپنی کتابین واپس لیلین اور اوسی ایک گہنٹہ کے اندر وہ کل کارروائی جعلسازی کی جو مہینون مین تیار ہوئی تہی رفع دفع کرکے اپنا حساب ٹہیک ٹہیک تیار کرکے کتابین پہر اوسیر کے حوالہ کردین دوسرے دن کورٹ شروع ہوا جب حسب نشاندہی مدعیان کتابون مین میرا حساب دیکہا گیا تو سب ٹہیک سر مو تفاوت نہ تہا اور چونکہ میرا افسر وہ صاحب اوسی حاکم کے سامنے یہہ مقدمہ تہا جسنے مقدمہ قربانی سے چند روز پہلے ہمکو بری کیا تہا اوس نے فوراً کہدیا کہ یہہ مقدمہ محض دروغ اوسی مقدمہ قربانی کی عداوت سے ہے سوہنگا لال میرے ماتحت محرر کو چہہ ماہ قید سخت و میز جیل کی سزا دیکر اوس ہندو ریڈر انگریزی کو ایک درجن بیت کی سزا دی اور مجکو بری کر دیا ہندؤن کو تو میری طرف سے ایسا غصہ تہا کہ وہین کورٹ مین کہڑے کہڑے ایک دوسرا الزام مجہپر قایم کردیا تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ سوہنگا لال مذکور نے بعد پانے سزا کے ہاتہہ باندہ کر عرض کیا کہ کچہہ میری عرض ہے صاحب نے کہا کیا ہے کہو تب وہ بولا کہ حضور نے جو تختہ ہائے چوب سرخ مولف کو واسطے بنوانے بازار کے دئے تہے اوس نے اون تختون سے اپنے گہر کے دروازے اور تخت پوش و صندوق وغیرہ بنوالئے اور بازار مین نہین لگائے۔ اگر حضور اسی وقت تکلیف کرین تو ہین وہ سب چیزین مولف کی گہر سے پکڑوادون۔ جب یہہ بیان ہو رہا تہا مین سر نیچے کئے ہوئے خداوند تعالی سے دعا کرتا تہا کہ اس آفت سے بچانا تجہی تیرا ہی کام ہے کیونکہ مین جن چیزون کا اوسنے نام لیا تہا سب میری گہر مین موجود تہین اور اوسوقت اگر حاکم مجہہ سے سوال کرتا تو میرے خیال مین میرے

مولف پر دوسرا الزام چوری کتب سرکاری

نزدیک سوائے ماں کے کوئی جواب نہ تہا لیکن اوس مقلب القلوب کی قدرت کو دیکھئے
بعد غور سے سُننے اس عرض اور دعوی کے پیرا تہرو صاحب نے مونگا لال سے کہا کہ وہ
تختہ ہمنے اوسکو دیا ہے تمکو اسمین مخبری کرنیکا کیا اختیار ہے اوسی دم اوسکو عدالت سے
باہر نکلوا دیا اور مجہسے فرمایا کہ تم گہر کو جاؤ اور ہوشیار رہو -

سنہ ۱۸۶۹ء مین ایک رات کو جبکہ میرے گہر مین قریب پانسو روپیہ کی سرکاری روپیہ تنخواہ
قیدیان اسٹیشن مدد کار رکہا ہوا تہا میرے گہر کی کہڑکی توڑ کر ایک چور میرے مکان کے
اندر گہس آیا اور بتی کو جو میرے پلنگ کی نزدیک جلتی تہی بجہا دیا - ایک چہوٹا سا صندوق
روپیہ سے بہرا ہوا میری پائیتون کے پاس رکہا تہا - مین غافل سوتا تہا میرا ایک نوکر
مراد نام دوسری کوٹہری مین تہا اسوقت چور کو وہ صندوق اوٹہا لیجانے کو کوئی چیز
مانع نہ تہی - یک بیک میری آنکہہ کہل گئی مینے اندہیرا دیکہہ کر اور کچہہ آہٹ پاکر اپنے نوکر
مراد کو بولایا چور خالی ہاتہہ نامراد اوسی دم بہاگ گیا اور اوس رب العزت نے میری عزت
رکہہ لی بشرط چوری ہو جانے اوس سرکاری روپیہ کی بظاہر میری سخت خرابی در پیش تہی

ماہ مارچ سنہ ۱۸۷۰ء مین مینے مبلغ ۱۵۰ کی ایک ہنڈوی از طرف مسٹر روپ اسٹراف صاحب
بنام منشی غلام نبی صاحب خزانہ کلکتہ مرداسطے منگانے بعض ضروری سامان اپنی
شادی کے بہیجنا چاہا تہا اور وہ مال بہی ایک دوسرے سوداگر کے نام سے منگانا تجویز کیا
تہا کیونکہ مین ملازم سرکار تہا مجکو نہ ہنڈوی بہیجنے کا اختیار تہا نہ مال منگانے کا یہہ
سب کاروائی ناجائز مخفی طور پر کی گئی تہی جب مین نے خط مع ہنڈوی ڈاک مین
ڈالا تو ہنود میرے دشمنون کو بہی اس حال کی کسی ذریعہ سے خبر ہو گئی اونہون نے
کرنیل مین صاحب سے مخبری کر کے فوراً اوس خط اور ہنڈوی کو پکڑوا دیا اور تجویز
ہوئی کہ سوائے ضبطی اوس زر ہنڈوی کے مجکو سزا بہی ہوگی - جب مجکو اس گرفتاری
خط و ہنڈوی کی اطلاع ہوئی تو جناب الہی مین التجا کر کے پیرا تہرو صاحب حاکم سامان

[illegible]

[illegible]

حال بیان کیا اور وہی مقدمہ فرہالی ایں عداوت کا سبب ظاہر کیا ۔ پہر انہو صاحب نے مجہہ سے کہا کہ تم کچہہ فکر نکرو مین کرنیل مین صاحب سے ملاقات کرکے اسکا حال دریافت کرونگا غرض پہر انہو صاحب کرنیل صاحب موصوف کے بنگلے پر گئے اور اون سے ملاقات کرکے میری نیڈومی اور خط دونو واپس لے آئیے اور مجکو لاکر دیدیا اور فرمایا کہ ہندو تمہاری دشمن ہین تم ہوشیاری سے کام کرو ۔

اگست ۱۸۷۰ء مین مولف پہر کچہری صاحب چیف کمشنر بہادر مین صدر مقام جزیرہ رَوس کو تبدیل ہوگیا ۔ مئی ۱۸۷۱ء مین جب مین جزیرہ رَوس مین تہا مولوی محمد حسن صاحب ہم لوگون کی ملاقات کو پٹنہ سے پورٹ بلیر کو آئی تھے اور ایک مہینے تک رہکر پہر اپنے ملک کو واپس تشریف لیگئے ۔ ایکدن جب مولوی محمد حسن صاحب بڑی شوق و ذوق سے کشتی مین سوار ہوکر جزیرہ رَوس سے جزیرہ وائپر کو مولوی احمد اللہ صاحب کی ملاقات کے واسطے جاتے تھے راستے مین وہ کشتی سخت طوفان مین پڑی اور قریب تھی کہ ڈوب جاوی اوسوقت ماپنے ڈوبنے سے زیادہ مولوی محمد حسن صاحب کو یہہ افسوس تہا کہ مولوی احمد اللہ صاحب کی زیارت بہی نصیب نہوئی لیکن یہہ فقط آزمایش الٰہی تھی پہر وہ طوفان رفع ہوگیا اور مولوی صاحب موصوف بخیریت تمام وائپر پہونچ گئے اور مولوی احمد اللہ صاحب سے ملاقی ہوئے ۔ ہماری گرفتاری کے بعد انگریزون نے مولوی محمد حسن کو بہت بار پہنسا کر کالے پانی بہیجنا چاہا تہا مگر فضل الٰہی اور حکمت ربانی سے وہ محفوظ رہے مگر اللہ رب العزت نے اسطرح پہر اونکو بہی کالے پانی تک پہونچاکر اور بعض مصائب بحری مین ڈالکر کالے پانی والون کے اجر مین شریک کردیا ۔ مارچ ۱۸۷۱ء مین کرنیل مین صاحب پنشن پاکر ولایت کو گئے اور اکتوبر ۱۸۷۱ء مین جنرل اسٹوارٹ صاحب جو آخر مین جنگی لاٹ ہند کے ہوگئے تہے چیف کمشنر ہوکر انڈمان کو تشریف لائے ۔ اسی صاحب کی عہد مین حسب اتفاق لارڈ میو

مولف کا پورٹ بلیر کی چیف کمشنری کے دفتر میں تبدیل ہونا

مولوی محمد حسن صاحب کا مولوی احمد اللہ صاحب کی ملاقات کے واسطے جزیرہ وائپر کو جانا

مہر ۔۔۔

[حالات قتل لارڈ میو صاحب بہادر]

صاحب بہادر کی پورٹ بلیر مین بہنڈارہ کا کہانا قیدیون کے لئے مقرر ہوا اور لارڈ میو صاحب کا بنایا ہوا وہ قانون بھی جاری ہوا جس سے پورٹ بلیر کی قید ہند اور ولایت کی جیلخانون سے بھی زیادہ سخت ہوگئی ـ ۸ ـ فروری ۱۸۷۲ء کو لارڈ میو صاحب کا قتل بھی اس سپرنٹنڈنٹ کے عہد مین ہوا جسکو بطور مختصر ہدیہ ناظرین کرتا ہون ؛

لارڈ میو صاحب بہادر ۸ ـ فروری ۱۸۷۲ء کو سات بجے کے بعد سوچار اگنبوٹون کی جزیرہ انڈمان مین رونق افروز ہوئے صدہا صاحب لوگ اور میم واسطے سیر جزائر ہذا کی لارڈ صاحب کی ساتھہ تھی آٹھہ بجے کے بعد گورنر صاحب معہ چند ہمراہیان خود جہاز سے اوتر کر جزیرہ روس مین جو صدر مقام پورٹ بلیر کا ہے تشریف افروز ہوئی اوترنے کے وقت ۲۱ ضرب توپ کی سلامی ہوئی اوسوقت ہزارون مرد عورت آزاد قیدی اس نظارے کی واسطے گہاٹ جزیرہ روس پر حاضر تھے لارڈ صاحب بہادر ٹاپو مین اترنے کی ساتھہ ہی بازار روس ایلنڈ کی طرف متوجہ ہوئی اور اسکول و بازار و ہسپتال و بارک ہائے قیدیان و بارک ہائے جنگی پلٹن کا ملاحظہ کرکے چیف کمشنر صاحب انڈمان کے بنگلہ پر تشریف لیگئے اور وہان ٹیفن تناول فرمایا اور تہوڑا آرام کرکے گورہ بارک کا ملاحظہ کیا اور پہر اپنے اگنبوٹ کو دیکھتے ہوئے وائپر ایلنڈ کو جہان بدمعاش قیدی جیل مین رہتے ہین تشریف افزا ہوئے اور بعد ملاحظہ وائپر کے چاتہم کو واپس آئے چاتہم سے مونٹ ہریٹ کو تشریف لیگئے ـ پراوٹ سکرٹری اور چیف کمشنر صاحب نے بوجہ شام اور غیر وقت ہوجانے کے اوسدن مونٹ ہریٹ کو جانے سے بہت اصرار سے منع کیا لیکن لارڈ صاحب نے نہ مانا اور چاتہم سے سوار ہوکر ہوپٹون مین جو زیر پایہ کوہ مونٹ ہریٹ کی آبادی ہے پہونچے اور وہان سے سواری یابو پہاڑ پر گئے ـ اب وقت غروب آفتاب کا آگیا تہا لارڈ صاحب نے وہان بیٹھہ کر سمندر مین غروب آفتاب کا تماشا دیکھا اور فرمایا کہ ایسا خوبصورت نظارہ مین نے اپنی ساری عمر مین کبھی نہین دیکھا جب اندھیرا ہوگیا تو مشعلون کی روشنی مین نیچے اوترے اوسوقت ایک مسلح جماعہ پولیس لارڈ صاحب

کے چارون طرف تھی اور چیف کمشنر صاحب اور پرائیوٹ سکرٹری لارڈ صاحب کی دہنے بائین
بدن سے بدن ملائے ہوئے چلتے تھی اور دوسرے افسر اونکے پیچھے پیچھے تھے جب گہاٹ پر ایک گاڑی
کے نزدیک جو وہان اوسدن کہڑی تھی پہونچے چیف کمشنر صاحب لارڈ صاحب سے اجازت
لیکر کسی ضرورت کیواسطے پیچھے کو پلٹ گئے اور لارڈ صاحب معہ پرائیوٹ سکرٹری آہستہ آہستہ
چلے جاتے تھے اوسوقت اوس گاڑی کی آڑ مین سے ایک آدمی نے مثل شیر کی کود کر لارڈ
صاحب کو دو زخم کاری ایک چہری سے ایسے لگائے کہ وہ لڑکہڑا کر سمندر مین جا پڑے
اوس گڑبڑ مین مشعلین بہی سب گل ہوگئین ایک دوسرے قیدی نے جرات کرکے
قاتل کو پکڑ لیا ورنہ وہ اور دو چار کو مارتا - لارڈ صاحب کو سمندر سے نکالا اور اوسی گاڑی
پر ڈال دیا وہ تو ایک دو بات کرکے راہی ملک بقا ہوئے - جب قاتل سے پوچہا کہ تمنے یہہ کام کسواسطے
کیا اوسنے کہا کہ مین نے خدا کے حکم سے کیا ہے پہر پوچہا کہ تمہارا کوئی شریک ہی تو جواب دیا کہ
خدا میرا شریک ہی - بعد تحقیقات ضابطہ بمنظوری ہائی کورٹ بنگال کے قاتل کو پہانسی
کا حکم ہوا - یہہ قاتل شیر علی نام ضلع پشاور کا ایک پہاڑی افغان تہا اوس نے کہا کہ
سنہ ۶۹ سے میرا ارادہ تہا کہ کسی بڑے افسر انگریز کو مارونگا اسی واسطے چند سال سے مین نے
چہرا تیار کرکے رکہا تہا جب ۸- فروری کو لارڈ صاحب آئے اور اونکی سلامی ہوئی تو مین نے
دوبارہ اس چہری کو تیز کیا مین تمام دن اس تاک مین رہا کہ مین کسی طرح اوس ٹاپو مین
پہونچون جہان لارڈ صاحب پہرتے ہوئی مجکو ملین مگر مجکو وہان جانے کی رخصت نملی القصہ
شام کے وقت جب مین مایوس ہوگیا تہا لارڈ صاحب کو میرے گہر لے آئے مین پہاڑ پر بہی
لارڈ صاحب کی ساتہہ گیا تہا اور ساتہہ ہی واپس آیا مگر جانے اور آنے مین اور پہاڑ کے
اوپر کہین مجکو ایسا موقع نہین ملا تب مین اس گاڑی کی آڑ مین آنکر چہپ رہا یہان
سے میری مراد دلی پوری ہوگئی - یہہ شخص گو ضعیف الجثہ اور پست قد بدرو آدمی تہا
مگر بڑا اشہ زور اور دلیر تہا پہانسی پڑنے کے وقت تک وہ کچہہ ہراسان نہین ہوا پہانسی

کے اوپر چڑہ کر اوس نے بہ آواز بلند قیدیون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بہائیو مین نے
تمہارے دشمن کو مار ڈالا اور تم گواہ رہو کہ مین مسلمان ہون اور یہہ کلمہ پڑہنے لگا اور کلمہ
پڑہتے پڑہتے ہی اوسکی جان جسم سے پرواز کر گئی اور اپنے اعمال کی سزا کو پہونچا۔
یہہ وقوعہ قتل لارڈ صاحب کا ایک ایسے ادنی قیدی کے ہاتہہ سے ہونا ایک نمونہ قدرت
الٰہی کا تہا ورنہ کہان گنگو تیلی اور کہان راجہ بہوج۔ جب موت آئی تو وہ صدہا فدا
اچون والے اور وہ انگنت مسلح پولیس والے اور وہ بندوبست اور خبرداریان کچھہ کام
نہ آئین وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے کسی کو اوسکی قدرت مین دخل نہین۔ اس سے ایک مہینہ
پہلے ایک دوسری پیشاوری افغان نے چیف جسٹس نارمن صاحب کو اسی طرح کلکتہ مین
کچہری سے مار ڈالا تہا۔ اب چاہیئے تہا کہ بعد ایسے واقعات وحشت اور عبرت انگیز کے انگریز
پٹہانون کے دشمن ہو جاتے تو مین نے دیکہا کہ پہلے سے دو چند پٹہانون کی خاطر داری
صاحب لوگ کرنے لگے مگر بجائے افغانون کی بدنصیب وہابیون کے اور زیادہ دشمن ہو گئے
تو مین نے سمجہا کہ مار نے والے سے سرکوئی ڈرتا ہی اور غریب پر یہہ کوئی شیر ہو جاتا ہی۔ اس سے
زیادہ تعجب ہمکو اوسوقت ہوا کہ جب بعد اس وقوعہ قتل لارڈ صاحب کی لمبٹ صاحب کمشنر
پولیس کلکتہ اور لالہ الیشری پرشاد ہمارے پورانے دوست جو پہلے ہم غریبون پر گپ سنگ
لگا کر ہمارے جن سے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے تہے اور چند دوسرے نامی نامی افسر پولیس منہ بہ
بشرہ اوٹہا کر پورٹ بلیر مین پہونچے کہ ہم اسمقدمہ مین وہابیون کو ضرور پہنسا دیوین گے مگر
فضل الٰہی سے اوسوقت پورٹ بلیر مین جنرل اسٹوارٹ صاحب اور میراتہر صاحب وغیرہ
ایسے ہوشیار اور بیدار مغز افسر اور ہماری حالات اور چلن اور اس قتل کی کیفیت اور قاتل
کے حال سے بخوبی واقف موجود تہی۔ اس سبب سے اس مرتبہ الیشری پرشاد کا تکا خالی
گیا ورنہ اوس نے تو پورٹ بلیر مین پہونچتے ہی مثل سابق جہوٹے گواہ بنانے شروع
کر دی تہے۔ مگر جنرل اسٹوارٹ صاحب نے کہا کہ ہم ان وہابیون سے بخوبی واقف ہین

اور ایسی ناجائز کارروائی ہم اپنے علاقہ مین ہونے دیوین گے اس سبب سے اوس رب العزت نے اس ناگہانی آفت سے ہمکو محفوظ رکہا اور جو اصل مجرم تہا سزا پا گیا۔

مصنف کا انگریزی سیکہنا

پورٹ بلیر مین پہونچکر بھی تا وقوعہ قتل لارڈ میو صاحب مین انگریزی زبان سے واقف نہ تہا او نہیں ایام مین رام سروپ نام ایک انگریزی خوان کی ترغیب سے ایکبرس کی محنت مین مجکو انگریزی بولنے اور لکہنے پڑہنے مین خوب مہارت ہوگئی چونکہ مین صاحب لوگون کو اپنی فرصت کے اوقات مین فارسی اردو ناگری وغیرہ زبانین سکہلایا کرتا تہا اونکی ساتہہ رات دن بات چیت رہتی اور اونکی سبقون کو انگریزی مین ترجمہ کرکے سمجہانے اور اونکے تحریری ترجمون کو صحیح کرنیکے سبب سے روز بروز میری استعداد انگریزی بڑہ چلی اور وہان اوسوقت تک بوجہہ قلت کاتبون کی ملازمان سرکاری کو عرایض و اپیل نویسی کی بھی ممانعت نہتھی پہر مین نے عرضی و اپیل بھی انگریزی زبان مین لکہنے شروع کر دئے جسمین سوا ے ترقی استعداد علمی کے ہزارون روپیہ کا فایدہ بھی مجکو ہوا یعنی دو پیشے یعنے معلمی صاحبان اور عرایض نویسی تھی جسمین مجکو سو روپیہ ماہوار سے کم نہ ملتا تہا اور چونکہ میرے سوائے وہان کوئی مسلمان انگریزی خوان نہ تہا۔ مین نے بڑے بڑے اہم مقدمات اہل اسلام مین اونکو ہمیشہ بڑی بڑی مدد دی اور بڑی بڑی آفتین اور الزام مسلمانون پر سے ٹلوا دیئے اس علم کے ذریعہ سے مین نے لوگون کو بہت نفع پہونچایا جسکو مدت تک وہان کے لوگ بہول نجاوین گے اور جن لوگون کی پہانسیان میری انگریزی دانی سے متوقف ہوئین اور جان بچ گئی وہ تو تازیست اس احسان کو فراموش نکرینگے اور یہہ بات بھی ایک بڑی تعجب کی ہے کہ جسدن میری رہائی کا حکم پہونچکر مشتہر ہوا اوسی دن ملازمان سرکاری کو عرضیون کا لکہنا بھی قطعی منع ہوگیا کہ وہ خاص اجازت نفع ملازمان سرکاری کی فضل الہی سے مثل دوسری نعماء ربی کے میری ہی ذات کے واسطے تھی اب اگر کوئی ملازم سرکار ہو کے عرضی لکہدیوے تو اوسی دن اپنے عہدے سے برخاست ہوجاوے میرے

انگریزی سیکہہ

[منافع زبان انگریزی]

انگریزی سیکھہ کر بڑے بڑے کتب خانوں کی سیر کی اور ہر علم اور ہنر کی صدہا کتابین
دیکھین دنیا کی کوئی زبان ایسی ہوگی جسکی صرف و نحو انگریزون نے نہ لکھی ہو اور کوئی ملک
ایسا ہوگا جسکی تواریخ بہنایت شرح اور بسط کی ساتھہ انگریزی زبان مین ہنو انگریزی زبان
علم اور فنون کا گہر ہے جو انگریزی نہین جانتا وہ بلا شبہہ دنیا کے حالات سے بخوبی ماہر نہین ہے
اور بے انگریزی سیکہے پکا دنیا دار و طرار نہین ہو سکتا اور نہ سیوائے اس زبان کی آج کل
کوئی عمدہ آلہ زندگی نے کا ہے مگر جسقدر یہہ زبان دنیوی فواید سے بہری ہوئی ہے اس سے
زیادہ دین کے واسطے مضر بلکہ سم قاتل ہی کوئی جوان لڑکا جیسے پہلے قرآن اور حدیث
اور سلوک راہ نبوت مین خوب مہارت اور مشق نکر لی ہو اگر اس زبان کو سیکھہ کر میری
طرح ہر قسم اور ہر علم کی کتابین مطالعہ کیا کرے گا ضرور بڑے سر لیکا بے حد آزاد بد دین بے

[مضرات انگریزی از روئے دین]

ادب ملحد بلکہ شرابی اور زانی ہوجاویگا اور ایسا بے دین اور ملحد ہوگا کہ جسکا سنوارنا محال
کیا بلکہ غیر ممکن ہے مگر فقط تہوڑی سی زبان انگریزی کا سیکہنا اتنا مضر ہوگا۔ اب باوجود
میری اس دینداری کی پہلے میرا ہی حال سُن لیجیئے کہ اس علم کی بدولت مجہپر کیا کیا اثر
ہوئے۔ جو میری ساتھہ پورٹ بلیر مین گذرے ہین اور یہہ بات مخفی نہو گی کہ اسی علم کی بدولت
میری نماز تہجد جسکا مین بچپن سے عادی تہا ایکقلم چہوٹ گئی تھی رات کو حسب عادت
خود مین جاگ پڑتا تہا مگر دو بجے شب سے فجر تک چارپائی پر بیٹہا رہتا ہرگز ہمت ہنوتی
کہ اوٹہہ کر وضو کرون یا نماز پڑہون۔ نہ جمعہ مین نہ جماعت مین شامل ہوتا نہ قرآن حدیث
پڑہنے اور سننے کو راغب ہوتا ہر وقت انگریزی کتاب دیکھنے کو دل چاہتا کوئی گہڑی
انگریزی کتاب پڑہنے سے خالی نہ رہتا۔ رمضان بہر مین چاہتا رہتا کہ تلاوت قرآن کی کرون
اور قرآن مجید کہول کر پڑہنے کو بھی بیٹہتا مگر پڑہ نسکتا زبان پر قفل ہو جاتا تہا جو دعا مین
ہاتہہ اوٹہا کر گہنٹون تک مانگا کرتا تہا اب اس خواب خرگوش مین یہہ حالت ہو گئی تھی
کہ ہاتہہ اوٹہا کر چار کلمے بھی زبان سے ادا نہوتے تھے ہاتہہ خود بخود نیچے گر جاتے تھے

ان ایام مین فقط عرض نماز پنجگانہ مین پڑہا کرتا تہا اور اوسکا ادا کرنا بھی پہاڑ سے زیادہ
سخت تہا قریب تہا کہ مین نماز روزہ کو بھی جواب دیدون اور اوسکے چہوڑ دینے اور عبث
ہونیکی دلایل بھی شیطان مجھکو تعلیم کیا کرتا تہا۔ قران مجید بقدر تین پارہ کے مجھکو حفظ یاد
تہا اوسمین سے فقط آخیر کی چار یا پانچ سورتین یاد رہگئی تہین اور باقی سب بہول گیا تہا۔
صدہا حدیثین بھی مجھے حفظ یاد تہین وہ بھی گویا دل سے کسی نے دہو ڈالین تہین روز
بروز الٹی بری عقاید اور زشت اعمال سے دل پر زنگ جمتا چلا جاتا تہا اوریہان
تک میرا دل بد گی اور مریض ہوگیا تہا کہ اوسپر نزع کی حالت تھی اور اوسپر یہی خوبی
یہہ کہ اوس حالت مین بھی شیطان ایسی ایسی وجوہات میرے دلپر نقش کیا کرتا تہا کہ مین
اپنی اوس حالت کو بھی سب سے بہتر جانتا اور سمجھتا تہا کہ فقط اقرار کلمہ لا الہ الا اللہ
جنت مین جانے کو بس ہی یہہ تکالیف شرعی سب بے فایدہ ہین اور یہہ بھی مجھکو یاد ہے
کہ مجھے کہا ہے انکار حق تعالی جو شیطان کا اصل مطلب تھی وہ بھی مجھکو القا کیا کرتا تہا
اور جب کبھی مین ملحد اور دہریون کی دلایل کو دیکھتا تو خواہ نخواہ دل اونکو قبول کرتا تہا
غرض مجھمین اور کفر مین فقط چند انگشت کا فرق باقی تہا قریب تہا کہ مین اوسمین
گرجاؤن اور یہہ کیفیت کوئی ایک دو دن نہین رہی چہہ سات برس رہی مگر بوجہہ
اجتباے ازلی یا کسی نیک اعمال سابقہ کے مین بعض اوقات اپنے کو ہلک اور
گمراہ سمجھکر یہہ دعا بھی اردو زبان مین مانگا کرتا تہا کہ اے آنکھیہ والے مجھہ اندھی کا ہاتھ
پکڑ۔ آخر عنایت الہی اور تربیت غیبی نے پہر جوش مارا کہ دسمبر ۱۸۸۰ء مین یہہ خاکسار
یکبیک بعارضہ ایک سخت دنبل کے جو میری جانگھہ پر نکلا تہا بیمار شدید ہوا کہانا پینا
سب چہوٹ گیا ڈیڑہ مہینے تک اوس سے سیرون پیپ جاری رہی پانچ ہفتہ تک
ہسپتال مین پڑا رہا۔ مرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہ تہا۔ دوست آشنا سب
مایوس ہوگئے تہے۔ اوس حالت مرض مین یہہ خاکسار بہت گڑگڑایا اور اپنے گذشتہ

حالت سے منفعل ہوکر پورا پورا تائب ہوا اور عہد کیا کہ اس مرض سے شفا پانے بھی نماز
تہجد بھی پہر شروع کردونگا اور قران و حدیث کا مطالعہ کیا کرونگا مجکو اوسی وقت
آثار قبولیت دعا کے معلوم ہوگئے اور اوسی گہڑی سے دل کی حالت پلٹ گئی اثار رحمت
اور تربیت الہی کی ظاہر معلوم ہونے لگے۔ بہولا ہوا قران و حدیث اور ادعیات ماثورہ
آپ سے آپ یاد ہونے لگ گئیں نماز اور دعاءین لذت اور حلاوت پانے لگا تب مین
سمجہا کہ یہہ بیماری محض میری اصلاح اور تربیت کے واسطے ہی تہی۔ ہسپتال سے واپس
آن کر مین نے پہر از سر نو حدیث اور تفسیر پڑہنا شروع کردیا اور تہوڑی ہی عرصہ مین میری
حالت پہلے سے بھی اچھی ہوگئی پہر مین نے خیال کرکے دیکھا کہ جب قران و حدیث کے
پڑہنے سے طبیعت گہبراتی تہی اور زبان پر ثقل ہوجاتا تہا اور ایک دو آیت پڑہنا بہی محال
اور دشوار تہا وہ اب مین دن بہر بیٹہہ کر پڑہتا ہون اور اوسکے پڑہنے سے طبیعت کو سرور
اور دل کو لذت ہوتی ہے اور وہ دعا جسکے واسطے ہاتہہ اوٹہانا محال تہا اب گہنٹون مانگنے
سے بہی طبیعت سیر نہین ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور طاعت کی توفیق دینا بہہ
بھی مالک اوسکا فضل ہے جسکو چاہے دیوے اور جسکو چاہے ندیوے۔

جو آگ گرفتاری وہابیان ۱۸۶۳ء مین پٹنہ مین روشن ہوئی تہی اوسکو روز
بروز ترقی ہوتی گئی خود ہماری مسلمان اور ہندو بہائی بجائے بجہانے کے اوسمین اور تیل
اور تارپین ڈالکر زیادہ بڑہکاتے گئے آخر کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے تو ہزاروں من لائیٹ روڈ
اور کرشن آیل اوسمین ڈالدیا اور ہماری سرکار کو یہان تک بہڑکایا کہ صادق پور پٹنہ
کے وہ مکانات کہ جنمین قافلہ کے لوگ ٹہرا کرتے تہے مع مکانات سکنی ان قرضی باغیون
کے کہود ڈالکر پہکوا دیئے مگر اسپر بھی سرکار کا دل ٹہنڈا نہوا ۱۸۷۲ء کے آخر تک پٹنہ
اور بنگال مین سلسلہ گرفتاری بیگناہون کو جاری رکہا بیچارہ امیر خان سوداگر چرم
اور مولوی تبارک علی وغیرہ بہت سے آدمی پٹنہ مین پکڑے گئے مولوی امیر الدین صاحب کو

مالدہ مین جاپکڑا ایک بوڑھی اور ضعیف شخص ابراہیم منڈل کو اسلام پور مین اور اپنے ممنون اور پورانے گواہون سے جو چاہا گواہی دلوا کر بیچارون کو کالے پانی کو روانہ کیا اور امیر خان کی چند کروڑ کی جائیداد سے اپنا کل خرچہ پورا کر لیا اگرچہ اس امیر خان کو باوجود ذالیم الحبس کے چار برس بعد گورنمنٹ نے احسان رکھہ کے چھوڑ دیا مگر چار برس پہلے اگر الزام سے بری ہو کر چھوٹ جاتا تو اپنی کروڑون کی جائیداد منضبطہ بھی سرکار سے واپس لے لیتا۔ مارچ سنہ ۱۸۶۲ء مین مولوی تبارک علی صاحب اور مولوی امیرالدین صاحب بھی ہمارے پاس کالے پانی مین پہونچے مگر بوجہہ اجرائی قانون جدید سختی کے بیچارون کو مدت تک سخت مشقت کرنی پڑی لیکن بفضل الٰہی کچھہ عرصہ بعد مولوی تبارک علی صاحب اسٹنٹ محرر اور مولوی امیرالدین صاحب معلم مدرسہ مقرر ہو گئے اور فقط دس برس کاٹنے کے بعد بتوجہ و فیض بخشی لارڈ رین صاحب بہادر ہماری ساتہہ ہی رہا ہو کر اپنے اپنے گہر کو واپس آگئے اور وہ اونکی سختی قید کی ایام قید مین مجرا ہو کر ہماری برابر ہو گئے۔

[تبارک علی و مولوی امیرالدین کا کالے پانی پہونچنا]

جب دس برس تک بھی یہہ سلسلہ دار و گیر بند ہوا تو مین اپنے بداعمال کو یاد کر کے بہت کوڑھا کرتا تہا کہ یہہ آگ تیری گہر سے نکلی اور تیری بداعمالیون کے سبب سے دس برس سے تمام ہند مین ہزارہا علماء و شرفا گرفتار پنجۂ مصیبت ہین اگر تجہہ سا منحوس بدبخت نہ پیدا ہوا ہوتا یا بچپن ہی مین مرجاتا تو یہہ آفت اور مصیبت مسلمانون پر نہ پڑتی ؎

چو از قومے یکے بے دانشی کرد ٭ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را۔

مارچ سنہ ۱۸۶۲ء مین اوسی جہاز مین جسمین مولوی تبارک علی اور مولوی امیرالدین صاحب آئے تہے میان عبدالغفار کی بی بی اور اونکے دو لڑکے بھی بحکم سرکار کالے پانی مین پہونچے میان عبدالغفار نے بذریعہ چیف کمشنر پورٹ بلیر کے سرکار سے درخواست کی تہی کہ میری بیوی اور بچے ہند سے بولا دئیے جاوین۔ صد آفرین بنگال گورنمنٹ پر کہ اوس نے اپنے خرچ سے ایسے باغی کے جورو اور بچون کو کالے پانی مین پہونچوا دیا اگر متعصبن

کوانہم تم

کو یہہ خبر ہو جاتی تو وہ اپنی علم سے معلوم نہین کالے دالے کہا لیتے سرکار کا یہہ غصہ اور وہابیون کو ڈہائی ادہر دس برس تک دریا برد کرلنے رہنے سے یہہ غرض تہی کہ وہابیون کا قلع قمع ہندستی کیا جاوی اونکا بیج ناس ہو جاوے سومین کالے پانی سے والپس آنکر اسکے برعکس دیکہا میری موجودگی ہند کے وقت شاید پنجاب بہر مین دس وہابی عقیدے کی مسلمان بہی موجود نہ تہی اب دیکہتا ہون کہ کوئی گانو اور شہر ایسا نہین ہی کہ جہان کے مسلمانون مین کم سی کم چہارم حصہ وہابی نہون یوماً فیوماً یہہ فرقہ ایسا بڑہ رہا ہے جیسے ایک وقت پر السٹنٹ یک بیک تمام یورپ مین بڑہ گئے تہے اور کوئی عذاب اور شکنجہ کشی اور سولی اور پہانسی وجلاوطنی اور آگ مین زندون کو جلا دینا اونکی ترقی کو مانع ہوا تہا بلکہ تجربون سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی فرقے کی ترقی کو مانع ہونا اور اوسمین تشدد کرنا سب سے زیادہ قوی سبب اوسکی ترقی وجاہ جلال کا ہوتا ہے دور کیون جاؤ تہوڑے دن کی بات ہی کہ جب سکہون کا فرقہ نکلا اور اوسکی ترقی شروع ہوئی مغلون نے کس قدر اوسکے نیست نابود کرنیکے علاج کیئے مگر خدا کے بڑہائے ہوئی کو کون روک سکتا ہے آخر وہی سکہہ ہین جنہون لے پشاور سے دہلی تک مغلون کی سلطنت چہین لی اور سنو برس تک بڑے جلال اور اقبال سے راج کیا ادہر دکہن مین مرہٹون کا یہی حال سمجہو جتنا روکا وتنا ہی بڑہتے گئی خداوند تعالی کی حکمت بالغہ مین دست اندازی کرنا اپنے کو ہلاک کرنیکا سامان ہے

۱۲ اپریل ۱۸۷۰ع کو میری بڑی لڑکی خیر النساء پیدا ہوئی اسکے عقیقے کا کہانا بہی بڑی دہوم دہام سے ہوا تہا اور مولوی تبارک علی صاحب اور مولوی امیر الدین صاحب جنکو وہان پہونچ کر فقط پندرہ دن ہوئی تہے اس عقیقہ مین شامل تہی اسکے بعد میری دوسری لڑکی احمدی خانم پیدا ہوی ماری محبت کی اسکا نام مین نے اپنی ہندوستان کی لڑکی کے نام پر رکہا تہا اسکے عقیقے کا کہانا بہی ویسا ہی دہوم

دکھام سے ہوا اسکے بعد پہر تیسرا بچہ محمد صادق ۲۶ نومبر ۱۸۶۵ء کو پیدا ہوا اسکا نام بہی مینے
اپنے ہندوستانی لڑکے کے نام پر رکہا تہا۔ اس لڑکے کی پیدایش کے وقت ایک عجیب
اسرار الٰہی جو غالباً میری تسلی کے واسطے تہا ظاہر ہوا جسدن یہہ لڑکا کالے پانی مین
پیدا ہوا اوسی دن بلکہ اوسی وقت میرا بڑا لڑکا محمد صادق پانی پت مین فوت ہوگیا۔
جب اوسکی وفات کی خبر مجکو پہونچی مین نے اوسکا نعم البدل اوسکے ہمنام اپنے پاس
دیکہہ کر صبر شکر کیا اور اوسکی والدہ کو بھی اوسکا نعم البدل اور ہمنام ملجانے کی خبر لکہہ
بہیجی مگر شان الٰہی کہ ڈیڑہ برس کا ہوکر یہہ محمد صادق ثانی بہی ۱۰۔ جون ۱۸۶۷ء کو مرگیا
مگر اوسکے بعد تین لڑکی اور دو لڑکے اور مجکو عنایت ہوئے جو اسوقت تک بفضل الٰہی زندہ
اور میری ساتہہ ہین۔
جب مین نے انگریزی سیکہی تو ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب اَوَر انڈین مسلمان کے دیکہنے کا
بڑا شوق ہوا بمشکل تمام عہ روپیہ قیمت کو کلکتہ سے ایک جلد طبع دویم کی مین نے منگوائی
اور اوسکا مطالعہ کیا تو ایک مقام پر دیکہا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بڑی لمبی چوڑی
تمہید اور لوتوا باندہ کر لکہا ہے کہ اگر بنظر تراحم خسروانہ سرکار کبہی ان وہابیون کو
کالے پانی سے رہائی بہی دیوے تو یہہ لوگ اپنی رہائی کو منجانب اللہ سمجہہ کر ہند کو
واپس آنے کے بعد اور زیادہ موجب تخریب و بربادی سلطنت انگریزی کے ہونگے پہلے
ہی سے سرکار کا غصہ دیکہہ کر ہم رہائی سے ہاتہہ دہو بیٹہے تھے یہہ مضمون زہر آمیز
دیکہہ کر رہی سہی امید بہی جاتی رہی اور اسکے بعد جب گورنمنٹ ہند نے قواعد رہائی
قیدیان دایم الحبس بعد انقضائے بیس برس تاریخ قید سے جاری کئے تو اوسمین
بہی ہمارا مقدمہ رہائی سے مستثنیٰ ہوگیا تہا۔ اور ان سب سے بڑہ کر نا امیدی اسوقت
ہوئی تہی کہ جب ۱۸۸۱ء مین خود ڈاکٹر ہنٹر صاحب مولف کتاب مذکور گورنر جنرل ہند
کے مصاحب مقرر ہوگئے۔ تب ہم نے جانا کہ جسکی کتاب کو ایک دفعہ مطالعہ کرکے بڑے

سے ہمرا دانا انگریز ساری عمر کے واسطے ہمارا دشمن جانی ہو جاتا ہے تو اونکی موجودگی محکمہ گورنری مین رہائی کیا معلوم ہمپر اور کیا آفت لا دیوے گی ۔ ان با ابتدہ میرے ۱۸۸۱ء سے یہہ بات غیب سے دلمین ملہم ہوئی تھی کہ ہم جلد رہا ہوکر ہند کو جانیوالے ہین مین نے مولوی انوار الاسلام اور حافظ سعد اکبر پانی پتی کو خطوط بہی لکہدیئے تہے کہ مین جلد ہند کو آیا چاہتا ہون ۔ ایک دوسری بات مطالعہ کتاب مذکور سے اور معلوم ہوئی تھی کہ مولف موصوف نے صفحہ ۲۱۵ کتاب مذکور مین لکہا ہے کہ "ان ایام مین جو بمقام شملہ مین یہہ کتاب لکہہ رہا ہون محمد شفیع بمقام پٹنہ اپنے مذہبی بہائیون پر سرکار کا گواہ ہوکر اونکو قید کرا رہا ہے اور یہہ وہ محمد شفیع ہے کہ جسکو ۱۸۶۴ء مین عدالت انبالہ سے پہانسی دینے کا حکم ہوا تہا اگر اوسوقت اوسکو پہانسی پڑجاتی تو آج ہزارون مسلمان اوسکو شہید مرد سمجہہ کر اوسکی قبر کو پوجتے اور دور دور سے زیارت کو آتے مگر آج وہی شہید مرد سرکاری گواہ ہوکر اپنے دینی اور ہم عقیدہ بہائیون کو بڑی کوشش سے پہنسا رہا ہے" فقط یہہ لکہنا ڈاکٹر صاحب کا کچہہ محمد شفیع ہی پر نہین بلکہ کل مسلمانون پر از راہ طعن کے ہے سو یہہ طعن سوائے محمد شفیع کے دوسرے مسلمانون پر یا مذہب اسلام پر قایم نہین ہوسکتا منجملہ کل مسلمانون کے ایک مین ہی ہون مجکو گواہ کیون نہ بنا لیا پارسن صاحب نے دسمبر ۱۸۶۳ء مین میرے گواہ بنانے کو کوئی کوشش اوٹہا نرکہی تھی مگر مین اونکو بچون کا کہیل سمجہتا تہا اور اسوقت تک بہی میرا یہہ حوصلہ ہے کہ مسلمان تو درکنار مین اپنی جان دیدینے کو اس سے لاکہہ درجہ بہتر جانتا ہون کہ کسی ہندو یا کرسٹان کو پہنسا کر اپنی جان بچالون ۔ اسبات مین ہم ڈاکٹر صاحب کی رائے کے متفق ہین کہ دیندار اور جوانمردون کا وہ کام نہین ہے جو محمد شفیع سے سرزد ہوا وہ غریب مسلمان جو محمد شفیع کی گواہی سے قید ہوئے اور اونکے خویش اقارب کیا کہتے ہونگے اور محمد شفیع اس نامردانہ چال سے قید سرکاری سے تو برائے چندے مخلصی پایا مگر پنجہ موت سے

تو نہ بچ سکا آخر ۱۸۷۹ء مین بمقام دہلی مرگیا اور مین جو گواہ نہ ہوا تہا اسوقت تک باعیش عشرت زندہ دندناتا رہا ہون اور اسوقت بہی میرے ہزارون مخالف ہین لیکن میرا بال بہی بیکا نہین کرسکتے سوائے اسکے محمد شفیع وغیرہ موحدون کی حرکت یہودا اسکریوطی خاص مرید اور حواری مسیح علیہ السلام سے بڑہکر نہین ہے جسنے بلا دہمکی پہانسی اور قید کے یہودیون سے چند درہم رشوت لیکر اپنے مرشد مسیح علیہ السلام کو پکڑوادیا تہا حالانکہ یہہ یہودا وہ شخص ہے کہ جسکے واسطے فقط شہادت ہی نہین بلکہ جنتی ہونے کی بشارت بہی حضرت مسیح دے چکے تہے - اب ایدہر ذرہ چشم انصاف کہولکر خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اوس کیفیت کو کہ جب حضرت موصوف مثل مولف قید ہوکر امتحان مین پڑے تہے مولف ایک ادنیٰ امتی اور پیرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے مطابقت اور مقابلہ کرکے دیکہئے - انجیل مین لکہا ہے کہ حضرت موصوف اپنی موت کے دیکہکر ایسے بدحواس ہوگئے تہے کہ مُنہہ کے بل گر پڑے اور دعا مانگنے لگے کہ ای میرے باپ اگر ہوسکے تو یہہ موت مجہہ سے ٹال دے اور پہانسی پر چڑہکر بہی حضرت ممدوح مین ذرہ بہی صبر اور استقلال نہین رہا تہا مثل ڈرپوکنون کے عین پہانسی پر پکارتے تہے کہ ای میرے خدا تو نے مجکو کیون چہوڑ دیا - اب اسکے مقابل اس ادنیٰ پیرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا داد استقلال اور صبر کو دیکہئے کہ قید مین آکر اور پرین صاحب کی وہ مار اور کوٹ کہا کر کہ جسکے سُن لینے سے بدن پر رونگٹے کہڑے ہوتے ہین کبہی سی بہی نہین کیا اور پہانسی کا حکم سُنکر وہ خوشی اور فرحت اوسکو ہوئی تہی کہ شاید ہفت اقلیم کی سلطنت کے ملنے سے بہی ایسی خوشی نہوئی ہوگی اور ڈاکٹر نشیر صاحب کی کتاب کے صفحہ ٩٩ کو پڑہکر دیکہئے کہ آخر وہی خوشی موجب موقوفی حکم پہانسی مولف کی ہوئی تہی - بلا امتحان آدمی کے ایمان اور استقلال کی کیفیت معلوم نہین ہوسکتی اب جس نبی کے ادنیٰ امتیون اور پیرونکی یہہ کیفیت ہے اور دوسری

طرف خود

طرف خود بنیون کی وہ حالت اس سے ناظرین دونو بنیون کی فضیلت اور برتری کا
اندازہ بخوبی کر سکتے ہین۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ گو مین اس قصہ انجیل
کو ان نصرانیون کی ایک بناوٹ اور تحریف جانتا ہون مگر واسطے رفع اعتراض مدعی کی یہان
اوسکو نقل کرکے استدلال کیا گیا اور دراصل مجہہ گنہگار کو حضرت مسیح علیہ السلام سے
کچہہ کاہ و یا کوہ کی بھی نسبت نہین ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ⁂ اور ہماری
قران مجید مین اللہ رب العزت فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ط ـ تحقیق جو
شخص مسلمان مردون اور مسلمان عورتون کو تکلیف مین ڈالے اور پہر دل سے تائب نہوے
تو اوسکے واسطے عذاب دوزخ کا اور عذاب جلتی آگ کا تیار تیار کیا گیا ہے۔ اور مجکو بہت سے
معتبر لوگون سے معلوم ہوا کہ محمد شفیع اپنی اس حرکت پر نہایت پشیمان اور رو رو کر صدق
دل سے تائب ہوا پس ایسی صورت مین محمد شفیع وعید لَمْ يَتُوْبُوْا مین داخل نہین ہوتا
اور اوس ستار اور غفار سے امید ہی کہ اوسکو بخشدیوے۔ اجی حضور دین مذہب کی
بحث کو چہوڑ دو دنیا کی بہادر اور شجاع آدمی بہی کبہی ایسی حرکت نہین کرتے اور اوسکو سخت
نامردی اور بڑا عیب جانتے ہین۔ اُن کل واقعات کو جنمین یہہ خاکسار حین قیام
پورٹ بلیر کے وقتاً فوقتاً تعصب یا دشمنی دشمنان یا خود اپنی بے احتیاطی سے پہنسکر
بار بار تائید الہی سے بری ہوتا رہا اور متعصب اور دشمن شرمندہ ہوتے گئے مفصل لکہنا
بڑا طول عمل ہی اسہ بائیس برس مین ہر فجر سے شام تک بنیئون واقعات ایسے درپیش آتے
تہے جنمین مین تائید الہی اور حفاظت وہبی کو اپنی آنکہون سے دیکہا کرتا تہا اب ایسے
انعامات کو جو کسی شخص پر برگزری مثل باران برس رہی ہون کہان تک لکہہ سکے

مولف کا میر منشی ضلع جنوبی کا ہونا

جون ۱۸۸۳ء مین یہہ خاکسار میر منشی ضلع جنوبی پورٹ بلیر کا مقرر ہو کر ابردین
کو بدل گیا اور اپنے پورانے آقا اور شاگرد میجر پراتہر و صاحب ڈپٹی کمشنر کا میر منشی ہوا

جہان مین اپنی رہائی اور روانگی کی تاریخ تک برابر اوسی عہدہ پر رہا ۔ اس صاحب نے میری اعانت سے پورٹ بلیر کے آئین کی کتاب بھی بنائی جو بعد منظوری گورنمنٹ کی مشتہر بھی ہوئی اوسکا اردو ترجمہ بھی خود مین نے ہی لکھا تہا اور وہ بھی چھپ چکا ہے ۔
میری چودہ برس کی عمدہ کارگذاریون اور جانفشانیون پر نظر توجہ ہوکر اسی صاحب کی تحریک سے گورنمنٹ ہند کو میری رہائی کی رپوٹ بھی ہوئی تھی ۔ اوس رپوٹ پر رہائی لو کیا ہوئی تھی مگر سکرٹری ہوم ڈپارٹمنٹ اسقدر ناراض ہوئے کہ تاحیات میری یا تاقیام انگریزی عملداری کے میری رہائی غیر ممکن بلکہ محال ہوگئی ۔ اس رہائی کی نامنظوری کے بعد سنہ ۱۸۷۹ء مین حسب درخواست بعض حکام اور دوستون کے مین نے تواریخ جزائر انڈمان مسمی بہ تاریخ عجیب تصنیف کی تھی جو ۱۸۸۰ء مین مطبع نول کشور واقعہ لکھنؤ مین طبع بھی ہوگئی ۔ اس کتاب کے دو نسو نسخے مین نے خود خرید کر تمامی کمشنران و ڈپٹی کمشنران پنجاب اور محکمہ گورنری ہند اور لفٹنٹ گورنری پنجاب اور اپنے اکثر عنایت فرماؤن اور دوستونکو بطور یادگار روانہ کئے اور سب کو جتلا دیا کہ مین نہایت عیش آرام کے ساتھ زندہ موجود اور جلد آنے والا ہون ۔
۱۸۸۰ء کے آخر مین مولوی عبدالفتاح پسر مولوی عبدالرحیم صاحب اپنے والد کی ملاقات کے واسطے پورٹ بلیر مین پہونچے اور کوئی ایک برس تک وہان رہکر پھر ہند کو واپس چلے گئے اوسوقت مولوی عبدالرحیم صاحب نے ایک مسودہ عرضی اپنی خاص رہائی کے واسطے لکھوا کر اپنے بیٹے کی معرفت سے ہند کو روانہ کیا تہا کہ وہان ایک عرضی اوس مسودہ کی موافق اونکی بیوی کی طرف سے تیار ہوکر بحضور گورنر جنرل ہند اپریل سنہ ۱۸۸۲ء مین پیش ہوئی جسمین یہہ بیان تہا کہ میرے شوہر پر دراصل کچھ بہاری قصور ثابت نہوا تہا اسواسطے بروقت تجویز مقدمہ سشن جج اور نیز چیف کورٹ نے یہہ ارشاد کیا تہا کہ بشرط نیک چلنی بعد چودہ برس کے عبدالرحیم کے مقدمہ مین پھر نظر ثانی کیجاوے

(مولوی عبدالرحیم کی زوجہ کی جانب سے عرضی پیش ہونا)

کی ہوئی

کی سو اب تو اٹھارہ برس ہو گئے ہیں نے اونکی جدائی مین بہت تکلیف اوٹھائی زر
وہ بہی بہت بوڑہا ہو گیا سرکار اب اوسکو بعد ملاحظہ مثل کے رہائی بخشتے - بعد ملاحظہ
اس عرضی کے لارڈ رپن صاحب بہادر نے سوائے طلبی مثل مقدمہ کے پنجاب اور بنگال گورنمنٹ
سے رائے بہی طلب کی کہ اگر ان وہابیون کو رہائی دی جاوے تو کچہہ قباحت تو نہین
ہے بعد آنے آرائے لوکل حکام کے مقدمہ مذکور تا شروع سال آیندہ کے ملتوی ہو گیا
چونکہ یہہ عرضی فقط مولوی عبد الرحیم صاحب کے واسطے تھی اور در اصل اونکا قصور کچھ
نہ تہا فقط مفسدون کی اولاد تصور ہو کر زبردستی قید کئے گئے تہے اسواسطے
ہم لوگون کو فقط اونکی رہائی کا انتظار رہا - اوس ذریعے سے اپنی رہائی کا تو مجکو خیال تک نہ تھا
ہماری آخر وقت مین سب بنگال گورکی صاحب لوگ پورٹ بلیر مین جمع ہو گئے تھے اس
سبب سے اونکو تعصب بھی ہم لوگون سے زیادہ تہا - ۱۸۸۱ع مین بوجہہ پیری اور ضعف کی
مولوی احمد اللہ صاحب جنکی عمر اوسوقت اسّی سال کے قریب تھی بہت نحیف قابل
ترحم دشمنان ہو گئے تہے - اوہون نے اپنی یہہ حالت زار دیکہہ کر اپنے بیٹے مولوی
محمد یقین صاحب سے جو کلکتہ مین مقیم تہے بولا کر ملاقات کرنا چاہا حالانکہ بموجب قاعدہ
عام پورٹ بلیر کے یہہ ملاقات جائز اور درست تہی مگر فقط اس سبب سے کہ احمد اللہ
وہابی ہے اونکی یہہ درخواست نامنظور ہو گئی - اس مابین مین امتی نامی نے بھی
ایک درخواست کی تہی کہ محمد رشید میرے حقیقی برادر زادہ کو میرے پاس پورٹ بلیر
مین آنے کی اجازت بخشی جاوے حالانکہ یہہ درخواست بہی سراسر قابل منظوری کی
تھی مگر فقط اس سبب سے کہ سایل وہابی ہے وہ بہی نامنظور ہو گئی - انہین ایام مین میں نے
ایک دوسری درخواست واسطے ترقی تنخواہ کی بہی پیش کی تہی جسپر فقط مجکو اونکے تعصب کا
اندازہ اور گہرا دریافت کرنا منظور تہا - حالانکہ ہماری صاحب ضلع نے میری درخواست پر
بڑی لمبی چوڑی سفارش لکہی تہی لیکن جو حکم کرنیل کیڈل صاحب نے اوسپر صادر

فرمایا ہر ہر فقرہ اوسکا تعصب اور عداوت سی بہرا ہوا ہے - مین اوسیوقت سمجھہ گیا کہ یہہ حکام مجکو آنکہہ سے دیکہنا ہی پسند نہین کرتے اور ہردم اس فکر مین ہین کہ کوئی حیلہ حوالہ پاکر بیت بیڑی جیل ضبطی جائداد وغیرہ سے جسقدر سنگین مجکو سزا دیوین مگر مین خداوند کریم اور حفیظ کے ہوتے اونکی کیا پرواہ کرتا تہا آخر کچھہ بہی نکرسکے اور مین چہوٹ کر چلا آیا -

جب مولوی احمد اللہ صاحب نہایت کمزور اور چراغ سحری ہو گئے تو مولوی عبد الرحیم صاحب نے اونکی حالت اور کمزوری بیان کرکے حکام کو لکہا کہ مین اونکا رشتہ دار قریب ہون دیپر مین کوئی اونکی خبرگیری کرنے والا نہین ہے اسواسطے امیدوار ہون کہ اونکو ابرڈین مین میرے گہر پر رہنے کی اجازت بخشی جاوے یہہ درخواست بہی جسکے پڑہنے سے سنگدل کا دل نرم ہوجاوے فقط اس وجہہ سے نامنظور کی گئی کہ احمد اللہ اور عبد الرحیم دونو وہابی ہین اونکے ساتہہ ایسی رعایت اور مہربانی نہین ہوسکتی - جب مولوی صاحب موصوف کا حال نہایت پتلا ہوا اور صاحب لوگون کے تعصب کا یہہ حال تہا تو مولوی عبد الرحیم صاحب نے یہہ اجازت چاہی کہ مجکو رات کو دیپر مین اونکے پاس رہنے کی اجازت بخشی جاوے سو یہہ درخواست بعد بڑی دریافت اور بحث کے منظور ہوکر مولوی عبد الرحیم صاحب کو ۲۰ - تاریخ نومبر کو شام کے وقت پاس ملا اور اوسی رات واقعہ ۲۱ - نومبر ۱۸۸۱ء مطابق ۲۸ - محرم ۱۲۹۸ ہجری شب دوشنبہ کو بوقت ایک بجے رات کے مولوی صاحب موصوف کے روح اس جسم قید در قید کو چہوڑ کر فردوس بریں کو پرواز کرگئی - مولوی صاحب کی وفات کے وقت عبد الواحد نام ایک ملازم مولوی صاحب موصوف کا اونکے پاس ہسپتال مین حاضر تہا مرنے کے وقت مولوی صاحب نے جو پہلے چند روزہ سے عالم بیہوشی مین تہے آنکہہ کہول کر الا اللہ یا مالک الملک آخری کلمہ فرمایا اور سرد ہو گئے - ۲۱ تاریخ کو بوقت ۸ بجے فجر کے بمقام ابرڈین ہم لوگون کو اطلاع ہوئی ہم سب آدمی معیت سے دوستونکے ۹ بجے فجر کو دیپر مین پہونچ گئے - مین کچہری ضلع مین میرمنشی تہا اور بڑا آنجا

(وفات مولوی احمد اللہ صاحب)

صاحب ضلع کی جا نہین سکتا تہا ۔ مگر بوجہہ موجودگی تعصب حکام کے یہہ امید بہی نہ تہی کہ مجکو وہان جانے کی اجازت ہو اسواسطے مین بتوکل مولا بلا اجازت چلا گیا اور ایک عرضی اطلاعی ڈسٹرکٹ پر کہڑی ہوکر دو حرفی لکہہ کر بہیجدی کہ مین مولوی احمد اللہ صاحب کی تجہیز تکفین مین شامل ہونے کو دیپہ جاتا ہون آج کی میری غیر حاضری معاف فرمائی جاوے ۔ ہم نے دیپہ مین پہونچکر آخری درخواست حکام انگریزی سے یہہ بہی کردیکہی کہ ہمکو اجازت بخشی جاوے کہ مولوی احمد اللہ صاحب کی لاش کو ابرڈین مین لیجا کر اونکے سگے بہائی مولوی یحییٰ علی صاحب کی قبر کے متصل دفن کردیوین ۔ یہہ درخواست بہی نامنظور ہوئی اور اونکی لاش پر بہی انگریزون نے حکم چلا لیا ۔ جب یہہ درخواست بہی نامنظوری ہوئی تو لاچار بعد غسل و نماز کے اونکی لاش کو لیکر گور غریبان واقعہ ڈنڈاس پیٹ مین جو دیپہ سے تہوڑی دور ہے دفن کردیا ۔ اپنے تجربات بست سالہ مین مین نے یہہ بہی اکثر دیکہا کہ جب کبہی کسی افسر یا حاکم کی مدد پر مین نے بہروسا کیا اور خدا کی طرف توجہہ نرکہی تو میرے رب نے اوسی خیالی معاون کی ہاتہہ سے مجکو ایذا پہونچوانے کا بندوبست کردیا مگر جب مین تائب ہوکر اوسکی طرف رجوع ہوا تو پہر اوس غالب زبردست حکمت والے نے میری مدد کی اور آفت سے نجات بخشی ۔ اور جو میرے دشمن تہی اور جن سے مین ڈرتا تہا اونکو میری مدد اور پشت و پناہ پر کہڑا کردیا ۔ کالے پانی مین مسٹر روپ اسٹراف اسسٹنٹ کمشنر میرا پہلا شاگرد تہا جسکی امید کا مجکو بہت بہروسا تہا سو اوس شاگرد رشید نے چار پانچ ایسی سخت رپوٹین میرے اوپر کین کہ اگر برج صاحب جسکو مین اپنا دشمن جانی جانتا تہا میری مدد نکرتا تو مین ایک ہی رپورٹ پر جیل مین پہونچ گیا ہوتا دوسرے سمبر مین میرے خیال مین پیراتہرو صاحب میرے بڑے ہمدرد و معاون تہے اوہنون نے ایک خفیف درخواست کرشنداس سیٹہہ پر میری سزا کیواسطے لکہدیا اوسمین بہی میجر برج صاحب نے جو میرے خیال مین میرے دشمن تہے نہایت دلیری سے مجکو بچا لیا ۔ خداوند تعالیٰ کو کسی طرح بہی منظور نہین ہے کہ مین اوسکی طرف سے توجہہ پہیر کر غیر اللہ کی طرف رجوع کرون ۔

ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء مین لاچار ہوکر میری بیوی نے پانی پت سے مجکو لکہا کہ لڑکی جوان ہوگئی تمہاری

رہائی کی امید پر آج تک اوسکی شادی کا ارادہ بہی نہین کیا اب بظاہر کوئی شکل تمہاری رہائی کی ایسی جلدی نہین ہے اسواسطے اگر اجازت دو توکسی جگہہ اوسکی شادی کا بندوبست کیا جاوے اور اس کارخیر کے واسطے کچھہ خرچ ضروری بہی بہیجدو مین نے ۱۴ - اکتوبر ۱۲۸۲ء کو گویا تاریخ حکم رہائی سے اڈہائی ماہ پہلے بقدر تین ہزار سو روپیہ کے نقد وزیور و پارچہ پانی پت کو بہیجدیا - اور اپنی بیوی کو لکہا کہ تم کسی دیندار مسلمان سے اس لڑکی کی شادی کردو مگر عقد کے پہلے اوس آدمی کا نام اور پیشہ اور کیفیت دینداری وغیرہ تحریر کرکے میرے پاس بہیجدو چونکہ ہند کے خط کا جواب ڈیڑہ دو مہینے مین بذریعہ اگبنوٹ آتا ہے اس سبب سے ابہی یہہ سوال و جواب طے بہی نہین ہوئے تہے کہ ۳۰ - دسمبر ۱۸۸۳ء کو میری رہائی ہوکر مجہہ سے پہلے پانی پت مین میری بیوی کو اطلاع ہوگئی اور مین نے بہی اونکو لکہہ بہیجا کہ اب مین خود آتا ہون آپ آکر خود اوسکا انتظام کرونگا مین نے پانی پت مین جاکر ایک عجیب حال سُنا کہ جب میرا بہیجا ہوا پولنده پارچہ وزیور اور ۱۵۰ نقد پانی پت مین پہونچکر ایک جلسہ عورات محلہ مین کہولا گیا تو میرے اس کارخیر مین بوجہہ معذوری قید شریک نہونے کے سبب سے بجائے خوشی رسید زر وزیور کی میرے گہر مین کہرام مچگیا تہا - میری بیوی اور لڑکی زار زار روکر یہہ دعائین کرتی تہین کہ خدایا اوسکو بہی اپنی قدرت کاملہ سے شریک اس کارخیر کا کر وہ زاری اور فریاد اونکی اوس مستجاب الدعوات نے اوسی دم قبول کرلی اور اسکے صرف ایک ماہ بعد میری رہائی کا حکم صادر ہوگیا اور بروقت بہیجنے زر وزیور وغیرہ کے مجکوبہی ازبس تمنا تہی کہ کسی طرح اپنی لڑکی کا نکاح مین خود پڑہتا گو یہہ بات اوسوقت محض غیرممکن تہی مگر اوسکی قدرت کے قربان جایئے کہ آخر اوسکی عنایت سے مین اوس جلسہ مین شریک بہی ہوگیا اور وہ نکاح بہی مین نے خود پڑہا ۔

اب جو میری رہائی کا زمانہ قریب آیا تو مین ہر اگبنوٹ مین اپنی رہائی کا منتظر رہتا اور اوس ملک کے تحفے تحایف جمع کرکے چلنے کو تیار بیٹہا تہا - آخر ۲۲ - جنوری ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ کو مہارانی نام اگبنوٹ یہہ حکم لیکر پہونچا کہ جسقدر آدمی بجرم بغاوت وہابی کیس مین قید

ہیں سب ایکقلم رہا کرکے ہندکو روانہ کردئے جاویں اونکے لوکل گورنمنٹ اونکی سکونت کی واسطے بندوبست معقول کرینگے ۔ جب یہہ حکم وہان پہونچا تو ایک مین اور دوسرے مولوی عبدالرحیم تیسرے میان عبدالغفار چوتھے مولوی تبارک علی پانچوین مولوی امیرالدین چھٹے میان مسعود کل اہل اس مقدمہ کے وہان موجود تھے سو سب کی رہائی ہوگئی ۔ جب یہہ حکم بذریعہ اخبارون کے ہندمین مشہور ہوا تو بوجہہ حمیت اسلامی جملہ انجمن و مجلس ہائے اسلام نے اس ترحم خسروانہ لارڈ رپن صاحب بہادر پر بذریعہ میموریل کے اونکا شکریہ ادا کیا ۔ جیسے ہماری گرفتاری پر گھر گھر تمام ہندمین واویلا مچگیا تھا ویسے ہی گھر گھر خوشی اور شکریہ کی مجلسین منعقد ہوئین گو اکثر متعصب حکام کے سلوک نے اس خوشی کو کسی قدر گھٹا دیا ہے مگر لارڈ رپن صاحب کی مداحی اور شکرگذاری سے ہماری زبان او قلم کبھی قاصر ہوگی جسکی اولوالعزم اور ترحمانہ پالسی سے ہمکو ہندکا دیکھنا پہر نصیب ہوا ۔ اسی عرصہ مین میرے ایک پورانے شاگرد کپتان ٹمپل صاحب نے جو بوقت میری رہائی کے خاص کیمپ انبالہ مین مجسٹریٹ تھے میری رہائی کی خبر پاکر مجکو لکھا کہ اگر تم میرے پاس رہنا قبول کرو تو مین گورنمنٹ سے اجازت لیکر تمکو اپنے پاس بولالون مین نے اس پیام کو تائید غیبی سمجھکر فوراً قبول کرلیا اور اونہون نے بھی اوسی دم گورنمنٹ پنجاب سے اجازت حاصل کرکے اور آپ میرا ضامن ہوکر کل شرائط نگرانی وغیرہ میرے اوپر سے اوٹھوا دین ۔

جب میری رہائی کا حکم آیا تو میری بیوی خورد دایم الحبس تھی اور اوسوقت اوسکو فقط چودہ برس قیدمین ہوئے تھے اسواسطے اوسی اگیمنٹ مین گورنمنٹ ہندکو اطلاع دی گئی کہ جب تک اوسکی بیوی رہا نہووے وہ ہندکو نہین جاسکتا اپنی رہائی کا حکم پاکر اوسی وقت مین نے گورنمنٹ پنجاب کو لکھا کہ یہان نہایت عمدہ میرا ایک گھر موجود ہے اور مین سو روپیہ ماہوار کا نوکر ہون اور ہندمین نہ میرا گھر ہے نہ مکان اور غالباً حکام پنجاب میرے وہان آنے پہر مجھسے ناحق چھیڑ چھاڑ کیا کرینگے اور مجکو قیدی سابق سمجھکر کوئی نوکری وغیرہ بھی

اسواسطے مین امیدوار ہون کہ بطور آزاد مجکو کالے پانی مین رہنے کی اجازت ہوجاوی کہ وقتاً
فوقتاً ہند مین آکر اپنے بال بچونکو دیکہہ جایا کرون گا اس میری درخواست کی ساتہہ چیف کمشنر
پورٹ بلیر نے بہی بڑی لمبی چوڑی سفارش کی اور لکہا کہ کچہہ صورت گذارہ نامبردہ کی بطور
خاص مقدمہ کے سرکار سے تجویز ہوجاوے مگر افسوس کہ لفٹنٹ گورنر پنجاب نے میری اس
درخواست کو نامنظور فرماکر لکہا کہ اوسکو نوکری مل سکتی ہے حیدر اس آخری فقرہ سے کسی قدر
میری اطمینان ہوگئی - جو وہی اطمینان یعنے توجہہ جانب غیر اللہ میرے رب کو ناپسند ہوکر
ہمارے گورنمنٹ کا سلوک سراسر خلاف میری امید اور توقع کے ظاہر کرا دیا - ۳ - مارچ ۸۳ء کو
مولوی عبدالرحیم و میان عبدالغفار و مولوی امیرالدین و تبارک علی روانہ ہند ہو گئے
اور بخیریت تمام اپنے اپنے گہر پہونچ گئے اسکے بعد ۲۸ - اپریل ۱۸۸۳ء کو میان مسعود بہی چلے
گئے فقط مین اکیلا بانتظار حکم رہائی اپنی بیوی کے رہگیا - یکم مئی ۱۸۸۳ء کو میری بیوی
کی رہائی بہی آگئی مگر اوسوقت میری بیوی کو چہہ مہینے کا حمل تہا اور سمندر مین موسم طوفان
کا شروع ہوگیا تہا اسواسطے مین نے تا ماہ نومبر و محرم ۱۳۰۱ھ پورٹ بلیر مین رہنی کی
اجازت حاصل کرلی اس مہلت مین مینے اپنے گہر کا اسباب فروخت کرنا شروع کیا اور
اونکے پورے بیر جیسے ہوا بیچڈالا - اکتوبر ۸۳ء مین مینے چاہا کہ میرا گہر جو بلی حسمین مین رہتا تہا مسجد
بناکر فی سبیل اللہ وقف کردیا جاوے اور سب مسلمان جو بغیر مسجد کے تکلیف اوٹہاتے
ہیتہے اس وقف سے بہت خوش ہوئی مگر میجر سرچ صاحب ڈپٹی کمشنر نے ازراہ تعصب کی یہہ رپورٹ
کردی کہ یہہ شخص وہابی ہے اور یہہ مسجد بہی وہابیون کے قبضہ مین رہیگی اسواسطے یہان
مسجد بنانے کی اجازت ندی جاوی پس وہی تعصب وہابیت کا اس کار خیر کو بہی مانع ہوا مین
دیکہہ رہا ہون کہ اس تعصب وہابیت نے انگریزون کو ایسا بصیر کیا ہے کہ اس نشہ تعصب مین
حق ناحق کچہہ نہین دیکہتے بڑے بڑے جبر غریب بیکس ور بے ضرر ولے شتر وہابیون پر کر
رہے ہین اور نہ معلوم اس بے وجہہ اور بیجا تعصب کا انجام کیا ہوگا - جب کہ مین نے

[illegible]

[illegible]

اپنے پورٹ بلیر مین داخل ہونے کے ذکر کے بعد حالات متعلقہ جغرافیہ وقدیم باشندگان پورٹ بلیر کے بیان کئے ہین اس مقام پر اپنے پورٹ بلیر سے روانہ ہونے کے ذکر کے پہلے قوانین و اوضاع واطوار پورٹ بلیر کو ذکر کرکے اس جزیرے سے کوچ کرون ۔

یہہ جزیرہ مثل دوسرے اعاطون کے ایک مستقل لوکل گورنمنٹی ہے یہان چیف کمشنر صاحب انڈمان کو اختیار ہے کہ جو ایکٹ چاہین یہان جاری کر دیوین اور جس حاکم ماتحت کو جو چاہین اختیارات دیوانی یا فوجداری کے عطا کرین ۔ یہان کا چیف کمشنر اس قسمت کا سشنش جج بھی ہے ۔ یہان کے چیف کمشنر کا حکم ناطق ہے اوسکا کچھہ اپیل نہین ہوسکتا صرف مقدمات پہالسی مین گورنر جنرل اجلاس کونسل کی منظوری لی جاتی ہے باقی اور سب امور دیوانی اور فوجداری مین یہان کا چیف کمشنر ہائی کورٹ ہی ہے ۔ یہان کوئی جہاز یا مسافر یا کوئی مال واسباب بلا اجازت صاحب چیف کمشنر بہادر کے نہین آسکتا اور نہ کوئی آدمی بلا اجازت صاحب موصوف کے اس سٹلمنٹ سے جاسکتا ہے ۔ یہان کا چیف کمشنر صدر مقام روس مین رہتا ہے اوسکی تنخواہ تین ہزار روپیہ ماہوار تھی ۔ یہہ قسمت دو ضلعون مین تقسیم تھی ایک ضلع جنوبی جسکا صدر مقام ابرڈین ہے دوسرا شمالی جسکا صدر مقام چاٹم ہے ۔ دونو صاحب ضلعون کے ماتحت دوسرے بہت سے اسٹنٹ اور اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر کام کرتے ہین ۔ اس سٹلمنٹ کے دستور العمل اور قواعد ابتدائے ۵۸ سنہ سے اب تک وقتاً فوقتاً بہت بدلتے رہتے ہین اور ہمیشہ روبہ سختی وجبر ہین اور ہر کہ آمد برآن مزید کرد ۔ پر یہان خوب عمل ہوتا ہے ۔ یہان قریب دو ہزار قیدی کے سالانہ ہند سے نئے قید ہوکر آتے ہین اور اسوقت قریب چودہ ہزار قیدی کے یہان موجود ہین جہاز سے اوترنے کے ایک مہینا بعد اونکی بیڑی کٹ جاتی تھی ۔ یہان کوئی جیل نہین ہے ۔ بارگون مین یہہ قیدی ماتحت قیدی افسر دن کے رہتے ہین ۔ دن مین مثل جیل ہائے ہند کے سخت مشقت کرتے ہین دو وقت اونکو پختہ کہانا ملتا ہے ۔ رات کو اونہین بارگون مین

سو رہتی ہین - ان بارگون کی حفاظت پر سوائے قیدی افسرون کے اور کوئی پولس یا جنگی پلٹن نہین ہی غرض قیدیون کی حفاظت اور نگرانی اور اون کو کام پر تقسیم کرنا اور اون سے کام کروانا یہہ سب پرانے قیدی افسرون کے سپرد ہین جو سر پر لال دوپٹہ اور گلے مین چپراس ڈال کر رہتی ہین اور حسب مدارج اپنے عہدون کے سوائے خوراک کے نقد تنخواہ بھی سرکار سی پاتے ہین - ان نئے قیدیون کو بھی بشرط نیک چلنی تین چار برس کے بعد کسی قدر نقد تنخواہ ملنے لگجاتی ہے اور بعد تنخواہ پانے کے یہہ نئے قیدی بھی پٹّے والے افسر مقرر ہوجاتے ہین - دش برس نیک چلن رہنے کے بعد ہر ایک مرد قیدی مستحق ٹکٹ پانے کا ہوجاتا ہے اور ٹکٹ یہہ ہے کہ قیدی آزاد ہوکر بارک سی نکلجاتا ہے اور شہر اور بستیون مین رہکر جو چاہے پیشہ کرے اور کہاوے کماوے - قریب پچاس ساٹھہ کے قیدیونکی بستیان آباد ہین جنمین قیدی ہی نمبردار اور چوکیدار اور پٹواری ہین - جو لوگ کہیتی کرنیکا ٹکٹ لیتے ہین اونکو گانون مین نو توڑ زمین بقدر حوصلہ کے سرکار سے ملجاتی ہے اور تین برس تک محصول معاف رہتا ہے اور کبھی کبھی کچھہ نقدی اور بیل اور خوراک سے بھی سرکار مدد دیتی ہی - جو حلوائی نان بائی یا نائی وغیرہ پیشون کے ٹکٹ لیتے ہین اونکو بھی کبھی کبھی کچھہ مدد ملتی ہے اس ٹکٹ پانے کے بعد قیدی آزاد ہوجاتا ہے جو چاہے سو کرے -

جو عورتین قید ہوکر آتی ہین وہ ایک علیحدہ جزیرہ مین ماتحت قیدی عورات افسرون کے بارک مین رہتی ہین حتی المقدور جب تک وہی بارک مین رہتی ہین زناکاری کی پوری پوری روک رہتی ہی عورتون کو بھی اپنی بارک کے اندر پسائی سلائی وغیرہ کی مشقت کرنی پڑتی ہے عورتونکو پانچ برس کے بعد ٹکٹ آزادی کا ملجاتا ہے لیکن جوان عورتین جب تک شادی نکرلیوین ٹکٹ پاکر اپنی بارک سی باہر نہین جانے پاتین بعد انقضائے پانچ برس مدت قید کے عورت کو اختیار ہی جس مرد سے چاہے شادی کرلیوے - مردون مین بھی سوائے ٹکٹ والون کے مشقتی بارگ باش قیدی شادی نہین کرسکتے جب تک

کو شادی کرنا منظور ہوتا ہے وہ عورتونکی ٹاپو مین جاکر کسی عورت کو پسند کر کے کچھہ انعام دے دلا کر راضی کرلیتا ہے اور جب میان بیوی راضی ہو جاتے ہین تو اونکو اقرار نامہ اپنی رضامندی اور محبت و موافقت سے ملکر رہنے کا روبرو ڈپٹی صاحب چیف کمشنر بہادر کی لکھہ دینا پڑتا ہے اوسکے بعد بیوی میان کے گہر چلی آتی ہے ٹکٹ والے قیدی ملک سے اپنے بال بچونکو بھی بُلا سکتے ہین - جب کوئی قیدی بیس برس تک نیک چلن رہی تو پہر اوسکی رہائی بھی ہو جاتی ہے اور اوسکو بعد رہائی کے اختیار ہی چاہے اوس ملک مین رہی چاہے اپنے وطن اور زاد بوم کو چلا آوے - بعد ٹکٹ پانے کے قیدیون کو اختیار ہی کہ اپنی کمائی حلال سے چاہین لاکھون روپیہ جمع کرلیوین مگر ٹکٹ سے پہلے بلا اطلاع و اجازت حکام وہ کچھہ اپنے پاس رکھہ سکتا ہی اور نہ کسی دوسرے کے پاس جمع کر سکتا ہے -

قیدی جب تک بارک مین رہکر مشقت کرتے ہین ایک برس یا تین مہینے مین ایک خط اپنے گہر کو بھیج سکتے اور ایک خط آمدہ منگا سکتے ہین - مگر ٹکٹ والے ہر مہینے مین ایک خط بھیج سکتے اور ایک منگا سکتے ہین -

[بیان زبانہائے پورٹ بلیر]

پورٹ بلیر ایک ایسی جگہہ ہی کہ جہان چینیا - برہما - ملائی - سنگلی - جنگلی - نکوباری - کشمیری - پشتولی - ایرانی - مکرانی - عربی - حبشی - پارسی - پرتگیز - امریکن انگریز - ڈین - فرینچ وغیرہ اور ہندوستان کے سب ضلعون اور شہرون کے آدمی مثل بہوٹیا - بنیالی - پنجابی - سندہی - گجراتی - دلیس والی - ہندوستانی - اہل برج - آسامی - متہلی - بندیلکھنڈی - اوڑیا - تلنگی - مرہٹے - کرناٹکی - مدراسی - ملیالم - گونڈ - بہیل - بنگالی - کول - سنتہال وغیرہ سب موجود ہین جب یہ لوگ آپسمین ملکر بیٹھتے ہین تو اپنی اپنی زبان مین بات چیت کرتے ہین مگر بازار اور گہرون کی زبان یہان بھی ہندوستانی ہے - ہر ملک کا آدمی یہان آکر آپ سے آپ ہندوستانی زبان سیکھہ لیتا ہے کیونکہ بے اوس زبان جانے کے یہان آدمی کا گذارہ نہین ہو سکتا - میرے خیال مین یہ روئے زمین پر کوئی دوسرا

مقام ایسی مختلف قومون سے آباد نہوگا قریب ہو ایسی مختلف قومون کے جو ایک دوسری
کی زبان نہ سمجھہ سکے یہان موجود ہین شاید اٹھی سی یہان ایک ایسا میلا جمع ہوا ہے شاید
آج تک پردہ زمین پر ایسا مجمع مختلف کہین نہ جمع ہوا ہوگا - جب کوئی بنگالی مرد اور مدراسی
عورت یا ہندوستانی مرد اور پنجابی عورت یا سندہی مرد اور کرناٹکی عورت وعلیٰ ہذا القیاس
آپسمین شادی کرتے ہین اور میان بیوی کی اور بیوی میان کی بات نہین سمجھتے اور
ہر وقت تکرار اور لڑائی باہمی کے دونو اپنی اپنی زبان مین ایک دوسرے کو گالی دیتے
ہین اور فریق ثانی کچھہ نہین سمجھتا تو عجب کیفیت ہوتی ہے - یہان جب کسی تقریب شادی
پر دعوت اور نیوتہ ہو کہ ملک ملک کی عورتین جمع ہو کر اپنی اپنی بولی مین گاتی اور اپنی
وضع پر ناچتی کودتی اور اپنے اپنے ملک کا لباس پہنتی ہین تو وہ تماشہ بھی قابل دید ہے -
یہان قوم کی پابندی جو ہندوستان کی پرانی بیماری ہے یکقلم ترک ہوگئی مسلمان مرد
خواہ کسی ذات کا ہو ہر مسلمان عورت سے بلا روک ٹوک شادی کر لیتا ہے - اسی طرح ہندون
مین بھی ہندو ہونا کافی وافی ہے ایک ذات کا ہونا ضرور نہین ہے برہمنون کے گھرون مین
پاسین اور جاٹون کے گھرون مین برہمنیان موجود ہین - یہان ہر صنعت اور صنعت کے
اچھے بُرے سب قسم کے آدمی موجود ہین - یہان ٹھگ وہ ٹھگ ہین کہ دل کو ٹھگ لیوین
اور چور وہ چور ہین کہ آنکھون کا کاجل چُرا لیوین - یہان شعبدہ باز بازیگر بہروپئے
بھنڈیلے نقال تھیٹرے نٹ طوائف میراسی گویئے قوال اور ہر فن کے نیک و بدمعاش
سب موجود ہین - یہان اچھے اور نیکون کا بھی یہہ حال ہے کہ کوئی ملا پُرو مولوی اور پنڈت
اور درویش و بھاٹی جی وغیرہ سے خالی نہین - یہان مدراسی اور بنگالی سوکھی مچھلی بھی
بڑے مزے سے کہاتے ہین اس سوکھی مچھلی کو جسمین سڑے ہوئے چمڑے کیسی بو ہوتی
ہے عمدہ گوشت سے بہتر لوگ سبقت دیتے ہین - برہما اور چینیا تنیپی کہاتے ہین مچھلیون
کو میون مین بھر کر سڑا لیتے ہین جب انمین کیڑے پڑ جاتے ہین تو اون کیڑون اور سڑی

مچھلیون کو کوٹ کر بہی بنتی ہئے اور اوسمین ایسی بدبو ہوتی ہے کہ ہم لوگ مچوا کے رخ ایک میل تک بہی اوسکی بدبو سہہ نہین سکتے مگر برہما اور چینا اوسکو بجائے گرم مصالحہ کے ہر عمدہ کہانے پر بُربُرا کر بڑے شوق سے کہاتے ہین جب اونکو ینپی ملگئی تو گویا دنیا کی نعمت ملگئی - یہان کسبی طوائف یا کسبی کی عام دوکان نہین ہی مگر اکثر عورتین ایسی بے حیا اور فاحشہ ہین کہ کسبیون کو اون سے شرم آتی ہئے - بعد تجربہ کے مجکو یہہ بات معلوم ہوئی کہ اپنی اپنی وضع اور رسم اور بولی اور لباس ہر کسی کو پسند ہی جنگلی اپنے جنگل مین رہنے اور ننگ دہڑنگ پہرنے اور کیڑے مکوڑے کہانے کو ہماری قبا اور دوشالون اور پلاؤ و قلیہ پر سبقت دیتے ہین ہماری کہانون سے اونکو قی ہونے لگتی ہے ہمارے کپڑے پہننے سے اونکو ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے ہمکو ننگا رہنے سے - برہما چینا ہماری گھی کے پکوان کو دیکہہ کر اپنی ناک بند کر لیتے ہین ہماری قلیے اور قورمے اور پلاؤ کے بھبکا رستے عطر یونکا دماغ پراگندہ ہو جاتا ہے - انگریز لوگ ہمارے عطر کو نہین سونگہہ سکتے غرض بچپن سے زبان اور ناک جس چیز کا عادی ہو گیا ہئے وہی اوسکو پسند ہئے - اس سے ثابت ہوا کہ کسی ملک کی رسم و رواج اور کہانے اور لباس اور پوشاک کو برا کہنا اور اپنے کہانے وغیرہ کو دوسرون سے بہتر سمجہنا محض حماقت اور نادانی ہئے جو جس حال مین ہئے سو ٹہیک ہئے سب اولاد آدم مین کسی کو کسی پر کچہہ سبقت نہین -

{عام دعوت بوقت روانگی مولف}

جب مین ۹ - ماہ نومبر ۱۸۸۳ کو سوار ہونے کو تہا تو اوس وقت مین نے ایک عام دعوت کر کے اپنے سب دوستون کو مدعو کیا تہا اس دعوت کی فہرست کی پیشانی پر لکہا تہا کہ یہہ خاکسار بعد ایک قیام اٹہارہ برس کے بظاہر ہمیشہ کے واسطے ہندوستان کو جانیوالا ہے امید کہ آج میرے تحمل عنایت فرما جنکے نام نامی درج ذیل مین قدم رنجہ فرما کر خاکسار کے ساتھہ آخری ماحضر تناول فرما کر منت پذیر و ممنون فرماوین جس کسی کو یہہ دعوت پہونچی بلا عذر دوڑا چلا آیا یہہ دعوت میرے گہر مین میرے سوار ہونے سے فقط ایک گہنٹہ پہلے دوپہرکے

وقت ہوتی تھی - میری جدائی سے حاضرین کے منہہ پر رود اشک جاری تہین ہرچند
بہت لوگون نے اس جلسہ مفارقت مین کچہہ کچہہ سپیچ (تقریر) دینا چاہا مگر دو لفظ کہنے کے
بعد ہر کسی کی ہچکی بندہ جاتی تھی مین خود بھی جو ایک تقریر طویل نصیحت آمیز کرنیکو تہا
ایک لفظ بھی ادا نہین کرسکا اور دل کی دل مین ہی رہگئی - اوسدن اتفاق سے جمعہ
تہا بعد تناول طعام مولوی لیاقت علی صاحب کی ساتہہ آخری نماز جمعہ پڑہکر گاڑی مین
تہا - کہڑی تہین مین مع لواحقین خود سوار ہوکر جزیرہ روس کو چلا آیا وہان میرے
ہمراہ بھی صدہا مرد عورت مجہے رخصت کرنیکو آئے تہے - جب بوقت چار بجے شام کے مین
مع لواحقین خود مقام روس سے کشتی پر سوار ہوکر اگبنوٹ کو چلا تو بے شمار خلقت خوشی
اور رنج سے زار زار روتے تھے - اسوقت میری ساتہہ ایک میری بیوی اور چند بچے مع میرے
کل آٹہہ نفر تہے اور قریب آٹہہ ہزار روپیہ کے کل جائداد منقولہ غیر منقولہ میرے قبضہ مین
تھی اوسوقت مین اپنی اوس حالت کو کہ جب ۱۱ جنوری سنہ ۶۶ کو اوسی گہاٹ مین ایک
لنگوٹی باندہ کر تن تنہا جہاز سے اوترا تہا اور اب ایسی رنج اور محن کی جگہہ سے مع آٹہہ نفر اور
آٹہہ ہزار کی جائداد لیکے واپس جاتا ہون یاد کرکے قدرت خدا پر تعجب کرتا تہا - اور چونکہ یہہ
جہاز جسپر مین سوار ہونیکو تہا اوسی جگہہ کہڑا تہا جہان وہ جہنا جہاز جو مجکو لیکر آیا تہا کہڑا
ہوا تہا اور اوسدن مین فجر کے وقت اوترا تہا اور آج شام کے وقت سوار ہوتا تہا اسواسطے
مجکو اپنا اٹہارہ برس تک اس جزیرے مین رہنا ایک خواب خیال معلوم ہوتا تہا اور ایسا
خیال مین آتا تہا کہ مین آج فجر کو جہنا جہاز سے اوترا تہا اور آج ہی سوار ہوگیا اس کیفیت
نے وقت موت کو بہی آنکہون کے سامہنے حاضر کردیا تہا کہ اسوقت بہی گو ہزار برس زندہ
رہکر مرنا نصیب ہو تو یہی کیفیت ہوگی کہ مین چند ساعت دنیا مین رہا اور جیسے آیا تہا
ویسے ہی چلا - مین نے اپنے چلنے سے چند روز پہلے بقدر راہ خرچ کے اپنے پاس رکہکر
باقی اپنے پانچہزار روپیہ نقد کو جو اوسوقت میرے پاس موجود تہے مرد کو ایکہزار اور

عورت کو پانسو

[تقسیم زر بر اولاد [illegible]]

عورت کو پانسو فی نفر کے حساب سے اپنی دونوں جورویوں پر تقسیم کر دی ہے میری
بیوی کلان اور اوسکی بیٹی کے حصے کے ایکہزار روپیہ نقد وصول کرکے پانی پت بھیجدیئے اور
بیوی خورد اور اوسکی اولاد کے حصہ کے چار ہزار خزانہ انبالہ کو روانہ کر دیئے تھے کہ یہان اونکے
نام آکر بینک مین جمع کرا دیئے۔ گو مجکو بعد اس تقسیم کے بوجہ بے روزگاری کے کسی قدر
تکلیف ہوئی مگر مین اس دولت دنیا کو اپنے سے جدا کرکے ہر طرح سے سبکدوش ہوگیا میرے
پاس میری ملکیت ذاتی سے فقط چند کتابین اور تین چار جوڑے کپڑے کے رہگئے۔

پورٹ بلیر مین پہونچنے کے بعد جب سے میرے ہاتھہ مین پیسا آیا مین ہمیشہ اپنی بیوی اور
بھائی وبہن وغیرہ کل عزیزون کو وہان سے بھی برابر خرچ بھیجتا رہا اور کسی کو تکلیف نہ
ہونے نہین دی مگر جب مین یہان آیا تو مین نے اپنے بھائی بہن وغیرہ کو بسبب بے روزگاری
کے ایسا تنگدست اور خستہ حال پایا کہ جسکا بیان کرنا محال ہے وہ بیچارے [illegible] اسلیئے کہ
مجہہ لو آمد کو کچھہ مدد دیوین میرے ہی دست نگر ہوئے مگر مین افسوس کرتا ہون کہ اپنی بے
روزگاری کے سبب سے یہان آکر مین اون سے کچھہ سلوک نہین کر سکا جسکے سبب سے وہ لوگ
مجہہ سے ناخوش بھی ہوگئے۔

[[illegible]]

قریب پانچ بجے کے ہم لوگ اس اگنبوٹ مہارانی نام پر سوار ہوکر ایک پہلکہ پر اپنا ڈیرہ کر لیا
ہملوگون کے سواء اوس جہاز پر اور بھی بہت رہائی والی عورتین اور مرد اور نیز بہت سے
مسافر یورپین اور ہندوستانی سوار تھے۔ موسم نہایت عمدہ اور سمندر بالکل ٹھنڈا تھا
موج اور تلاطم کا نام نہ تھا اوسدن محرم کی بھی دسوین تاریخ اور دسمبر کی بھی [illegible]
تھی قریب غروب آفتاب کے جہاز کا لنگر اوٹھایا گیا اور ہم لوگون نے چشم پر آب ایک
کے بعد جزائر انڈمان کو خیرباد کہکر پیچھے چھوڑنا شروع کیا۔ اب رات ہوگئی تھی چاندنی
رات مین سمندر کی لہرون کی کیفیت عجیب آب وتاب دکھلا رہی تھی۔ دوسرے دن
ہمارا جہاز جزیرہ کوکو مین پہونچا۔ دو روز چلنے کے بعد کسی قدر پانی [illegible]

مسافرون کو کچھہ تکلیف ہوئی مگر جب جہاز تہوڑا آگے بڑہ گیا تو وہ تکلیف رفع ہوگئی
اور پانی بھی بند ہوگیا - علی رضا نام ایک مشہور تاجر نے جہاز پر ہماری بڑی خاطر تواضع
کی - دونو وقت عمدہ کہانا گوشت مچھلی چاء کافی برف قسم قسم کے میوے اور مٹھائیان
ہمارے واسطے ہر دم موجود رہتی تہین بڑے آرام اور راحت سے یہہ سفر کٹا -

جسوقت ماری برسات کے سب مسافر پانی مین تر بتر کانپ رہے تہے اوسوقت نورالدین
نام ایک رہائی والے کی عورت کو درد زہ شروع ہوا اور اوسی حالت مین کہ زچا پانی مین
شرابور کانپ رہی تہی اوسکو بلوٹہا بچہ پیدا ہوا اور وہان اچہوالی کہان اوسدن مشکل سے
زچا کو ڈال بہات ملا ہوگا مگر اوسکو یا اوسکے بچہ کو نہ کچھہ مرض ہوا نہ بیماری دونو صحیح تندرست
تہے اور جب جہاز کلکتہ مین جاکر لنگر ہوا اوس بچہ نوزائیدہ کی عمر صرف دو دن کی ہوگی اوسکی
والدہ معہ اپنے بچہ کے دندناتی ہوئی جہاز سے اوتر کر چلی گئی اور پہر کلکتہ سے اوسکے مرد نے
ایک ٹکٹ سیدہا لاہور تک کا لیا اسی حالت مین زچا معہ بچہ خوش و خورم روانہ ہوگئی اوس
بچہ کا نام بوجہہ سمندر مین پیدا ہونے کی سمندر بی بی رکہا گیا تھا -

غرض بفضل الہی ہم چار دن اور چار رات کے سفر کے بعد ۱۳ - نومبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۴ محرم
سنہ ۱۳۰۱ ہجری داخل کلکتہ ہوئی - اور وہان چینا بازار مین جاکر مولوی عبد الرئوف صاحب
برادر حقیقی مولوی عبد الرحیم صاحب کے مکان مین فروکش ہوئے - دو روز مولوی صاحب
موصوف کے مکان مین رہکر تیسری شب بوقت ۹ بجے رات کے ہم بسواری ریل کلکتہ سے
ہند کو روانہ ہوگئے چونکہ مین معہ عیال و اطفال و مال و اسباب خود سرکاری کرایہ و خرچ سے
جاتا تہا کلکتہ سے مجکو سرکاری ٹکٹ الہ آباد تک کا ملا اس سبب سے مابین کلکتہ اور الہ آباد
کے کہین راہ مین ٹہر نہین سکتا تہا اور بمقام پٹنہ مولوی عبد الرحیم صاحب سے جو وہ اور
مین بیس برس تک اکٹہے رہے تہے ملنے کا بہت اشتیاق تہا اسواسطے کلکتہ سے
مولوی عبد الرحیم صاحب کو تار مین خبر بہیجدی کہ اسٹیشن پر آن کر مجہہ سے ملاقات کی

مگر سعلوم ہو وہ نصیحت نار کہاں مارا گیا نہ اونکو خبر ہوئی نہ وہ ملاقات کو آئے دلکی دل
ہی مین رہگئی غرضیکہ ہم الہ آباد اور وہان سے کانپور اور کانپور سے علی گڑھ اور علی گڑھ سے
سہارنپور اور وہان سے انبالہ تک کا منزل درمنزل ٹکٹ لیتے ہوئے ۲۱ - نومبر ۱۸۶۳ء کو
بوقت ۹ بجے شب کی اسٹیشن کیمپ انبالہ پر پہونچ گئے کلکتہ سے دو سپاہی ایک نایک ہمارے
مال اور بچونکی حفاظت کی واسطے بطور اردلی انبالہ تک ہمارے ساتھہ آئے -

ایک وہ دن تہا کہ ہم ۲۲ - فروری ۱۸۶۵ء کو جیل انبالہ سے زیور آہنی وجوگیانہ لباس وگلیم
سیاہ سے آراستہ پیراستہ ہوکر زیر حراست پولیس انبالہ سے مغرب کو روانہ ہوئے تہے اور
بُرے مصائب کہینچتے ہوئے ۱۱ - جنوری ۱۸۶۶ء کو گیارہ ماہ بعد تاریخ روانگی انبالہ سے
کالے پانی مین داخل ہوئے تہے اور یا یہہ دن ہوا کہ ہم بڑی آسایش سے دریائی سفر کو
طے کرکے کلکتہ مین پہونچے اور وہان سے ایک خاص درجہ ریل مین بلا شرکت احدی سوار
ہوتے ہوئے سات نفر بال بچون اور نقد وجنس کو ساتھہ لیکر مثل نوابون کی عمدہ
سلطانی بانات کا لباس پہنے ہوئے پورٹ بلیر سے چلکر گیا ہوں دن مشرق سے آکر
داخل انبالہ ہوئے میری اوس کیفیت اور شان اور اولاد اور مال ومنال کو دیکھہ کر
خلقت کو تعجب اور متعصبون کو افسوس اور میرے ہوا خواہون کو خوشی تہی - راہ مین
بہی جہان جہان مین اوترا ہر شہر کے مسلمان میرا نام سنکر میری ملاقات کو دوڑے
چلے آتے اور میری کیفیت کو دیکھہ کر یہہ کہتے تہے کہ اللہ بڑا قادر ہے وہ سب کچھہ کرسکتا
ہے - راہ مین یا انبالہ مین جو جو آدمی میرے مقدمے اور حالات سے واقف تہے وہ سب
کہتے تہے کہ تیرا اس ملک مین اس شان سے آنا مُردے کے زندہ ہونے سے کم نہین
ہے جو اس کرامت کو دیکھہ کر خدا کی قدرت پر ایمان نہ لادے البتہ وہ دل اور آنکھہ
دونون کا اندہا ہے - ذرہ غور تو کیجئے کہ یہان میری ایک بیوی چہوٹی تہی کالے پانی
مین مجکو دو بیوی عنایت ہوئین یہان میرے دو بچے چہوٹے تہے وہان سات بچے مرحمت

ہوئے اور سامان اور اسباب و نقد وجنس ہر ایک چیز کا نام بنام تمام الیدل اوس قید خانہ مین دیکر آخر مجہہ کو بہی واپس لے آیا وَاٰتَیْنٰہُ اَہْلَہٗ وَمِثْلَہُمْ مَّعَہُمْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۔ دوسرے دن فجر کو ہم شہر انبالہ مین پہونچے اور وہان کے حکام ضلع سے اجازت لیکر کیمپ انبالہ مین اپنے آقاء قدیم کپتان ٹمپل صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے ۔ جب مین کپتان ٹمپل صاحب کی بنگلے پر گیا وہ دوڑ کر میرے ملنے کو باہر نکل آئے اور اندر لیجا کر مجکو موڑہے پر بٹہلایا اور بہت تسلی اور تشفی کی اور فرمایا کہ آجکی تاریخ سے ہم عہ۳۰ تیس روپیہ ماہوار تنخواہ تمکو اپنے جیب سے دیا کرین گے اور تمہاری نوکری کے واسطے بہی جلد اچہا بندوبست ہوجاویگا ۔ بعد پہونچنے انبالہ کے جب مین نے اس سفر لبست سالہ کو نقشہ ہند سے پیمایش کرکے دیکہا تو انبالہ سے چلکر براہ لاہور و بمبئی کالے پانی تک اور پہر کالے پانی سے براہ کلکتہ انبالہ تک قریب سات ہزار میل کے مسافت ہوئی اور باستثناء بعض شمالی اضلاع ہند کی قریب تمام کے کُل ہند کا طواف یا پرکا ہوگیا ۔ صدر بازار کیمپ انبالہ مین ایک مکان کرایہ لیکر مین اوسمین معہ عیال و اطفال خود ٹہر گیا جہان مین ابہی تک رہتا ہون ۔ مکان نہایت عمدہ بنا چونہ گچ وسط بازار مین مسجد سوداگرون سے متصل ہے جسمین آج تک گرمی جاڑے برسات سب موسمون مین مجکو بہت ارام ملا یہان کے باشندے لشکری ہین اور انگریزی وضع زیادہ ہونے کی سبب سے بے مروتی اور خود غرضی بہری ہوئی ہے مگر اکثر مومن اور میرے ہمسایہ اور ہماری مسجد کے نمازی بہی غنیمت ہین ۔ چونکہ میرے بال بچون نے اس سے پہلے کبہی جاڑہ اگری نہ دیکہا تہا اسواسطے پہلے جاڑے مین اونکو کسی قدر تکلیف ہوئی مگر پہر طبیعت اوسکی عادی ہوگئی ۔ بیس برس کے بعد اوس زندان قفس اولاد آدم سے نکل کر اس جگہہ بجگہہ کا ہوا پانی اور طرح بطرح کے موسمی میوے اور ترکاریات کے کہانے سے میری اور میرے بال بچون کی طبیعت نہایت شادان اور فرحان تہی ہورٹ بلیر سے انبالہ تک

گویا دن عید اور رات شب برات کی کیفیت رہی۔ جب مین سب اسباب و سامان
ضروری خانہ داری کا خرید چکا تو ۱۱۔ دسمبر ۱۸۸۳ء کو ایک ہفتے کی رخصت لیکر براہ ریل
اول دہلی اور وہان ایک شب رہکر دوسرے دن شام کو بسواری یکہ پانی پت پہونچا
اور اتفاق حسنہ سے پورے بتیس برس گذرے بعد وہی ۱۳۔ دسمبر میرے پانی پت سے دہلی
کی طرف بھاگ کر جانے کی تاریخ تھی کہ جب مین بتیس برس پہلے تھانیسر سے فرار ہوکر
بوقت صبح اپنی بیوی کو پانی پت مین چھوڑکر اور پانی پت سے یکہ پر سوار ہوکر دہلی کو بھاگا
تھا جب مین پانی پت کی جانب مشرق و جنوب کی سڑک دہلی پر شام کے وقت پانی
پت کو چلا آتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آج فجر مین اپنی بیوی اور بچون کو چھوڑکر دہلی کو
گیا تھا اور آج ہی واپس آگیا وہ بتیس برس کا زمانہ محض خواب و خیال معلوم ہوتا تھا
غیر مغرب کی نماز کے بعد مین اپنے گھر مین پہونچا میری بیوی اور لڑکی مجھکو دیکھکر باغ
باغ ہوگئین۔ برروز فرار خود جس لڑکی کو مین نے چند مہینے کا چھوڑا تھا اب اوسکو بتیس
برس کی عمر مین دیکھا۔ پانی پت کے لوگون کا جنہون نے ایسے وقت مین کہ تنکا تنکا میرا
دشمن ہو رہا تھا بڑی جوانمردی سے میری بیوی بچونکو اپنے یہان رکھا اور اونکے بتیس
برس کٹوا دئے مین نے بہت شکریہ ادا کرکے اونکے واسطے دعاء خیر دارین کی کئی چار
پانچ روز رہنے کے بعد پھر مین براہ کرنال تھانیسر آیا اور ایک شب وہان رہکر پھر انبالہ
کو لوٹ آیا جس جس شہر مین یہہ خاکسار گیا ہزارون خلقت اوس شہر کی میرے
دیکھنے کو آئی تھی اور تھانیسر مین تو میری یہہ کیفیت رہی کہ مارے اژدہام خلائق
کے مین اوس رات سونے بھی نہین پایا۔ بسبب تنگی وقت کے بہت سے آدمی
میری ملاقات سے محروم بھی رہگئے۔ انبالہ مین بھی دو تین مہینے تک شہریون سے
لوگ میرے دیکھنے کو آتے رہے اور میرا منہہ دیکھ دیکھ کر خدا کی قدرت پر تعجب کرتے تھے
شہر تھانیسر کو مین نے دیکھا کہ ۱۲۔ دسمبر ۱۸۶۳ء کو اوس سے میرا قدم اوٹھاتا تھا کہ

اور پھر زوال آیا اس بلیس برس مین چھٹے حصہ سے بھی کم اوسکی آبادی رہگئی مکانات گرگر راہ کوچے بند ہوگئے اور بجائے آدمیون کے شہر مین بندر اور چیونٹون نے دخل کرلیا لیکن مجکو قرائن سے خداوند تعالے نے معلوم کرادیا کہ یہہ شہر عنقریب بڑی دہوم دہام کے ساتہہ پہر آباد ہوگا - اور بہت سے شہرون پر آبادی مین سبقت لیجائیگا - اس شہر کی ویرانی اور آبادی اور نفع نقصان بہی کچہہ میری ہی ذات کے ساتہہ متعلق معلوم ہوتا ہے - یہان آکر مجہے معلوم ہوا کہ میرے اس ملک سے جانے کے بعد کبہی کوئی عمدہ برسات اور ارزانی غلہ اس بلیس برس مین کبہی نہین ہوئی لیکن الحمد للہ والمنۃ کہ میرا اس ملک مین پہونچنا تہا کہ گویا پورٹ بلیعر کی برساتین ہماری ساتہہ ہی چلی آئین اسوقت تک تین فصلین جو ہمارے یہان آنے کے بعد ہوئی گئین اس زور شور سے ہوئی ہین کہ اس گذشتہ بلیس سال ہماری غیر حاضری مین کبہی نہین ہوین فضل الہی سے ہماری پہونچنے کے ساتہہ ہی قحط سے سما ہوگا - گو یہہ راز علم الہی مین کسی طرح پر ہو مگر ہمکو تو ایک خاص انعام الہی سمجہہ کر شکر کرنا چاہیے - اور فصل گذشتہ مین ایسی بیماریون کی کثرت ہوئی کہ شہر انبالہ و دیوبند و کرنال وغیرہ ہمارے چوطرف بڑی مرتی پڑی مگر ہماری چہاونی اور خصوص میری اہلبیت باوجود لو و ار دہونے کے آج تک سر آفت سے محفوظ رہی -

اُن انعامات الہی کو جو اس رسالہ مین بطور نمونہ کے یکے از ہزار و مشتے از خروارے بیان ہوئے ہین کوئی دیکہہ کر یہہ خیال نکرے کہ ایسے انعامات کا لوگون کے سامنے بیان کرنا کیا ضرور تہا سو اسکے اظہار سے ایک تو غافلون کو جگانا اور دوسرے سورۂ ضحی مین خود اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ میرے انعامون کو لوگون مین بیان کرو اور جسکو سلوک راہ نبوت مین ذرہ بہی دخل ہوگا اور صراط المستقیم ملفوظات سید صاحب کا اور غور سے دیکہا ہوگا وہ جانتا ہوگا کہ جب نظر بصیرت سالک کی کمل معرفت سے روشن

لی ہے تو وہ ہر حرکت اور سکون کو انعامات الہی سے سمجھ کر صدہا مقاصد اور مفاد اوس سے نکالتا ہے اور قول شیخ سعدی کا ۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست قدرت کردگار ۔ اوسی معرفت کی طرف اشارہ ہے ۔

جب مین یہان پہونچا تو پہلے بحضور گورنمنٹ پنجاب ایک درخواست نوکری ملنے کے واسطے بھیجی اور صاحب ممدوح نے بخیال اپنے وعدہ کی صاحب کمشنر انبالہ سے کیفیت طلب فرمائی مگر جناب صاحب کمشنر قسمت ہذا کا تعصب و عداوت تو یہان مشہور تھی اونہون نے لکھا "کہ سایل گو کتنا ہی خوش چلن پورٹ بلیر مین رہا ہو مگر اوس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ یہان فروغ پاکر پھر مخالف سرکار نہ رہیگا اسواسطے نوکری یا وکالت دونو کام اوسکو نہ دیئے جاوین" اس سبب سے گورنمنٹ نے نوکری تو مجکو آج تک نہین دی مگر وکالت کی نسبت یہہ لکھا تھا کہ اگر سایل پھر امتحان دیوے تو زمرہ وکلاء داخل ہوسکتا ہے چنانچہ یہہ خبر تمامی اخبارات ہند مین بھی چھپ گئی تھی مین دوبارہ اس تحریری حکم گورنمنٹ پر بھروسا کرکے صدہا روپیہ خرید کتب قانون مین صرف کیا اور مہینون تک سر پھکایا اور جب بعد تیاری خود اس حکم گورنمنٹ کی نقل بھیجکر چیف کورٹ سے امتحان سنہ ۱۸۸۴ء مین شریک ہونے کی اجازت چاہی تو اوس نے پہٹ سے میری درخواست نامنظور کردی مین بعد اسقدر خرچ اور محنت کے یہہ حکم نامنظوری کا پاکر گھبرایا اور فوراً گورنمنٹ کو اوسکی اطلاع کری مگر وہان سے یہہ جواب آیا کہ گورنمنٹ کو چیف کورٹ کے حکم مین دست اندازی کرنیکا اختیار نہین تھی ۔ اس گورنمنٹ کے پہلے حکم پر مین نے بھروسا کرکے نوکری گھربار مال اسباب یاد کرکے کالا پانی چھوڑ کر ہزارون روپیہ کا نقصان اٹھایا اور آج تک بیگھر بے روزگار مارا مارا پھرتا ہون اور اس دوسرے حکم پر بھروسا کرکے صدہا روپیہ خرید کتب قانونی مین صرف کرکے مہینون مغز زنی کرکے آخر ٹکا سا جواب پاکر چپ ہو رہا ۔ جب مین بہت تنگ ہوا تو لاچار عرضی نویسی کرنیکی اجازت چاہی سو وہ بھی منظور نہوئی ۔ اور حکام ضلع کا تعصب تو یہان تک بڑھا ہوا ہے کہ جب اونکو کسی معلم کی ضرورت ہوتی ہے اور صاحب مجسٹریٹ مجکو بھیجدیتے ہین تو میرا نام سنکر ناک چڑھا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ وہ تو وہابی

ہے ہم اوس سے نہین ڈرتے ہین گے بلکہ ان کے دیکھا دیکھی پلٹنون کے افسرون کو بھی بلا وجہہ مجہہ سے نفرت ہوگئی اور اب کوئی وجہہ سے نہین پڑتا اور بعد چلے جانے کپتان ٹمپل صاحب کے مجکو حدود چہاونی کے اندر نظربند کر رکھا ہے اس سبب سے کسی دوسری ریاست مین جاکر کہیں کوئی روزگار تلاش کرنیکی لایق نرہا اسواسطے لاچار مین نے لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل ہند کو عرض کیا تہا کہ یہہ کیسا انصاف ہی نہ مجکو قید سے چہوڑتے ہین نہ کہانے کو دیتے ہو نہ مجکو کالے پانی مین رہنے دیا نہ میرا مال منضبط واپس دیا اگر میری ساتھہ کچھہ نیک سلوک کرنا خلاف انصاف اخلاق ہی تو صاحبو مجکو پوری رہائی دیکر مطلق العنان کردو اوسوقت مین اپنا گذارہ آپ کرلونگا قید مین بھی رکہنا اور کہانے کو بہی نہ دینا یہہ تو نرالی قانون ہی مگر لارڈ ڈفرن صاحب نے جواب تک بھی نہین دیا اب میرا اللہ مالک ہی جب سے کپتان ٹمپل صاحب ولایت کو چلے گئے مین بہوکا نہین مرتا میرا پچاس روپیہ ماہوار کا خرچ خداوند تعالی اپنی قدرت کاملہ سے آپ پورا کردیتا ہی اوس نے خود وعدہ کیا ہی وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہی تو اللہ کردیتا ہی واسطے اوسکے رستہ آفت سے نکلنے کا اور پہونچاتا ہے اوسکو رزق ایسی جگہہ سے کہ جہان سے اوسکو گمان بھی نہو۔ اس وعدہ الہی کو مین اپنے حال پر صادق پاتا ہون کہ مجکو اوس آفت سے نکال ہی لایا اور اب باوجود انگریزون کی ناکہ بندی کی ایسی جگہہ سے مجکو رزق پہونچاتا ہی کہ عقل انسانی اوس سے حیران ہی۔

مین نے جب انگریزی پڑہ کر طرح طرح کی کتابین دیکھین اور رات دن صدہا صاحب لوگون کے ساتھہ رہنے اور طرح طرح کی بات چیت کرنیکا اتفاق ہوا تو مجکو معلوم ہوا کہ سرکار انگریزی کا ہرگز ہرگز ارادہ نہین ہی کہ کسی ہندو یا مسلمان کو نصرانی بنا وے بلکہ بہتیون صاحب لوگون کو میں نے دیکھا کہ وہ خود نصرانیت کو ایک لغو اور بچون کا کھیل سمجھتے ہین ۱۸۵۷ء مین جو ہندوستانی فوج کو یہہ خیال تہا کہ سرکار انگریزی بذریعہ کارتوس وغیرہ ہمکو کرسٹان کرنا چاہتی

سے بالکل ایک لغو اور پوچ وسوسہ شیطانی ہے جس سے طرفین کے ہزارون خون ہوگئی اور صدہا
رئیس اور امیر اور خیرخواہ دارہ دار بگڑ گئے - جہان تک مجھے معلوم ہے دنیا کے موجودہ پادشاہون مین
انگریزی سلطنت ایک لامذہب اور آزاد اور عمدہ راج ہے اگر یہہ لوگ موجودہ بے بنیاد تعصب کو
دل سے دور کر دیوین تو میرے خیال مین زمانہ حال کی مسلمان ترکون اور مغلون و افغانون
سے بھی یہہ لوگ اس بارہ مین بہتر ہین - ان پادشاہون کی عملداری مین کوئی آدمی
کھلے کھلا قران و حدیث پر عمل نہین کر سکتا اور اپنی خیالات اور عقائد کو سوائی معمولی لکیر
کے دوسرے طور پر ظاہر نہین کر سکتا - دیکھو یہہ فقط انگریزی راج کی بدولت ہے کہ مین نے
یہہ رسالہ سچ سچ لکھدیا اور اپنے رنج اور تکلیف کو ظاہر کر دیا مگر اسمین شک نہین کہ انگریزی
راج سے فقط ہماری سلطنت اور حکومت ہی نہین جاتی رہی جسکے چلے جانے کا سوائی
خاندان تیموری کے کسی دوسرے کو ایسا رنج نہین ہے بلکہ ہماری حرفت و تجارت و
نوکری و معاش وغیرہ سب برباد ہوگئے اور ہم فقیر بن گئے اور زبان دراز مکار دغابازون
نے اپنی زبان درازی اور چالاکی سے واسطے اظہار اپنی خیرخواہی کے ہماری طرف سے
سرکار کو ایسا بھڑکایا اور ایسے صریح دروغ الزام ہمپر قایم کئے کہ جنکی تردید مین مجکو
ایک دوسری کتاب لکھنی پڑی - اب انگریز لوگ بجائے ہمدردی اور دستگیری کی ہمارے
دشمن ہو رہے ہین گورنر تک کوئی ہماری فریاد کو نہین سنتا - سوائے مقلب القلوب
و دستگیر بیکسان اب تیری حضور مین ہماری فریاد ہے کہ تو ہماری فاتح قوم کے دلمین انصاف
اور رحم ڈال کہ وہ بیجا تعصب وہابیت کو دل سے دور کری اور خودغرضون کی بات کو بلا
دریافت تسلیم نکری اس فرقہ سینٹ موحدین مہذبین کی قدر کرے اور اونکی عداوت سے باز آوے
اور اپنی کل رعایا گوری کالی کو بلا لحاظ مذہب و لباس (کوٹ پتلون) و رنگ کی حسب وعدہ ۱۸۵۸ع
کے ایک ہی آنکھہ سے دیکھے تو پھر یہہ سب موجودہ تکالیف سرکار کی رفع ہوجاوینگی لاکھون آدمیونکے
دلکو بے وجہہ دکھانا اور اونکی بد دعا لینا اچھا نہین ہے آگے سرکار مختیار ہے - بر رسولان بلاغ باشد و بس

اب اخیر بارہ مین لارڈ رپن صاحب بہادر و جنرل ڈونالڈ اسٹوارٹ صاحب بہادر اور لیفٹننٹ ٹمپل صاحب بہادر و ڈاکٹر ہنٹن صاحب اور عموماً کل افسران جزایر انڈمان کا اور خصوصاً کرنیل بی فورڈ اور جنرل ایچسن صاحب اور میجر پلیفیر صاحب اور کرنیل پرتھ صاحب اور مسٹر ایچیسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور مسٹر ہرکس صاحب اور مسٹر ڈارنیل صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ جنکی بدولت میری قید سخت بہ آسانی طی ہو گئی اور پھر اپنے وطن مالوفہ کو آکر دیکھا اور اسی طرح ان متعصب صاحب لوگون کے حق مین بھی دعا کرتا ہون کہ اے خداوند آتش تعصب کو اونکے دلون سے دور کر تاکہ وہ فاتح اور مفتوح کے درمیان اتفاق اور محبت کرانیکی کوشش کرین اور ناحق اشتعالک دیگر جلتے کو نہ جلادین آمین یا رب العلمین - الراقم

خاکسار جان نثار قوم محمد جعفر تھانیسری حال مقیم صدر بازار کیمپ انبالہ

اشتہار

یہہ کتاب اس دفعہ بطور مسودہ کی چھپ کر عام خلایق کی رائے پر چھوڑ دی گئی ہی اسواسطے ناظرین سے امید ہے کہ بوقت ملاحظہ اسکی جہان کہین کوئی لفظ خلاف تہذیب یا خلاف محاورہ یا خلاف مرضی حکام وقت یا خلاف واقعہ پاوین تو مولف کو اطلاع بخشین انشاء اللہ بشرط صحت طبع دوئم مین اوسکی اصلاح کردی جاوے گی +

آخری التماس

جس لسان درد الفت ذات خدا ہو ∴ جس آنکھہ سے بخوف حق آنسو بہا ہو ∴
جو ہاتھہ صرف استعانت پیش دعا ہو ∴ جو پانو راہ حق مین قدم بہر چلا ہو ∴
وہ دل خراب خستہ ہو وہ آنکھہ پھوٹ جاے
ہو وے قلم وہ ہاتھہ تو وہ پانو ٹوٹ جاے

آخری دعا

اَللّٰھُمَّ نَجْعَلُکَ فِی نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ